جواب دینے پر متوجہ ہوجاتا ہی- اور نہایت اضطراب سے جواب کے ڈھونڈھنے پر عقل یا وہم سے کام لینے لگ جاتا ہی-

پھر اگر تھوڑا سا سہارا بھی دفع اعتراضات کے لیے ملگیا تو اس پابند مذہب کی سابقہ محبت اور الفت اپنے مذہب سے اس جواب کے ساتھ ملکر گو جواب کیسا ہی کمزور ہو اوس جواب کو قوی کر دکھلاتی ہی- اور دوسرے مذاہب کا حال اس پابند خاص مذہب کے سامنے اسکے برعکس ہوتا ہی اس شخص کو جو ایک خاص مذہب کا پابند ہی- دوسرے مذاہب کی عدم الفت اور اونکے احکام سے عادی نہونے کے باعث ابتدائی تنفر اون دوسرے مذاہب [illegible] ملے ہی کمزور کر دکھلاتا ہی- جب اون مذاہب پر تھوڑا سا طعن کا موقع ملگیا [illegible] الفت ورابتدائی تنفر (یا یون کہو) اون دوسرے مذاہب کی ناواقفی او[illegible] طعن کے ساتھ ملکر طعن کو قوی کر دکھلاتی ہی [illegible] مذاہب کی [illegible] ث کی کتابون کو مطالعہ کرنے سے دکھلائی دیتی ہی- اور یہی شکل [illegible] مناظرون میں نظر آتی ہی اور منصف مزاج خداترس جزا سزا کے قائل لوگ نرالا ڈھنگ رکھتے ہین- اور اونکو خداوند کریم کی خالص رضاجوئی قیامت کا محکمہ قضا اور یہی رنگ مین رنگین کرتا ہی- اور وہ صرف حق طلبی کا اصطباغ اور بپتسما لیے رہتے ہین انکو رحمت اللہ کی تحقیقات پر برانگیختہ کرتی ہی- اسلیے انکو بیجا تعصب اور نامناسب حمایت حق کے قبول کرنے مین نہین روک سکتی- ایسے عیسائیون کو عیسائیت یہ نہین سکھلاتی- کہ عیسوی بشارات کو بے وجہ قوی خواہ مخواہ مان لین-

اور محمدیہ بشارات پر سوفسطائیون کیطرح ضرور ہی اعتراض کر دین اور ایسے ہی مسلمانون کو اسلام ہرگز نہین سکھلاتا کہ یہود کی طرح مسیح کی سچی اور واقعی بشارات پر شبہات پیدا کرین

اور محمدی بشارات کے لیے جھوٹ کو ہتھکنڈا بناوین بین نے جسقدر بشارات اور اون مضامین پر بحث کی ہو اپنے عندیے مین نہایت انصاف سے کی ہو۔ جاہلون کی سی بیجا حمیت میرے دلمین نہین۔ واللہ علی ما نقول شہید۔

اور مجھے یقین ہو کہ وہ عادل اور رحیم اور قدوس میرا رب میری نیت کے نیک بیجون کو اچھے اچھے پھلون کا مثمر درخت بناویگا اور خدا تو ایسا ہی کر۔

پھر یاد رہے کہ کسی نبی یا رسول کی نبوت اور رسالت ثابت کرنے کے لیے سابقہ انبیا کی بشارات کا ہونا ہر گز ہر گز لازمی اور ضروری امر نہین۔ کیونکہ اثبات نبوت کے لیے بشارات کے سوا اور بہت دلائل ہوتے ہین۔ علاوہ برین اگر بشارت کا ہونا اثبات نبوت مین شرط ہو تو سب انبیا سے پہلے نبی اور رسول کے لیے بشارت اور پیشین گوئیان کیونکر ہونگی۔ اسلیے کہ پہلے نبی کی نسبت بشارت دینے والا خود نبی ہوگا پس پہلا نبی پہلا نبی نہ رہا۔ دیکھو نوح اور ابراہیم علیہما السلام کی نسبت کوئی پیشین گوئی موجود نہین۔ بلکہ موسیٰ جیسے رسول کو دیکھو۔ انکے واسطے بھی کتب سابقہ مین کوئی پیشین گوئی نہین۔ اور کیونکر ہو سکتی عیسائیون کے نزدیک موسیٰ سے پہلون کی کتابین ہی موجود نہین۔ ایسے ہی ایوب کی نسبت بشارات موجود نہین۔ اگر مان لین کہ بشارات کا ہونا اثبات نبوت کے لیے ضروری ہو تو ہم کہتے ہین کہ بشارات کا ہونا اس امر کا مستلزم نہین کہ وہ بشارات سابقہ انبیا کی کتب مین موجود ہون۔ جائز ہو کہ وہ بشارات سینہ بسینہ چلی آتی ہون۔ یہ میرا خیالی اور وہمی عندیہ نہین۔ بلکہ نفس الامری اور واقعی ہو۔ دیکھو متی ۲۔ باب ۲۳ مین کہتا ہو۔ مسیح ناصرت مین رہا تا کہ وہ بشارت پوری ہو جو انبیا کہتے آتے تھے کہ وہ ناصری کہلاویگا۔

حالانکہ انبیا کہان ایک نبی کی بھی کتاب مین نہین لکھا کہ وہ ناصری کہلاویگا۔ مین یقین کرتا ہون کہ حضرت متی اسیواسطے لکھتے ہین کہ انبیا کہتے آتے تھے اور یہ نہین فرماتے کہ انبیا لکھتے یا لکھواتے آتے تھے (ناظرین یاد رکھو) ضرور یاد رکھو کہ متی مین بھی انبیا کہتے آتے تھے جمع کا صیغہ ہے۔ یہ جمع کا صیغہ بہت سے بزبان پادریون کو شرمسار کرنے والا ہے۔

اور اگر یہان لین کہ سابقہ انبیا کی مقدسہ کتب مین اون بشارات کا لکھا ہوا ہونا ضرور ہے۔ تو ہم دلیری سے کہہ سکتے ہین۔ کل انبیا کی کتب کا موجود ہونا ضرور نہین صاف عیان ہے۔ آدمؑ اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ اور یوسفؑ وغیرہ انبیا کی کتابین کہان ہین۔ پیدایش کے پچاس باب مین یوسفؑ نے جس خدائی قسم کا جو ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب سے ہوئی ذکر کیا ہے۔ اسکا علم یوسفؑ نے کس کتاب سے حاصل کیا۔

اور اگر مانا جاوے کہ بشارات کا مذکور ہونا ایسی کتابون مین ضرور ہے جو موجود ہون۔ تو کہا جاتا ہے کہ وہ کتب موجود تو ہین الا ہمارے پاس والے عیسائی انگریزون کے نزدیک وہ کتابین باغراض مختلفہ اور اسباب شتی مشتبہ مقرر کی گئین۔ گو ہم کافی ثبوت انکی صحت کا رکھتے ہین۔

اور اگر مانا جاوے کہ بشارات کا کتب موجودہ اور غیر مشتبہہ مین ہونا ضروری ہے تو ہم کہتے ہین کہ بشارات کا مفصل ہونا کہان ضرور ہے۔ بشارات تو اکثر ایک معما اور چیستان اور پہیلیان ہوتی ہین۔ یا یون کہیے کہ خواب کا سا مضمون رکھتی ہین۔

بشارات غالباً عوام پر مشتبہ رہتی ہین اور خواص پہ کبھی قرائن سے اور کبھی

اوس نبی کے ظہور پر جسکی نسبت وہ بشارتین ہین یا اسکے اور دلائل سے ثبوت نبوت کے بعد اور اس مبشر نبی کی تفسیر سے ظہور پاتی ہین۔

بلکہ عیسائیون کے مذاق پر تو کہہ سکتے ہین کہ پیشین گوئیان اور بشارتین ایسی مخفی اور باریک ہوتی ہین کہ انبیا کو بھی اونکا مصداق معلوم نہین ہوتا۔ علما بیچارے کس گنتی اور شمار مین ہین۔ عام انبیا کیا عیسائیون کے طرز پر جس نبی کی بشارت ہو وہ نبی آپ بھی اپنی بشارت کو کبھی نہین سمجھ سکتا۔ دیکھو انجیل یوحنا۔ ۱ باب۔ ۲۱۔ یوحنا نے اپنے ایلیا ہونے سے انکار کیا۔ حالانکہ انجیل متی۔ ۱۱۔ باب۔ ۱۴۔ اور ۱۷ باب ۱۲ سے معلوم ہوتا ہی کہ یوحنا ایلیا تھا۔ مسیح اور یوحنا اور اس نبی کی بشارات اگر مفصل ہوتین تو کاہنون اور لادیون کو یوحنا سے پوچھنے کی کیا حاجت ہوتی جیسے یوحنا۔ ۱ باب۔ ۲۰ و ۲۱۔ مین ہی۔ اگر بشارات مفصل ہوتین تو حواریون کو یوحنا کی نسبت کیون شبہہ پڑتا۔ متی ۱۷۔ باب۔ ۱۳۔ باآنکہ حواری موسی سے بھی رتبے مین بڑے ہین اور حواریون کا مخلص رب یوحنا کا شاگرد اور اوسکے ہاتھ پر بپتسما پانے والا تھا۔ اور حواری کئی دفعہ یوحنا سے ملے اور اوسے جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ایلیا کا مسیح سے پہلے آنا ضرور ہی۔

یوحنا۔ ۱۔ باب ۳۳۔ مین صاف مندرج ہی کہ یوحنا نے مسیح کو اسوقت تک نہین پہچانا۔ جب تک خدا نے یوحنا کو نہ بتایا۔ کہ جسپر روح اوترتی تو دیکھے وہ روح القدس کا بپتسما دیگا۔ معلوم ہوا کہ تیس[۳] برس تک یوحنا سا جلیل القدر رسول (متی ۱۱۔ باب ۱۱) اپنے رب اور مخلص مالک سے بیخبر رہا۔ بلکہ متی۔ ۱۱۔ باب۔ ۲۔ اور لوقا۔ ۷ باب ۱۹۔ سے یوحنا کا تردد آشکارا ہی۔

کاہنون کا وہ رئیس قیافا جسنے جناب مسیحؑ کے قتل اور کفر اور اہانت کا فتوی دیا۔ متی۔ ۲۷۔ باب حسب انجیل یوحنا۔ ۱۱۔ باب۔ ۵۱۔ نبی تھا اگر وہ حضرت مسیح کو اچھی طرح پہچانتا تو کاہیکو ایسی سخت اور خطرناک فتوے کا مفتی بنتا۔

یوحنا نے اشعیا کے ۴۰۔ باب۔ ۳۔ سے جو پیشین گوئی اپنی نسبت فرمائی ہے کہ مین جنگل مین پکارنے والے کی آواز ہون۔ کہ خداوند کی راہ صاف کرو۔ دیکھو متی اور لوقا۔ ۳۔ باب۔ اور مرقس اور یوحنا۔ ۱۔ باب۔ اس بشارت پر غور کرو کیسی مجمل اور معما ہے۔ اگر جناب یوحنا اس بشارت کو اپنی نسبت بیان نکرتے اور مصنفان اناجیل بشارت کو یوحنا کی نسبت تسلیم نفرماتے۔ تو کوئی بھی اس پیشین گوئی کو جناب یوحنا پر منحصر نہ خیال کرتا۔ اسلیے کہ یہ بشارت بہت سے اون انبیا پر بھی صادق آسکتی تھی جو اشعیا کے بعد ہوئے۔ بلکہ جناب مسیح پر صادق تھی۔ جو آسمانی بادشاہت کے قرب کی منادی فرماتے تھے۔ اس تمام بحث سے یہ ثابت ہوگیا کہ بشارات نبوت کا مفصل ہونا ضرور نہین۔

اگر بشارات کا مفصل ہونا ضروری ہو تو ہر ایک عاقل اور بشارات کا واقف اور انکے مباحث پر دھیان کرنے والا جانتا ہے کہ بشارات پر دو قسم کے اعتراضات واقع ہوتے ہین ایک وہ اعتراض جسکی بنا ضدیت اور ہٹ دھرمی پر ہوتی ہے۔ دوسری وہ جنکا مدار انصاف اور راستی پر ہو۔

پادریو تمھارے نزدیک جن لوگون نے مسیحؑ کی بشارت پر اعتراض کیے ہین وہ لوگ اون اعتراضون کے باعث ضدی اور ہٹ دھرمی خیال کیے گئے۔ کہ نہین۔

ہان یہ بات ضرور ہے جب کوئی انسان کسی مذہب کا پابند ہو تو اوس سے دوسرے مذاہب

اور دوسرے ہادیان مذہب کی عظمت اور بزرگی کی جانچ مین غلطی ہوجاتی ہے - اور عادت
کے باعث اپنے مذہب کے سخت سے سخت عیب اور کمزور دلیل کو دوسرے مذہب کی
عمدگی اور قوی دلیل سے مقابلہ کرتے وقت اوسی عیب کو ترجیح دیتا ہے - اور اس
ترجیح مین کبھی معذور سمجھا جاتا ہے - مگر منصف مزاج اور خداوند خدا کی بادشاہت کے طالب
اور سزا سے ڈرنے والے کو یہ مرحلہ طے کر لینا بہت ہی سہل ہے -

مین نہایت جرأت اور دلیری اور راستی اور سچائی سے کہتا ہون کہ محمد رسول اللہ کی
بشارات پر منصفانہ اعتراض کبھی نہین ہوسکتا - اور کوئی منصف بعد غور و تامل کے ان
محمدیہ بشارات کا انکار نہین کرسکتا -

ہٹ دھرمی اور ضدیت کا جواب خدا ہی دے - منصفون اور نجات طلب تلاشیون
اور راستی سے جانچ پڑتال کرنے والون کے سامنے عیسویہ بشارات اور محمدیہ بشارات
کو بیان کرتا ہون - تاکہ انکو مقابلے او موازنے کا موقع ملے - مین نے بشارات کے
بیان مین مسیحی بشارات کو اسواسطے پہلے لکھا ہے کہ عیسائیون کو تعصب سے بچنے - اور
عیسوی مذہب کے مقابلے مین محمدی بشارات پر اعتراض کرنے مین نور ایمان اور
راستی ملحوظ رہے -

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات نبوت پر قرآن ہدایت کرتا ہے - اور
سکھلاتا ہے کہ منکرون کو یہ جواب دو -

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَ
بَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ - پارہ ۱۳ - سورہ رعد - رکوع ۶ -

ت۔ اور کہتے ہین منکر لوگ کہ تو رسول نہین تو کہدے میری نبوت پر خدائی ثبوت کافی ہے اور وہ ثبوت جو الہامی کتاب کے علما کے پاس ہے ۱۲

کیا معنی کہ محمد کی رسالت اور نبوت کے ثبوت پر قانون فطرت جو خدا کا فعل ہو گواہ ہو کیونکہ
مذہب خدا کا قول اور قانون قدرت باری تعالی کا فعل ہو اور لازم ہو کہ باری تعالی کے
فعل اور قول دونون باہم متوافق ہون۔

اور کتاب سابق کا عالم بھی کافی گواہ ہو۔ سابق کتب کے علما دو طرح گواہ ہین۔ اول
اسطرح کہ انسے کتب سابقہ کو سیکھکر ہم خود محمدی بشارات کو کتب سابقہ سے نکالین۔
دوم اسطرحپر۔ کہ جسطرح وہ اپنے انبیا اور رسل کی نبوت اور رسالت کو ثابت کرین۔
اسی طرز پر ہم بھی نبوت اور رسالت محمد عربی کو ثابت کرین۔ جسقدر اور انبیا کی نبوت کے
ثبوت دنیا مین لوگون کے پاس ہین اسکی نظیر کے کل ثبوت اور قانون قدرت سے موافقت
کا بھاری ثبوت محمد عربی کی نبوت اور رسالت کے واسطے موجود ہو۔ ایک لطیف امر یاد رکھنے
کے قابل ہو۔ کہ اسما کا ترجمہ مضامین کو سخت دقت مین ڈالتا ہو۔ اور اہل کتاب کی عام عادت
ہو کہ اسما کا ترجمہ کر دیتے ہین۔ ایسا ہی تفسیر کو متن سے ملا دینا بڑا عیب ہو۔ کیونکہ تفسیر مفسر کا
خیال ہوتا ہو جسمین صحت اور غلطی دونون کا احتمال قوی ہو۔ بشارات مین یہ نقص نہایت
مضر ہوا۔ محمدی بشارت جیسے سلیمان کی غزل الغزلات مین ہو اگر اوسمین لفظ محمدیم کا ترجمہ
نہ کیا جاتا تو کیسی صاف تھی۔

اور نمونہ۔ ۸۔ باب ۳۔ ۱۔ اشعیا۔ مہر شالال حش بز نام نبہ۔ اور عربی ترجمہ ۱۸۲۵ء مین
ہو۔ ادع اسمہ اغلو بسرعة وانھب عاجلاً۔

مسیح کی پہلی بشارت

رصین اور فقح نے باہمی اتفاق سے احاذ پر چڑھائی کی احاذ نے گھبرا کر اشعیا سے تسلی
چاہی تب اشعیا نے کہا کہ ایک علمہ (جوان یا کنواری) کو حمل ہوگا اور وہ عمانوئیل نام بیٹا

جنیگی ابھی وہ ہوشیار نہوگا کہ تیراڈر دور ہوگا - اشعیا - ۷ - باب - ۱۴ -

پھر اشعیا کے آٹھوین اور نوین باب مین ہی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام ماہر شلال حاش بز رکھا گیا - جب لڑکا اکیس ۲۱ برس کا ہوا فقح کا ملک خراب ہوگیا - اور احاذ کا ڈر جاتا رہا - بنسن کہتا ہی یہ عورت اشعیا کی بی بی تھی - با این متی نے کہدیا یہ بشارت مسیح کے حق مین ہی جو کنواری سے پیدا ہوا ہی - متی - ۱ - باب - ۱۸ - ۲۳ -

اول غور کرو متی نے کیا کہدیا - یہ بشارت کب اور کس مطلب پر کی گئی ہی اور کہان لگائی گئی -

دوم پھر علمہ کا ترجمہ کنواری کیا - سلیمان کی امثال ۳۰ مین یہی لفظ ہی اور وہان اسکے معنی ایسی جوان کے ہین - جو بیاہی ہو -

فری تی ڈکشنری مین - اور یونانی ترجمون اکیولا - اور تھوڈوشن اور سمیکس مین جوان کے معنی ہین - تہذیب الاخلاق -

سوم مسیح کا نام کسی نے بھی عمانوئیل نہین رکھا - نہ آپنے نہ آپکی مان نے اور نہ باپ نے بلکہ فرشتے نے بھی یہی کہا کہ اسکا نام یسوع رکھنا -

چہارم اگر علمہ کے معنی کنواری لین تو بھی مسیح پر چسپان نہین - مسیح حسب اقوال اناجیل ابن یوسف ہین - متی ۱۳ - باب - ۵۵ - یوحنا - ۶ - باب - ۴۲ - و - ۱ - باب ۴۵ - لوقا - ۲ - باب - ۲۷ - و ۴۱ - و ۴۸ -

پس اناجیل سے صاف واضح ہی کہ مسیح ابن انسان تھے - متی مین خود نسب نامے مین مسیح کو ابن داؤد کہا ہی - اگر یہ عذر تراشا جاوے کہ نسب نامہ بلحاظ صدیقہ مریم کے ہی - تو اسپر یہ اعتراض ہی کہ یہودی شرع مین نسل کا سلسلہ عورت کی طرف سے قائم نہین ہوسکتا - اور نسب نامے مین مریم کا نام بھی نہین - اور یوسف نے کبھی باپ ہونے سے انکار نہین کیا

یہ کلام صرف انجیلی مذاق پر ہی۔

خلاصہ متی نے اشعیا کی کتاب سے ایک بشارت مسیح کے حق مین نکالی۔ حالانکہ وہ واقعہ کنواری یا جوان کے پیٹ سے عمانوئیل کے جننے کا واقعہ مسیح سے پہلے اشعیا کے زمانے مین گذر چکا سیہ کلام متی کا بالکل الہامی نہین والا ایسا غلط نہوتا۔

دوسری پیشین گوئی بہ نسبت مسیح علیہ السّلام

میکاہ نبی نے بہت سے واقعات آیندہ کو اشارات اور کنایات مین بیان فرمایا اور انھین مین کہا ای بیت لحم افراتاہ اگرچہ تو یہوداہ کے ہزارون مین چھوٹا ہی لاکن میرے لیے ایک شخص جو بنی اسرائیل مین سلطنت کریگا۔ اور اسکا ہونا بہت قدیم زمانے سے مقرر ہو چکا ہی۔ تجھہ مین سے نکلیگا۔ میکاہ ۔ ۵ ۔ باب ۔ ۲ ۔

متی نے ۔ ۲ ۔ باب ۔ ۳ ۔ ۶ ۔ مین کہا یہ بشارت مسیح کے حق مین ہی۔ حالانکہ اول مسیح نے بنی اسرائیل پر سلطنت ہی نہین کی۔ سلطنت حضرت کو کہان نصیب ہوتی۔ بنی اسرائیل سے وہ وہ مصائب اوٹھائے جنکے سننے سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ یہود نے طمانچے مارے ہاتھہ پانون چھیدے۔ کانٹون کا تاج پہنایا۔ لکڑی پر باندھا۔ خود حضرت ایسے گھبرائے کہ ایلی ایلی سبقتانی کہہ اوٹھے۔

دوم متی کی عبارت میکاہ کی عبارت سے موافق نہین۔ ھارن کہتے ہین میکاہ کی عبارت محرف ہی بھلا عیسائی مفسر کہہ سکتا ہی کہ متی نے غلط ترجمہ کیا۔ یاد رہے یہان روحانی سلطنت مراد نہین ہو سکتی۔ کیونکہ مسیح کی روحانی سلطنت کو بنی اسرائیل سے خصوصیت نہین مسیح کی روحانی بادشاہت عام ہی۔

سوم یواقیم نے جب باروخ کا لکھا ہوا ارمیا کا صحیفہ جلا دیا تو خدا نے فرمایا یواقیم کی

نسل سے داود کی کرسی پر کوئی نہ بیٹھیگا - یرمیا - ۳۶ - باب - ۳۰ - اور مسیح یو اقیم کی اولاد
مین - متی - ۱ - باب - ۱۳ -

تیسری بشارت

جبکہ اسرائیل بچّا تھا اسکو مین پیار کرتا تھا - اور اپنے بیٹے کو مین نے مصر سے بلایا -[1]
ہوشیع - ۱۱ - باب - ۱ -

متی کہتا ہی ہیرود نے مسیح کو مارڈالنا چاہا تو فرشتے نے یوسف سے کہا کہ مسیح کو مصر
لیجا جب ہیرود مر گیا تو مسیح مصر سے واپس آ گئے پس یہ بشارت مسیح کی ہوئی - سنو - سنو - سنو -
خروج - ۴ - باب - ۲۲ - سے معلوم ہوتا ہی کہ مصر مین یہودی لوگ جب پست حالت مین
تھے - تو اونکو موسی کی معرفت خدا مصر سے لایا - بنی اسرائیل اپنی پستی کے باعث بچپن
کی حالت مین تھے - اور بنی اسرائیل کا بیٹا ہونا ہوشیع - ۱۱ - باب - ۱ - رومی - ۹ - باب ۴ -
استثنا - ۱۴ - باب - ۱ - و ۳۲ - باب - ۱۹ - سے ثابت ہی - اسی احسان کو خدا ہمیشہ بنی اسرائیل
پر مسیح سے آگے ظاہر کرتا رہا - دوم اس آیت مین مسیح کی خصوصیت نہین - اور مسیح نہ اسرائیل
نہ اسرائیل کی نسل کیونکہ عورت سے یہود مین نسل نہین چلتی -

سوم یہ دوسرا باب متی کا لوقا کے دوسرے باب سے موافق نہین - اگر تاویل سے
موافق کرنا ہو تو بشارات محمدیہ مین تاویلات سے کیونکر انکار ممکن ہی - چہارم - ہوشیع کی کتاب مطبوعہ
۱۸۱۱ء مین ہی - لان اسرائیل منذ کان طفلا انا احببتہ ومن مصر دعوت
اولادہ - اور ۱۸۴۴ء مین اولاد کی لفظ کو جو جمع تھی مفرد کر دیا گیا - اور غائب کی ضمیر کے
بدلے مین متکلم کی ضمیر رکھدی -

---

[1] اسرائیل کو بچپن سے مین نے پیار کیا اور مصر سے اوسکی اولاد کو بلایا - ۱۲ -

پنجم یہ قصہ اور اسکے مصداق وہ لوگ ہین جنھون نے بعلیہ بت کی قربانی کی اور بت پرست تھے۔ اور مسیح بت پرست نہین تھے۔

چوتھی بشارت مسیح کے حق مین

راماہ مین دھارین مارکر رونے اور نالہ کرنے کی آواز سنائی دیتی ہر کہ راحیل اپنے بیٹون کے لیے روتی ہر اور تسلی نہین پاتی۔ کیونکہ وہ نہین ہین۔ یرمیا۔ ۳۱۔ باب ۱۵۔ حضرت متی اسکو مسیح کی بشارت یقین کرتے ہین اور کہتے ہین مسیح پیدا ہوئے تو ہیرود نے اس شبہے پر کہ کون بچا ہر جو عیسیٰ ہوگا بیت لحم اور اسکی سرحد کے لڑکونکو قتل کرایا متی ۲۔ باب ۱۶۔

فکر

اول ہیرود کا یہ ظلم عیسائیون کے سوا کسی مؤرخ نے بیان نہین کیا۔ یوسفیس اور اور یہودی مؤرخ جو ہیرود کے معائب لکھنے مین دلیر ہین اس قصے سے ساکت ہین۔ دوم بیت لحم یروشلم کے پاس ہر۔ اور ہیرود کے زیر حکم تھا۔ آسان طور سے [illegible] کرسکتا تھا کہ مجوس کس گھر مین اترے اور کس لڑکی کے آگے نذر گذرانی۔ سوم یرمیاہ کی آیت کا ماقبل اور مابعد دیکھو صاف صاف یہ اس حادثے کا بیان ہر جو بخت نصر کے وقت بنی اسرائیل پر ارمیا کے زمانے مین نازل ہوا اور ہزارون اسرائیلی اسمین قتل ہوئے ہزارون اسیر ہوئے اور بابل کی طرف جلاوطن ہوئے۔ اور انمین اکثر راحیل کی اولاد تھے۔

یاد رہے۔ ارمیا کی آیات سے معلوم ہوتا ہر مرے ہوئے لوگون کو برزخ مین اپنے اقارب کے دنیوی حالات پر اطلاع رہتی ہر اور اونکے صدمات سے اموات کو صدمہ پہونچتا ہر اور یہ بات پروٹسٹنٹی عقائد کے خلاف ہر۔

مسیح کی پانچوین بشارت

تنگی کی ظلمت جسمین زمین مبتلا ہوئی ہو باقی نرہیگی جسطرح اگلے زمانے مین زبولونکی زمین اورنفتالی کی زمین کو حقیر کر کر۔ آخراسی طرح دریا کی طرف (اردن و فرات) کے کنارے جلیل مین بڑے بڑے قبیلے ہونگے جو قوم کہ اندھیرے مین چلتی ہو نورعظیم دیکھین گی۔ اور موت کے سائے کی زمین کے رہنے والون پر ایک نور چمکیگا۔ اشعیا۔ ۹۔ باب۔ ۱و۲

اشعیا نبی نے یہ بیان کرتے کرتے کہ اب بیت المقدس (یروشلم) مین تکلیف نرہیگی یہ بات فرمائی۔

متی کہتے ہین یہ بشارت مسیح کے حق مین ہو۔ کیونکہ جب مسیح نے سنا یحیی گرفتار ہوا تو آپ جلیل کو چلے گئے۔ اور ناصرہ کو چھوڑ کفرناحوم مین دریا کے کنارے زبولون اور نفتالی کی حدود مین جارہے۔ متی۔ ۴۔ باب ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵۔

فکر کرو

اوّل متی نے صرف اتنے لگاؤ پر کہ مسیح دریا کے کنارے پر جارہے اشعیا کا قول بشارت بنالیا۔ دوم اشعیا کی آیات کو متی کی آیات سے مقابلہ کرین تو دونون ایک معلوم نہین ہوتین۔ سوم اشعیا کی کتاب مین گزشتہ زمانے کا حال معلوم ہوتا ہو اگر آیندہ زمانہ لین تو ہم کہہ سکتے ہین کہ مھدی لوگون اور اونکی تعلیم کا اشارہ ہو۔ جنکی بدولت اس ملک مین کامل توحید پھیلی۔ اور اقسام بت پرستی کا استیصال ہوا۔ اور مسیح بھی جیسے تھے ویسے مانے گئے۔

مسیح کی چھٹی بشارت

اب مین اپنے رسول کو بھیجون گا۔ میری برابر راہ کو طیار کریگا۔ اور جس خداوند کی تلاش مین ہو یعنی رسول عہد کی اور اوس سے خوش ہو۔ یکایک اسی ہیکل مین آجاویگا۔

لشکرون کا خداوند فرماتا ہی- کہ اب وہ آتا ہی- ملاکی- ۳- باب- ۱-

یہ بات ملاکی نبی نے بنی اسرائیل کو خدا کی عدول حکمی پر ملامت کرتے کرتے فرمائی- اور اشعیا نبی نے بنی اسرائیل کو اور یروشلم کو تسلی دیتے فرمایا-

پکارنے والا پکارتا ہی- بیابان مین خداوند کے لیے ایک راہ طیار کرو- اور جنگل مین ایک شاہ راہ میری خدا کے لیے درست کرو- اشعیا- ۴۰ باب- ۳- متی مرک لوک تینون متفق اللفظ کہتے- کہ یہ دونون بشارتین مسیح کے حق مین ہین- کیونکہ یوحنا کا اصطباغ دینا مسیح کے لیے راہ بناتا ہی- اور یوحنا کا کہنا کہ میرے پیچھے اور آتا ہی پکارنے والے کی آواز ہوگی- متی- ۳- باب- مرک- ۱- باب- لوک- ۳- باب-

غور کرو یہود بخلاف اسلام یحیی کو نبی نہین مانتے- پرانے عہد مین صاف طور پر انکا ذکر نہین یحیی کی کوئی کتاب موجود نہین- اناجیل مین جو اقوال ہین وہ زبانی روایات ہین- راویون کا نام مندرج نہین- عیسائی یقین کرتے ہین کہ یہ کتابین روح القدس کے وسیلے سے مرقوم ہوئین- الا مسلمان لوگ جسطرح اپنے جناب کے حواریون کی سند مانگتے ہین اسیطرح مسیح کے حواریون کی سند پوچھتے ہین-

نوٹ- عیسائی لوگ کبھی خوش نہین ہوتے کہ مسلمان احادیث صحیحہ سے اونکے سامنے کوئی مستند امر پیش کرین- بلکہ اسپر سخت جھنجلاتے ہین- افسوس ان مسکینون کو علم حدیث سے مطلق واقفیت نہین کہ اہل اسلام نے کسقدر احتیاط اس علم کے اخذ مین کی ہی- دنیا مین اگر کوئی تاریخ- کوئی بڑی جلیل الشان کتاب- کوئی معتبر قومی روایت اعتبار کے قابل ہوسکتی ہی تو حدیث صحیح بطریق اولے قابل وثوق و وقعت ہوسکتی ہی- کس خوبی سے ہر ایک امر کا سراغ ہادی اقدس علیہ الصلوۃ تک لگایا گیا ہی کہ خود محققین یورپ نے عقلا اسکے معجزہ ہونے کا اقرار کیا ہی- اناجیل اربعہ جو بعد زمانہ دراز مسیح کے مجہول الاسم والرسم لوگون نے تحریر کین حدیث صحیح سے کچھ مناسبت نہین رکھ سکتین- ہمارے پاس قاطع دلائل اس امر کے ثبوت کے ہین کہ کتابۃ جمع الاحادیث کا کام آنحضرت کے عین حیات ہی مین آغاز اور تابعین کے عہد مین کمال کو پہونچا۱۲

بشارات احمد مصطفی محمد مجتبے رحمت عالم و عالمیان صلے اللہ علیہ وسلم

پہلی پیشین گوئی - حضرت ابراہیم اپنے بیٹے جناب اسمعیل اور اونکے مسکن کے لیے دعا کرتے ہین - چونکہ تورات مین ابراہیمی واقعات اور تعلیمات کا بہت مفصل ذکر نہین - اور اسمعیلی معاملات کا اور بھی کم ذکر ہے - اسلیے تورات مین اس دعا کا ذکر اجمالی ہے - اور قرآن مین تفصیلی - اور نتیجۂ دعا اور اوسکی قبولیت کا بیان چونکہ پیشین گوئی مین نہایت مطلوب تھا اسلیے وہ نتیجہ تورات مین مجمل اور قرآن مین مفصل بیان ہوا -

^۱ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۔ سیپارہ ۔ ۱ ۔ سورۂ بقر ۔ رکوع ۱۵ ۔

^۲ وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ پارہ ۔ ۱ ۔ سورۂ بقر رکوع ۱۵ ۔

^۳ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ پارہ ۔ ۱ ۔ سورۂ بقر رکوع ۱۵ ۔

---

۱ اور جب کہا ابراہیم نے اے رب کر اس شہر کو امن کا اور روزی دے اوسکے لوگون کو میوے - جو کوئی اونمین یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ۱۲

۲ اور جب اوٹھانے لگا ابراہیم بنیادین اوس گھر کی اور اسمعیل - اے رب ہمارے قبول کر ہمسے توہی ہے اصل سنتا جانتا - اے رب ہمارے اور کر ہمکو حکم بردار اپنا اور ہماری اولاد مین بھی ایک امت حکم بردار اپنی - اور بتا ہمکو دستور حج کرنے کے - اور ہمکو معاف کر - توہی ہے اصل معاف کرنے والا مہربان - ۱۲

۳ اے رب ہمارے اور اوٹھا اونمین ایک رسول اونھین مین کا - پڑھے اونپر تیری آیتین اور سکھاوے اونکو کتاب اور پکی باتین - اور اونکو سنوارے - توہی ہے زبردست حکمت والا - ۱۲

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ[1] + پارہ ۱۳ - سورۃ ابراہیم - رکوع ۶ -

نکتہ: - اس آیت مین لوگون کے دلون کو اونکی طرف جھکایا - عجیب قابل غور کلام ہو اور اوس معزز گھر یعنی مکہ معظمہ کا ابراہیم کے زمانے سے عموماً اور آنحضرت کے زمانے سے خصوصاً لاکھون قسم کی مخلوقات کا مرجع و مرکز ہونا وعدہ الٰہی کے ثبوت کی بڑی بھاری دلیل ہے

اب ان آیات قرآنی کو آیات توریت سے تطبیق دیجاتی ہو - توریت مین لکھا ہو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے آپکے پہلوٹے بیٹے حضرت اسمٰعیل کی نسبت وعدہ فرمایا -

"مین نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق مین قبول کی - دیکھ مین اوسے برکت دونگا - اور اوسے برومند کرونگا - اور اوسے بہت بڑھاؤنگا - اور اوس سے بارہ[۱۲] سردار پیدا ہونگے - اور اوس سے بڑی قوم بناؤن گا "-

کتب سابقہ کے ناظرین اور الہامی مضامین مین گہری نگاہ کرنے والے اگر انصاف سے دیکھین تو یہ پیشین گوئی صاف محمد بن عبد اللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم کے حق مین ہے اس بشارت مین کئی امور غور طلب ہین - **اوّل** - برکت دونگا - برومند کرونگا - بہت بڑھاؤنگا" - نہایت انصاف سے دیکھنے کو مجبور کرتے ہین - اور بڑی بلند آواز سے کہتے ہین کہ اسمٰعیلی وعدون کو جسمانی مت کہو - صرف جسمانی وعدے مین برکت اور

[1] اے رب مین نے بسائی ہو ایک اولاد اپنی میدان مین جہان کھیتی نہین - تیرے ادب والے گھر پاس - اے رب ہمارے تا قائم رکھین نماز - سو رکھ بعضے لوگون کے دل جھکتے اونکی طرف اور روزی دے اونکو میوون سے شاید وہ شکر کرین ۱۲ -

فضیلت نہین بلکہ بالکل نہین - وہ تو موت کے گھرسے کنوئین مین رہنے کا باعث ہو" مصنفو کیا اگر ابراہیم کی اولاد بت پرست - رہزن چور - جاہل - بدتہذیب - قمار باز زانی - مکار - بدکار ہی رہتی تو حضرت اسمٰعیل کو کوئی عاقل کہہ سکتا کہ تو برومند ہوا - تجھے برکت ملی - تجھے فضل عطا ہوا - تجھسے بڑی قوم بنی - ہرگز نہین - ہرگز نہین - حقیقت تو یہ ہی کہ اونکی اولاد مین ایک بڑا زبردست رسول پیدا ہوا - جسنے اوس متفرق گروہ کو ایک قوم بنایا - اوسی کے وسیلے سے وہ قوم برومند ہوئی اور اوسے یہانتک بڑھایا کہ - إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ - کہکر ابدالآباد تک ہر ملک اور ہر جنس کی آیندہ آنے والی نسلون کو اونکی ترقی کا ضمیمہ بنایا - فِدَاهُ أَبِي وَأُمِّي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

دوم - جو بشارات عہد جدید مین حواریون اور اناجیل کے مصنفون نے مسیح کی نسبت خیال کرکے مندرج کی ہین وہ سبکی سب ادنی لگاؤ اور ایہام سے بڑھکر کوئی وقعت نہین رکھتین - یہان نہ صرف لگاؤ ہی لگاؤ بلکہ تصریح و توضیح موجود ہی - کہ بنی اسمٰعیل (قوم عرب) فضیلت والے - برکت والے - برومند - امام - قوم محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے عہد برکت مہد مین ہوئے -

سوم - فضیلت اوسوقت پوری فضیلت ہوتی ہی جب اپنے اقران و امثال پر ہو اور تمام عالم شاہد ہی کہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے پہلے عرب اور حجاز والون نے بنی اسرائیل پر کبھی کوئی علو حاصل نہین کیا - متعصب عیسائی نبی عرب کی بشارات پر ہمیشہ اعتراض کرتے رہے ہین - جو یہودیون کے اون اعتراضون سے کہ بشارات مسیح پر اونھون نے کیے ہین زیادہ زور آور نہین ہین - چنانچہ اس بشارت پر یہ اعتراض کیا ہی - "اسحاق کی نسبت روحانی وعدہ ہی - اور اسمٰعیل کی نسبت جسمانی

اگرچہ اسکا جواب ابھی ہو چکا ہی الامزید توضیح کے لیے کسیقدر تفصیل کیجاتی ہی۔
ہم اسمعیلی اور اسحاقی وعدون کو بمقابلہ یکدگر تورات سے جمع کرکے ناظرین با انصاف کے سامنے پیش کرتے ہین۔ اور اونکے نور ایمان اور انصاف سے پوچھتے ہین کہ کس طرحسے وہی وعدہ اسمعیل کے حق مین تو جسمانی اور اسحاق کے حق مین روحانی ہو سکتا ہی۔ اور چونکہ باری تعالےٰ کے وعدے ابراہیم کے ساتھہ دو طرحکے ہین۔ ایک عام طور پر ابراہیم کی اولاد کے لیے۔ اور ایک خاص طور پر اسمعیل اور اسحاق کے لیے اسلیے قبل از مقابلہ ہم مشترکہ وعدے بیان کرینگے۔ کیونکہ وہ وعدے جیسے اسحاق کے حق مین ہین۔ ویسے ہی اسمعیل کے حق مین بھی ہین۔ اگر اونسے اسحاق کو ترجیح ہو سکے تو اونھین سے اسمعیل کو بھی ہو سکتی ہی۔ اگر یہ وعدے روحانی ہین تو اسحاق اور اسمعیل دونون کے لیے۔ اور اگر جسمانی ہین تو بھی دونون کے لیے۔ اور اگر عام ہین روحانی ہون یا جسمانی تو بھی دونون کے لیے۔

مشترکہ وعدے

(۱) جب ابراہیم کنعان مین پہونچا تو خدا نے کہا یہ زمین مین تیری اولاد کو دونگا۔ پیدایش۔ باب ۱۲۔ ۷۔

(۲) جب ابراہیم لوط سے جدا ہوئے۔ خدا نے کہا آنکھین کھول چارون طرف کی زمین تیری اولاد کو دونگا۔ پیدایش۔ باب ۱۳۔ ۱۴۔ تا ۱۶۔

(۳) مصر سے فرات تک کی زمین مین تیری اولاد کو دونگا۔ پیدایش۔ باب ۱۵۔ ۱۸۔

(۴) تیری اولاد کو وسیع اور بیشمار کرونگا۔ پیدایش۔ باب ۱۵۔ ۵۔

(۵) جب ابراہیم ننانوے ۹۹ برس کے ہوئے۔ خدا نے وعدہ کیا کہ تجھے زیادہ سے

زیادہ کرونگا۔ تجھسے قومین پیدا ہونگی۔ اور بادشاہ ہونگے۔ اور کنعان کی زمین اُسکی دائمی تجکو دونگا۔ پیدایش۔ باب ۱۷-۶ تا ۸۔

یہ وہ وعدے ہین جو ابراہیم کی اولاد کے لیے مشترکہ ہین۔ اور یہ خدا کے سچے وعدے دونون بھائیون اسمٰعیل اور اسحاق کے حق مین ظاہر ہوئے۔ کنعان کا ملک ایک زمانے تک بنی اسحاق کے قبضے مین رہا۔ پھر تیرہ سو برس سے آجتک بنی اسمٰعیل یا اونکے خادمون کے قبضے مین ہی۔ ایسا ہی وہ ملک جو لوط کے جدا ہوتے وقت ابراہیم نے دیکھا۔ اور ایسے ہی مصر سے فرات تک کا ملک۔ دونون صاحبون کو ملا۔ اسمٰعیل اور اسحاق سے ابراہیم کی اولاد بہت بڑھی۔ اونسے قومین پیدا ہوئین۔ بادشاہ نکلے۔ کنعان کے مالک ہوئے۔ کوئی تخصیص بنی اسحاق کے لیے اسمین نہین۔ بلکہ زبور ۱۰۵ سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسحاق سے جسمانی وعدہ تھا۔ کیونکہ لکھا ہی کہ "وہ عہد جو ابراہیم سے ہوا اور اسحاق سے اوسکی قسم کھائی اور بنی اسرائیل سے دائمی باندھا گیا۔ اور یعقوب سے بطور قانون کے مقرر ہوا۔ وہ کنعان کی زمین دینے کا وعدہ تھا"۔

خاص خاص مگر ہم معنی وعدونکا بیان

تکوین۔ باب ۱۶-۱۷۔ خاتون سارہ آپکی اولاد بیشمار ہوگی۔

〃 باب ۱۶-۱۵۔ خاتون ہاجرہ آپکی اولاد بیشمار ہوگی۔

〃 باب ۲۵-۱۱۔ آپکے فرزند اسحاق کو برکت دی اللہ تعالے نے۔

〃 باب ۱۷-۲۰ آپکے فرزند اسمٰعیل کو برکت دی اللہ تعالے نے۔

〃 باب ۲۱-۱۔ آپکے درد و غم کو سُنا اللہ نے۔

〃 باب ۱۶-۱۱۔ آپکے درد و غم کو سُنا اللہ نے۔

تکوین - باب - ۲۶ - ۲۴ - آپکے فرزند کے ساتھ خدا تھا -
" - باب - ۲۱ - ۲۰ - آپکے فرزند کے ساتھ خدا تھا -
پیدایش - ۱۰ - باب - ۲۵ - یہ تقسیم اللہ تعالے نے زمانۂ یقطان مین کر دی تھی -
" باب - ۱۷ - ۸ - آپکی اولاد کو زمین کنعان دی گئی -
" باب - ۱۵ - ۱۸ - آپکی اولاد کو زمین عرب عنایت ہوئی -
" باب ۱۷ - ۱۶ آپکے فرزند کا اللہ تعالے نے نام رکھا -
" باب - ۱۷ - ۱۱ - آپکے فرزند کا اللہ تعالے نے نام رکھا -
" باب - ۱۷ - ۱۶ - آپ کا فرزند بادشاہون اور قومون کا باپ ہوا -
" باب ۲۰ - ۲۵ و ۲۶ - آپ کا فرزند بادشاہون اور قومون کا باپ ہوا -
" باب - ۱۵ - ۴ - آپ کا فرزند پہلوٹھا اور وعدۂ وراثت اور نسلی کا پہلا مصداق تھا -
سارہ
ہاجرہ -
" باب - ۱۶ - ۱۲ - آپکو برکت دی گئی - اور فرزند کی بشارت دی گئی - اور آپکو بتایا گیا کہ وہ عربی ہوگا -

نکتہ - اردو ترجمون مین لفظ وحشی اور جنگلی لکھا ہے جو ٹھیک لفظ عربی یا اُمّی کا مرادف ہے - (دیکھین تو اہل کتاب اسے کیونکر گوارا کر سکتے ہین)

پیدایش - ۱۷ باب - ۱۵ - آپکے فرزند کے باعث آپ سرے سے سرہ ہوئین -
" ۱۷ باب - ۵ - آپکے فرزند کے باعث آپکے شوہر کا نام ابرام سے ابرہام ہوا -

بشارت دوم - مثلیت موسیٰ - موسیٰ کی پانچوین کتاب استثنا - باب ۱۸ - ۱۷ تا ۲۲ - ملاحظہ کرو - اور خداوند نے مجھے کہا کہ اونھون نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا -

مین اونکے لیے اونکے بھائیون مین سے تجھسا ایک نبی برپا کرونگا - اور اپنا کلام اوسکے
مُنہ مین ڈالونگا - اور جو کچھ مین اُسے کہونگا وہ سب وہ اونسے کہیگا - اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی
میری باتون کو جنھین وہ میرا نام لے کے کہیگا نہ سنیگا تو مین اوسکا حساب اوس سے
لونگا - لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے
کا مین نے اوسے حکم نہین دیا - یا اور معبودون کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا
جاویگا - اور اگر تو اپنے دلمین کہے مین کیونکر جانون کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی
نہین تو جان رکھہ کہ جب نبی کچھہ خداوند کے نام سے کہے اور وہ جو اوسنے کہا ہی پورا
نہو یا واقع نہو تو وہ بات خداوند نے نہین کہی - بلکہ اوس نبی نے گستاخی سے کہی
ہی تو اس سے مت ڈر -

اس بشارت کا بیان دو حصون مین منقسم کیا جاتا ہی - اول حصے مین اس امر کا
ثبوت ہی کہ یہ بشارت خاص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ہی
اور دوسرے حصے مین یہ بیان کرینگے کہ جن لوگون نے اسکو محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے حق مین نہین مانا اونکے اعتراض صرف دھوکا ہین -

حصہ اول اس پیشین گوئی مین موسیٰ نے بڑا بسط کیا ہی اور جہان تک ممکن تھا
اوس نبی کا نشان ظاہر کیا -

اوّل اوس نبی کی قوم کو بتایا کہ وہ بنی اسرائیل کے بھائیون سے ہوگا -

دوّم وہ بھی مجھسا ہوگا (تشبیہ محل تامل ہی کہ کس امر مین موسیٰ سا ہوگا -)

سوّم خدا کا کلام اوسکے مُنہ مین ہوگا -

چہارم جو کچھہ باری تعالےٰ اوس سے فرمائیگا وہ سب کچھہ کہدیگا -

پنجم۔ جو کوئی اوسکی مخالفت کریگا اور کہا نہ سنیگا وہ سزایاب ہوگا۔
ششم۔ اگر وہ نبی بدون حکم باری تعالے کے کچھ کہے تو وہ مارا جائیگا۔
ہفتم۔ وہ نبی توحید کا واعظ۔ غیر معبودون کی پرستش کا مانع ہوگا۔ اگر غیر معبودون کے نام سے کچھ کہیگا تو مارا جائیگا۔
ہشتم۔ اوسکی پیشین گوئیان پوری ہونگی۔ اور جھوٹے نبی کی کوئی پیشین گوئی پوری نہوگی۔ کچھ کے لفظ پر غور کرو۔ جو بشارت کے اس فقرے مین ہی۔ (جب نبی کچھ خداوند کے نام سے کہے)
نہم۔ سچا اس قابل ہی کہ تو اوس سے ڈرے۔ الا جھوٹا نبی چونکہ جلد ہلاک ہوجاویگا تو اوس سے مت ڈر۔

یہی چند باتین اس پیشین گوئی مین ہین جنپر ناظرین کو غور چاہیے۔ موسیٰ نے اپنی مثلیت کے لیے اپنی کوئی خاص صفت ان اُمور کے سوا بیان نہین کی۔ گو موسیٰ مین ہزارون اور صفات ہون۔ الا یہ امر کہ وہ نبی مجھسا کن صفات مین ہوگا سوا اے امور مذکورہ پیشین گوئی کے بیان نہین فرمایا۔ پس ہم یقین کرتے ہین اور ہر منصف تسلیم کریگا کہ انھین امور مین تشبیہ اور مثلیت موسیٰ کو مقصود تھی۔ علاوہ برین جب کسی چیز کو کسی چیز کا مثل کہا جاتا ہی تو صرف چند امور محققہ مین تشبیہ مطلوب ہوتی ہی۔ اب ہم دکھلاتے ہین کہ قرآن نے اس پیشین گوئی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت ہونے کا صرف دعوی ہی نہین کیا۔ بلکہ کل مدارج طی کر کے سچا کر دکھایا۔ اور تمام امور مندرجہ پیشین گوئی کو تسلیم کر کے بڑے دعوے سے کہا کہ آنحضرت کے سوا اور کوئی اسکا مصداق ممکن نہین۔

امر اول - بنی اسمعیل بنی اسرائیل کے بھائی ہین - دیکھو قرآن مین آنحضرت کو حکم ہوا - وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ - پارہ - ۱۹ - سورۂ شعرا - رکوع ۱۱ -

اسپر آنحضرت اپنی قوم کو حکم دیتے ہین -

(۱) وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِی الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ - پارہ ۱۷ - سورۂ حج - رکوع ۱۰ -

(۲) رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ - پارہ - ۱۳ - سورۂ ابراهیم - رکوع - ۶ -

دیکھو قرآن نے صاف بتایا قرآن نے صریح کہا - قریش لوگو! تم اپنے باپ ابراہیم کے مذہب کو اختیار کرو -

امر دوم - وہ نبی موسی کا سا ہوگا - اور قرآن مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے

(۱) اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا - پارہ ۲۹ - سورۂ مزمل - رکوع - ۱ -

(۲) قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ - پارہ ۲۶ - سورۂ احقاف - رکوع ۱ -

---

[۱] اور ڈر سنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والونکو ۱۲

[۲] اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیے اوسکی محنت اوسنے تمکو پسند کیا اور نہین رکھی دین مین تمپر کچھ مشکل - دین تمہارے باپ ابراہیم کا اوسنے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے سے - ۱۲ -

[۳] اے رب مین نے بسائی ہے ایک اولاد اپنی میدان مین جہان کھیتی نہین ہے تیرے ادب والے گھر کے پاس ۱۲ -

[۴] ہمنے بھیجا تمہاری طرف رسول بتانے والا تمہارا جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول ۱۲

[۵] تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ ہوا اللہ کے یہانسے اور تم نے اسکو نہین مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل کا ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا -

شَاهِدٌ کی تنوین واسطے تفخیم و تعظیم کے ہے اور لفظ مثلہ قابل غور ہے۔

(۲) قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ پارہ ۲۶۔ سورۂ احقاف رکوع ۴۔[1]

نوٹ۔ حضرت موسیٰ کا قصہ بتکرار و کثرت قرآن مین مذکور ہونا اس امر کا اشارہ اور اظہار کرتا ہے کہ قرآن اپنے رسول نبی عربی کو مثیل موسیٰ ثابت کرتا ہے۔

امر سوم کی نسبت فرماتا ہے۔

(۱) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ پارہ ۲۷۔ سورۂ نجم۔ رکوع ۱۔[2]

(۲) لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ پارہ ۲۹۔ سورۂ قیامۃ۔ رکوع ۱۔[3]

(۳) وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ پارہ ۱۔ سورۂ بقر۔ رکوع ۳۔[4]

نوٹ۔ کلام منہ مین ڈالنا یا دل مین ڈالنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کلام اوس نبی کے قلب نبوت پر لفظاً و معناً بہمین ترتیب بلا تقدم و تاخر خدا کی طرف سے ڈالا گیا ہے۔ آیت دوم مین خدا وند خدا قرآن کا جامع اور قاری اپنی ذات مقدس کو ٹھہراتا ہے اور آنحضرت کو صرف پڑھ سنانے والا مقرر فرماتا ہے۔ یہ بڑا بھاری اشارہ پیشین گوئی

---

[1] بولے اے قوم ہماری ہمنے سنی ایک کتاب جو اُتری ہے موسیٰ کے پیچھے سچا کرتی سب اگلیون کو سمجھاتی سچا دین اور راہ سیدھی۔۱۲

[2] اور نہین بولتا ہے اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو بھیجتا ہے۔۱۲

[3] نہ چلا تو اوسکے پڑھنے پر اپنی زبان کہ شتاب اوسکو سیکھ لے وہ تو ہمارا ذمہ ہے اوسکو سمیٹ رکھنا اور پڑھانا پھر جب ہم پڑھنے لگین تو ساتھ رہ تو اوسکے پڑھنے کے پھر مقرر ہمارا ذمہ ہے اوسکو کھول بتانا۔۱۲

[4] اور اگر تم شک مین ہو اوس کلام سے جو اتارا ہمنے اپنے بندے پر تو لاؤ ایک سورت اس قسم کی اور بلاؤ جنکو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔۱۲

کے امر سوم کی طرف ہے کہ مین اپنا کلام اوسکے منہ مین دونگا۔

امر چہارم۔ حجۃ الوداع یعنی آخری حج مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سب لوگون کی طرف خطاب کرکے فرمایا۔ چنانچہ چند الفاظ اوس طویل خطبے کے آخر سے نقل کیے جاتے ہین

اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ[۱] فَقَالَ النَّاسُ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔ ۱۲

(۱) اَلْيَوْمَ[۲] اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا + پارہ۔ ۶۔ سورۂ مائدہ۔ رکوع ۱۔

نوٹ۔ یہ آیت اور وہ حدیث باظہار حق وباقرار عباد گواہی دیتی ہے کہ آنحضرت نے سب کچھ بتلا دیا۔

امر پنجم۔ تمام مکہ اور حجاز کے گھر گھر کو دیکھو تمام مخالفون اور اوسکا کہنا نہ ماننے والون کا نام ونشان ہی نہ رہا۔ اور دیکھو کہ آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (بیشک جو بیری ہے تیرا وہی رہا پیچھا کٹا) کی پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی۔ اہل حجاز پر ہی کیا منحصر ہے تمام عرب اور بلاد شام پر غور کرو جو خدا کی خاص چھاونی اور کل انبیاء بنی اسرائیل کا ہیڈ کوارٹر اور کالج ہے۔ دیکھو اسی پیشین گوئی کے مطابق قرآن فرماتا ہے۔

(۱) اِنَّآ[۳] اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا۔ پارہ ۲۹۔ سورۂ مزمل۔ رکوع ۱۔

---

[۱] اے میرے پروردگار کیا مین نے سب کچھ پہنچا دیا۔ لوگون نے کہا ہان تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میرے تو گواہ رہ۔

[۲] آج مین پورا دیچکا تمکو دین تمھارا اور پورا کیا مین نے تم پر احسان اپنا اور پسند کیا مین نے تمھارے واسطے دین مسلمانی ۱۲

[۳] ہمنے بھیجا تمھاری طرف رسول بتانے والا تمھارا جیسے بھیجا فرعون کے پاس رسول۔ پھر کہا نہ مانا فرعون نے رسول کا پھر پکڑا ہمنے اوسکو پکڑ وبال کی۔ ۱۲

(۲) يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَلَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ پارہ ۲۶ - سورۂ احقاف رکوع ۴

امر ششم - قرآن فرماتا ہے -

(۱) وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝ پارہ ۲۹ سورۂ حاقہ رکوع ۲

(۲) اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْــــًٔا ۭ پارہ - ۲۶ - سورۂ احقاف - رکوع ۱ -

(۳) يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۭ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۭ پارہ ۶ - سورۂ مائدہ - رکوع ۱۰ -

نوٹ - پہلی اور تیسری آیت کی مجمل تفسیر دیکھو مضمون قرآن کی پیشین گوئیان - امر ہفتم کی نسبت تمام قرآن مالامال ہے - فروگذاشت کے خوف سے چند آیات مرقوم ہین -

آیات منع شرک

(۱) قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـــــًٔـا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ پارہ ۳ سورۂ عمران رکوع ۷

سلہ اے قوم ہماری مانو اللہ کے بُلانے والے کو اور اوسپر یقین لاؤ کہ بخشے تمکو کچھہ تمھارے گناہ - اور بچا وے تمکو ایک دکھ کی مار سے اور جو کوئی نمانیگا اللہ کے بلانیوالے کو تو وہ نہ تھکا سکیگا بھاگ کر زمین مین اور کوئی نہین اوسکے سوا مددگار - وہ لوگ بھٹکتے ہین صریح ۱۲

سلہ اور اگر یہ بنالاتا ہمپر کوئی بات تو ہم پکڑتے اسکا داہنا ہاتھ - پھر کاٹ ڈالتے اسکی ناڑ - پھر تم مین کوئی نہین اس سے روکنے والا - ۱۲

سلہ کیا کہتے ہین یہ بنالایا تو کہہ اگر مین بنالایا ہون تو تم میرا بھلا نہین کر سکتے اللہ کے سامنے کچھہ ۱۲

سلہ اے رسول پونہچا جو اوترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے کچھہ نہ پونہچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجکو بچا لیگا لوگون سے - ۱۲

سلہ تو کہہ اے کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمھارے درمیان کی کہ بندگی نہ کرین ہم مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراوین اوسکا کسی چیز کو اور نہ پکڑین آپس مین ایک ایک کو رب سوا اللہ کے - ۱۲

(۲) قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔ سیپارہ ۸۔ سورۂ انعام۔ رکوع ۱۹۔

(۳) قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطَانًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ سیپارہ ۸۔ سورۂ اعراف۔ رکوع ۴۔

(۴) وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا۔ سیپارہ ۵۔ سورۂ نساء رکوع ۲۔

(۵) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا۔ سیپارہ ۵۔ سورۂ نساء۔ رکوع ۷۔

(۶) وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا۔ سیپارہ ۔ سورۂ فرقان رکوع ۱۔

(۷) وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ حِيْنَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِيْلًا۔ سیپارہ ۱۹۔ سورۂ فرقان۔ رکوع ۴۔

---

۲ تو کہا آؤ میں سناؤں جو حرام کیا ہے تم پر تمھارے رب نے کہ نہ شریک کرو اوسکے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ سے نیکی۔ ۱۲

۳ تو کہہ میرے رب نے منع کیا بے حیائی کے کام کو جو کھلے ہیں اور جو چھپے ہیں اور گناہ اور زیادتی ناحق کی اور یہ کہ شریک کرو اللہ کا جسکی اوسنے سند نہیں اُتاری۔ اور یہ کہ جھوٹ بولو اللہ پر جو تمکو معلوم نہیں۔ ۱۲

۴ اور بندگی کرو اللہ کی اور ملاؤ مت اوسکے ساتھ کسی کو ۱۲

۵ تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے یہ کہ اوسکا شریک پکڑیے اور بخشتا ہے اوس سے نیچے جسکو چاہے۔ اور جس نے ٹھہرایا شریک اللہ کا اوسنے بڑا طوفان باندھا۔ ۱۲

۶ اور لوگوں نے پکڑے ہیں اوس سے ورے کتنے حاکم جو نہیں بناتے کچھ چیز اور آپ بنے ہیں اور نہیں مالک اپنے حق میں بُرے کے نہ بھلے کے اور نہیں مالک مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اٹھنے کے ۱۲۔

۷ اور جہاں تجکو دیکھا کچھ کام نہیں تجسے مگر ٹھٹھے کرنے کیا یہی ہے جسکو بھیجا اللہ نے پیغام دیکر۔ یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلا دے ہمکو ہمارے ٹھاکروں سے۔ کبھی ہم نہ ثابت رہتے اونپر۔ اور آگے جان لینگے جسوقت دیکھینگے عذاب کون بہکا ہے راہ سے۔ ۱۲ ۔

امر ہشتم - اسپر ہمنے برہان نبوت کے واسطے ایک علیحدہ باب قائم کیا ہی - اور مفصل مضمون لکھا ہی - دیکھو مضمون قرآن کی پیشین گوئیان - مگر اسجگہ مختصراً اوس مضمون کی تجدید کی جاتی ہی -

اول - اول آنحضرت نے مکے مین موسی کی مثلیت کا دعوی کیا - اور آپنے مخالفین کو آنے والے عذاب سے مخالفت کے باعث ڈرایا - اسپر کفار مکہ نے کہا کہ اگر تو سچا ہی تو اوسکا نشانات ہمین دکھا کہ ہمپر عذاب آوے - چنانچہ قرآن مجید اس معاملے کی اسطرح خبر دیتا ہی -

فَقَدْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَرْنٍ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَكُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ عَلَيْهِمْ مِدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ فَأَهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ + سیپارہ ۷ سورۂ انعام رکوع ۱

اس آیت مین بدون میعاد معینہ کے مطلق تکذیب پر ہلاکت کی خبر دی - پھر فرمایا -

---

۱ اس مقام پر آنحضرت کا خط جو اونھون نے خیبر کے یہود کو لکھا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی اس سے غرض یہ ہی کہ آپ بڑے استقلال اور قوی یقین سے مثلیت کا دعوی کرتے تھے اور آپکے مخاطبین تعصب اور حسد کے سوا انکار کی کوئی وجہ نہین رکھتے تھے - اور وہ خط یہ ہی -
من محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم صاحب موسى وأخيه والمصدق لما جاء به موسى - ألا إن الله قد قال لكم يا معشر أهل التوراة وإنكم لتجدون ذلك في كتابكم - محمد رسول الله - وإني أنشدكم بالله إلا أخبرتموني هل تجدون فيما أنزل الله عليكم أن تؤمنوا بمحمد فإن كنتم لا تجدون ذلك في كتابكم فلا إكراه عليكم قد تبين الرشد من الغي -
ترجمہ - محمد رسول اللہ کیطرف سے جو موسے کا مثیل اور اوسکا بھائی اور اوسکی تعلیمات کو سچا کرنے والا ہی -
اے گروہ اہل تورات دیکھو اللہ تعالے نے تمہین فرمایا اور تم اس بات کو اپنی کتاب مین پاتے ہو - محمد اللہ کا رسول ہی - اور مین تمہین اللہ کی قسم دیتا ہون بتاؤ تو سہی جو کچھ اللہ نے تمپر اُتارا ہی اوسمین یہ نہین لکھا پاتے کہ تم لوگ محمد پر ایمان لاؤ - اگر تم اوسکو اپنی کتاب مین نہین پاتے ہو تو مین تمہین مجبور نہین کرتا - ضلالت اور ہدایت ممتاز ہو چکی ہی ۱۲ - ابن ہشام - جلد - صفحہ [illegible]

۲ جسطرح جھٹلایا حق بات کو جب اون تک پہنچی اب آگے آویگا اونپر حقیقت اوس بات کا جسپر ٹھٹھے کرتے تھے - کیا دیکھے نہین کتنی ہلاک کین ہمنے پہلے اونسے سنگتین اونکو جمایا تھا ہمنے ملک مین جتنا تمکو نہین جمایا اور چھوڑ دیا ہمنے اونپر آسمان برستا - اور بنادین نہرین بہتی اونکے نیچے پھر ہلاک کیا اونکو اونکے گناہون پر اور کھڑی کی اونکے پیچھے اور سنگت ۱۲ -

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ؕ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۫ وَّ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ + سیپارہ ۷ - سورۂ انعام - رکوع ۸ -

وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ سیپارہ ۹ - سورۂ انفال - رکوع ۴ -

اس آیت مین یہ بات بتائی کہ تیرے یہان ہوتے ہوئے یعنی مکے مین وہ عذاب نہین آئیگا

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۚ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ + سیپارہ ۲۰ - سورۂ نمل - رکوع ۶ -

اسمین بتایا کہ یہ عذاب کچھ حصہ اوس عذاب موعود کا ہوگا - اور تمھاری تباہی اور استیصال کا شروع ہوگا -

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۚ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ + سیپارہ ۲۲ سورۂ سبا - رکوع ۳ -

نوٹ - نبوت کا دن ایک برس کا ہوتا ہے - جیسے دن جو ساتھ صبح اور شام کے نبوت مین لکھا ہو یا شام یا صبح سے شروع کرے تو چوبیس ۲۴ گھنٹے کا شمار ہوتا ہے ورنہ ایک سال کا -

دیکھو اندرونہ بائبل صفحہ ۳۱۳ -

۱؎ اور تیری قوم نے اسے جھٹلایا حالانکہ یہ حق ہے تو کہدے اے محمد مین تمپر وکیل نہین ہون ہر ایک خبر کے لیے ایک وقت مقرر ہے بس عنقریب تم جان لوگے ۱۲

۲؎ اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہمپر برسا آسمان سے پتھر یا لا ہمپر دکھ کی مار اور اللہ ہرگز عذاب نکرتا اونکو جب تک تو تھا اونمین ۱۲

۳؎ اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ شاید تمھاری پیٹھ پر پہنچی ہو بعض چیز جسکی شتابی کرتے ہو ۱۲

۴؎ اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ تمکو وعدہ ہے ایک دن کا نہ دیر کروگے اس سے ایک گھڑی نہ شتابی ۱۲

پادری صاحبان غور کرو قرآن نے کیسا معجزہ دکھلایا کہ اونکے زوال کا وقت بھی بتادیا۔ اور یہ وعدہ جنگ بدر مین پورا ہوا۔ کیونکہ بدر کی لڑائی ٹھیک ایک برس بعد ہجرت کے واقع ہوئی یعنی ۱۵ جولائی ۶۲۲ء کو آنحضرت مکّے سے ہجرت کرکے مدینے تشریف لے گئے اور ۶۲۳ء مین قریش سے جنگ بدر ہوئی[1]۔ اور اس بدر کی لڑائی کو قرآن نے آیت یعنی بڑا نشان ٹھہرایا جو کامیابی اسلام کا گویا آغاز ہی۔ چنانچہ فرمایا۔

[2] قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُم مِّثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ مَن يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ + سیپارہ ۳۔ سورۂ عمران۔ رکوع ۲۔

[3] وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ سیپا ۴ سورۂ ع[ا]۱ رکوع ۱۳

یہان وہ پیشین گوئی جو یسعیاہ باب ۲۱ ورس ۱۳ سے شروع ہوتی ہی پوری ہوئی۔ "عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا مین تم رات کو کاٹوگے۔ اے ددانیون کے قافلو پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرتے آؤ۔ ای تیما کی سرزمین کے باشندو روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وے تلوارون کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھنچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہین۔ کیونکہ خداوند نے مجھکو یون فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہان مزدور کے سے ٹھیک ایک برس قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور تیراندازون کی جو باقی رہی۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائینگے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یون فرمایا"۔

---

[1] دیکھو شبہین اسلام جلد اول مصنفہ ڈاکٹر لیٹنر صفحہ ۲۷۔ مطبوعۂ انجمن پنجاب لاہور۔

[2] ابھی ہو چکا ہی تمکو ایک نمونہ دو فوجون مین جو بھڑی تھین ایک فوج ہی کہ لڑتی ہی اللہ کی راہ مین اور دوسری منکر ہی یہ اونکو دیکھتی ہی اپنے دو برابر صریح آنکھون سے اور اللہ زور دیتا ہی اپنی مدد کا جسکو چاہے۔ اسی مین خبردار ہو جاوین جنکو آنکھ ہی ۔۱۲

[3] اور تمھاری مدد کر چکا ہی اللہ بدر کی لڑائی مین اور تم بے مقدور تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم احسان مانو ۔۱۲

اس لڑائی مین قیدار کے اکثر سردار مارے گئے - اور وہ کامیابی جو سچائی کا معیار ہوتی ہی ظاہر ہو گئی - اور یہ بدر کی فتح اسلام کے حق مین ایسی ہی اکسیر اعظم ہوئی جیسی جنگ ملوین برج کی فتح دین عیسوی کے حق مین -

نوین امر کی نسبت قرآن فرماتا ہی -

وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ + سیپارہ - ۲۸ - سورۂ حشر رکوع ۱-

توراۃ مین بنی اسرائیل کو حکم تھا کہ سچے نبی سے ڈرین - لیکن ان لوگون نے کفار مکہ کی طرح نبی برحق کی مخالفت کی - وعید الٰہی سے نڈر ہو گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی نضیر (بنی اسرائیل) ویران اور تباہ ہو کر مدینے سے نکل گئے -

بعض عیسائی کہتے ہین کہ یہ بشارت مسیح کے حق مین ہی - پر یہ دعوی اونکا صحیح نہین کیونکہ مسیح اور موسے کے حالات مین کسی قسم کی مماثلت جو پیشین گوئی مین مندرج ہی ہرگز نہین پائی جاتی

اولاً اول یہ کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھے بلکہ شریعت موسوی کے پیرو تھے چنانچہ اونکے بپتسما لینے - ختنہ کرانے - یورشلم مین آنے سے ظاہر ہی -

دوم مسیح نے خود بھی تو دعویٰ نہین کیا کہ بشارت مثلیت میرے حق مین ہی اور نہ اونکے حواریون نے اس بشارت کو اونکی طرف منسوب کیا - بلکہ اعمال باب ۳ - ۱۹ سے صاف ظاہر ہی کہ مسیح اسکا مصداق نہین " پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمھارے گناہ مٹائے جائین تاکہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آوین - اور یسوع مسیح کو

---

[۱] یہ لڑائی ۳۱۲ء مین قسطنطین اعظم اور میکسینٹس قیصر روما ہوئی تھی اور قیصر مذکور کو جو اسمین شکست ہوئی اوسکو عیسائی فتح مبین اپنے دین کی سمجھتے ہین -

[۲] اور ڈالی اونکے دلون مین دھاک - اجاڑنے لگے اپنے گھر اپنے ہاتھون اور مسلمانون کے ہاتھون سو دہشت لاؤ اے آنکھ والو - ۱۲

پھر بھیجے جسکی منادی تم لوگون کے درمیان آگے سے ہوئی۔ ضرور ہی کہ آسمان اوسے لیے رہے اوسوقت تک کہ سب چیزین جنکا ذکر اپنے سب پاک نبیون کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آوین۔ کیونکہ موسےؑ نے باپ دادون سے کہا کہ خداوند جو تمھارا خدا ہی تمھارے بھائیون مین سے تمھارے لیے ایک نبی میرے مانند اوٹھائیگا۔ جو کچھ وہ تمھین کہے اوسکی سب سنو۔ اور ایسا ہوگا کہ ہر نفس جو اوس نبی کی نہ سُنے وہ قوم نیست کیا جاویگا۔ بلکہ سب نبیون نے سموئیل سے لیکر پچھلون تک جتنون نے کلام کیا اون دنون کی خبر دی ہی۔ تم نبیون کی اولاد اور اوس عہد کے ہو کہ خدا نے باپ دادون سے باندھا ہی جب ابرہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پاوینگے۔ تمھارے خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو اوٹھا کے پہلے بھیجا کہ تم مین سے ہر ایک کو اوسکی بدیون سے پھیر کے برکت دے۔" اس سے کئی باتین ظاہر ہوتی ہین۔

اوّل۔ مسیح کی آمد اول کے بعد اور آمد ثانی سے پہلے اس پیشین گوئی کا پورا ہونا ضروری ہے۔

دوم۔ موسیٰؑ کے بعد یوشعؑ اور اوسکے بعد کے انبیا اور سموئیل سے لیکر پچھلون تک کوئی بھی اسکا مصداق نہین ہوا۔

سوم۔ حضرت ابراہیم کی دعا کو سواے ارسال اون انبیا کے جو بنی اسرائیل مین سے مرسل ہوئے کوئی خاص خصوصیت اوس نبی سے ہی۔

چہارم۔ مسیح اوس نبی سے پہلے آیا۔ اب دوسرے کی ضرورت ہوئی۔

پنجم۔ حواری کے قول سے صاف ظاہر ہی کہ اس بشارت کا مصداق نبی مسیح سے پہلے نہین گذرا۔ اور خود مسیح بھی نہین۔ اس لیے کہ اوس نبی کے آنے تک ضرور ہی

کہ آسمان مسیح کو لیے رہے۔

سوال

اگر کوئی شخص کہے کہ بنی عیسو اور بنی قطورا کیون اسکے مصداق نہین ہوسکتے۔

جواب

اول ان مین سے کسی نے اس پیشین گوئی کو اپنے حق مین ثابت نہین کر دکھایا۔

دوم۔ پولوس نامہ رومیان۔ ۹ باب۔ ورس ۱۳ مین فرماتا ہے خدا وند نے یعقوب سے محبت کی اور عیسو سے عداوت۔

سوم۔ عیسو نے مسور کی دال پر اپنی نبوت بیچدی۔ پیدایش ۲۵ باب ۳۲-۳۳-

چہارم۔ یعقوب نے فریب سے نبوت کا ورثہ اوس سے لے لیا۔ پیدایش ۲۷ باب ۳۵-

بنو ابناے قطورا زندگی ہی مین خارج ہو چکے تھے۔ مرتے وقت صرف اسمٰعیل اور اسحاق پاس تھے۔ پیدایش ۲۵ باب لغایت ۹۔

حل الاشکال مین اس پیشین گوئی پر اعتراض کیا کہ بشارت مین تجھمین سے کا لفظ وارد ہے۔

جواب (۱) خدا کے اس کلام مین جو موسیٰ نے نقل کیا یہ لفظ نہین۔

(۲) یہ لفظ تجھمین سے۔ اعمال باب ۳-۲۲- مین نہین۔

(۳) یونانی ترجمے مین نہین۔

دوسرا اعتراض۔ مسیح نے اس بشارت کو اپنی طرف نسبت کیا۔

جواب (۱)۔ چونکہ مسیح بقول آپکے مصلوب و مقتول ہوئے تو اسکے مصداق نرہے۔

(۲) اس بشارت کو مسیح نے بالتخصیص اپنی طرف نسبت نہین کیا۔ دیکھو۔ یوحنا

باب - ۵ - ۴۶ تخصیص بشارت کا پتا ہی نہین دیا - اور یونہین گول مول رہنے دیا -
(۳) صاحب حل الاشکال نے میزان مین فصل ۲ - باب ۲ مین لکھا ہو کہ پیدایش
باب ۳ - ۱۵ مین مسیح کی بشارت ہی پھر یہی یوحنا - باب ۵ - ۴۶ مین کیون نہین -
(۴) یوحنا باب - ۱ - ۲۰ - ۲۵ - اور اوسنے اقرار کیا اور انکار نکیا - بلکہ اقرار کیا کہ
مین مسیح نہین - تب ونھون نے اوس سے پوچھا کہ تو اور کون کیا تو الیاس ہو اوسنے کہا
مین نہین ہون - پس آیا تو وہ نبی ھے اوسنے جواب دیا نہین -
یوحنا انجیلی - یوحنا بپٹسما دینے والے کی شہادت مین لکھتا ہو کہ نہ وہ مسیح ہو نہ ایلیا
نہ وہ نبی - اور ریفرنس مین وہ نبی کا نشان استثنا باب ۱۸ - ۱۵ - و ۱۸ دیا ہو یعنی
موسیٰ کے مثل نبی - اور وہ صرف نبی عربی ہو -
پادری عماد الدین نے تحقیق الایمان ہین - اور پادری ٹھاکر داس نے عدم ضرورت
قرآن مین مماثلت پر گفتگو کی ہو اور بہت ہاتھہ پاٹون مارے ہین جسے دیکھکر انکی
ناکامیاب کوششون پر سخت افسوس آتا ہو - پادری عماد الدین نے بچون کا قتل -
چالیس دن کا روزہ - معجزات - اور شریعت روحانی (معدوم الوجود) بمقابلہ
شریعت موسوی کے وجہ مماثلت ٹھہرائی ہو -
تعجب کی بات ہو - کیونکہ موسیٰ کے وقت بچون کا قتل ہوا ہی نہین - بلکہ فرعون
نے حضرت موسیٰ سے پہلے بنی اسرائیل کی کثرت کے خوف سے یہ کارروائی
کی تھی - اور چالیس دن کا روزہ تو ایلیا نے بھی رکھا - دیکھو اول سلاطین ۱۹ باب
درس - ۸ - رہے معجزات ایلیا نے بھی مردے زندہ کیے - دیکھو اول سلاطین
۱۷ باب - ۲۲ و ۲۳ - و دوم سلاطین - باب ۴ - ۳۵ - ایلیا نے دریا کے دو حصے

کرکے زمین خشک نکالی اور دریا پار ہوا۔ دیکھو دوم سلاطین باب ۲-۸۔ ایلیا نے دوسرون کو معجزات کے لائق بنایا۔ دوم سلاطین باب ۲-۱۰۔ ایلیا جسم سے آسمان پر چلا گیا۔ دوم سلاطین باب ۲-۱۱۔ ایلیا نے تیل کو بڑہایا۔ دوم سلاطین باب ۴-۲۔ ایلیا کی روح سے الیشع نے کوڑھ اچھا کیا۔ دوم سلاطین باب ۵-۱۰ و ۱۴۔

تیسری بشارت

خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اوسکے داہنے ہاتھ مین شریعت ہے ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا۔ توریت کتاب ۵۔ باب ۳۳-۲۔ آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے۔ آسمان کو جمال سے چھپا دیا۔ اوسکی ستایش سے زمین بھر گئی۔ حبقوق۔ باب ۳-۳۔ سینا سے موسیٰ جیسا بادشاہ صاحب شریعت ظاہر و باطن نکلا۔ سعیر سے جسکے پاس بیت لحم او ناصرہ ہے مسیح ظاہر ہوا۔

قرآن نے اس پیشین گوئی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بیان کیا ہے۔ دیکھو۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۔
(قسم انجیر کی اور زیتون کی اور طور سینین کی اور اس شہر امن والے کی ۱۲)

ان تین مقامات کی خصوصیت نہایت غور کے قابل ہے۔ عہد عتیق مین اس تخصیص کی وجہ مفصل مذکور ہوئی تھی۔ قرآن کا طرز ہے کہ جس بات کی تفصیل عہد عتیق و جدید مین نہو اوسکی تفصیل کرتا ہے۔ اور جسکا بیان وہان مفصّل ہو اوسکی طرف مجمل اشارہ کرتا ہے۔ اب دیکھو قرآن نے مسیح کے مبداے ظہور کو تین اور زیتون سے تعبیر فرمایا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ زیتون کے پہاڑ کے پاس مسیح نے ایک گدہے کا بچا منگوایا اور اوسکے ذریعے

اپنی نسبت ایک بڑی پیشین گوئی کو ثابت کیا۔ دیکھو لوقا۔ باب ۱۹۔ ۳۰۔ متی باب ۲۱۔ ۱
مرقس باب۔ ۱۱۔ ۱۔

انجیر کے درخت کے پاس ایک معجزہ ظاہر کیا۔

دیکھو مرقس باب ۱۱۔ ۱۴۔ اور انجیر کا نشان دینے پر ایک شخص ایمان لایا۔ یوحنا باب ۱
۴۸۔ وادی فاران اور دشت فاران کی تفسیر قرآن نے یہ فرمائی ہے کہ فاران سے
شہر مکہ مراد ہے جہاں مسیح جیسا بشیر اور موسیٰ جیسا بشیر و نذیر نکلا جسکی شریعت کی
نسبت کہا گیا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ سیپارہ ۶۔ سورۂ مائدہ رکوع ۱[1]

(۱) فاران کے پہاڑ سے ایسا ظاہر ہوا کہ تمام دنیا اوسکا لوہا مان گئی۔ اوسکے
داہنے ہاتھ میں شریعت روشن ہے۔ اوسکا لشکر ملائکہ کا لشکر ہے۔ اوسکے سبب سے
خدا جنوب سے آیا۔ اوسکی ستایش سے زمین بھر گئی۔ موافق اور مخالف نے محمد
محمد یا احمد احمد پکارا اس سے زیادہ زمین ستایش سے اور کیا بھرتی۔ دشمن بھی
محمد کے نام سے پکارتے ہین۔ پرانے عربی ترجمون مین " اوسکی ستایش سے
زمین بھر گئی " کے بجاے یہ لفظ لکھے ہین۔ وَامْتَلَأَ الْاَرْضُ مِنْ تَحْمِیْدِ اَحْمَدَ[2]
نوٹ۔ محمد بمعنی ستایش کیا گیا۔ اور احمد بڑا ستایش کیا گیا۔ کیونکہ صیغہ افعل مبالغہ
فاعل اور مفعول دونون کے لیے آتا ہے۔

---

[1] آج مین نے پورا کر دیا تمھارے لیے دین کو تمھارے۔ اور پوری کر چکا مین اوپر تمھارے نعمت کو اپنی۔ اور پسند کیا مین نے تمھارے لیے اسلام کو دین ۱۲۔
[2] اور بھر گئی زمین ستایش سے احمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ۱۲

(۲) سینا کی جنوبی حد سے فاران شروع ہوتا ہی۔ مکہ۔ مدینہ اور تمام حجاز فاران مین ہی کون دنیا کی ابتداے سواے نبی عربی صاحب شریعت ستایش کیا گیا یعنی محمدؐ یا احمدؐ کے فاران مین پیدا ہوا۔

(۳) وادی[1] فاطمہ مین گل جذیمہ یعنی بنجہ مریم بیچنے والون سے پوچھو کہ وہ پھول کہان سے لاتے ہین۔ تو لڑکے اور بچے بھی یہی کہین گے کہ مِنْ بَرِّیَّۃِ فَارَانَ یعنی دشت فاران سے۔

(۴) وہ کون سا فاران ہی جسمین سے خدا ظاہر ہوا۔ جہان سے مسیح کے بعد رسول نکلا۔ اور اوسپر روشن شریعت نازل ہوئی۔ وہ کونسا مذہب ہی جو فاران سے نکل کر تمام دنیا کے مشرق و مغرب مین پھیل گیا۔

(۵) اسمعیلؑ کی اولاد کو برکت کا وعدہ تھا۔ وہ اولاد اسمعیلؑ کی عرب مین آباد ہوئی تھی۔ اور اونمین سے موسیٰؑ کا سا نبی ظاہر ہوتا تھا۔

(۶) فاران کے معنی وادی غیر ذی زرع کے ہین۔ اور یہی مکے کی صفت قرآن مین بیان ہوئی۔ اس مضمون کے شروع مین دیکھلو۔

(۷) یسعیاہ ۴۲ باب ۱۱ مین دیکھہ۔ قیداریون کا عرب مین ہونا ثابت ہی۔ اور وہ اسمعیلؑ کا بیٹا ہی۔ دیکھو توریت باب لشکر ملائکہ کے ثبوت کے لیے۔ دیکھو یہودا کا عام خط۔ باب ۱-۱۴۔ دیکھہ خداوند اپنے لاکھون مقدسون کے ساتھہ آتا ہی۔ تا کہ سبھون کی عدالت کرے۔

عیسائیون نے اس بشارت پر بڑی کوششون سے اعتراض جماے مین قبل اسکے

---

[1] وادی فاطمہ مکے اور مدینے کے درمیان ایک بڑا گاؤن ہی۔ ملکی بانی روایتون کی رو سے جو تاریخ قدیمہ کی جزو اعظم خیال کیجاتی ہین یہ ثبوت بھی عجیب ہی

کہ اونکے اعتراض ور تردیدون کا بیان کیا جاے حضرت ہاجرہ والدۂ اسمٰعیل اور اسمٰعیلؑ کا قصّہ مختصراً بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی تاکہ اعتراضات اور جوابات مین تمیاز رہے

(۱) حضرت ابراہیم جب بہت بوڑھے ہوئے چاہا کہ اپنے غلامون سے کسیکو وارث بنا دین۔ خداے تعالےٰ نے فرمایا تیرا بیٹا ہی تیرا وارث ہوگا۔ پیدایش باب ۱۵

(۲) حضرت ابراہیمؑ کی پہلی بی بی حضرت سارہ بہت بوڑھی ہوگئی تھین اسلیے اونھون نے حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیمؑ کے نکاح مین دیدیا۔ پیدایش باب ۱۶-۳

(۳) حضرت ہاجرہ سے سارہ کو جیسی کہ عادۃً سوتون مین ایک رنجش پیدا ہوجاتی ہی کچھہ کشیدگی سی ہوگئی۔ اسیلیے حضرت ہاجرہ تنگ آکر وہان سے نکلین راستے مین فرشتے نے کہا واپس جا۔ اللہ تجھے برکت دیگا۔ تیری اولاد وسیع اور بےشمار ہوگی تیرے ایک لڑکا ہوگا اوسکا نام اسمٰعیلؑ رکھنا وہ عربی ہوگا۔ اوسکا ہاتھہ سب پر ہوگا

پیدایش ۱۶- باب- ۶-۱۱-

نوٹ۔ حال کے ترجمون مین "اوسکا ہاتھہ سب کی ضد مین" لکھا ہی اگرچہ اس ترجمے کو تسلی اور برکت کا لفظ باطل کرتا ہی۔ الا پھر بھی ایک عجیب بات اسکے سچ ماننے پر ہمین مائل کرتی ہی۔ وہ یہ ہی کہ اہل کتاب کو ہمیشہ سے حضرت اسمٰعیلؑ اور بنی اسمٰعیل سے ضد رہتی تھی۔ یہ ایک قدرتی ثبوت ہی جس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اونکے دل مین حضرت اسمٰعیلؑ کی حقیقت کھٹکتی چلی آتی ہی۔

اور وہ بمقابلے اپنے بھائیون کے سکونت کریگا۔ پیدایش ۱۶ باب ۱۲-

(۴) حضرت ہاجرہ حاملہ ہوئین۔ اور لڑکا جنین۔ اور اوسکا نام اسمٰعیلؑ ہوا

پیدایش- باب ۱۶- ۱۵-

(۵) پھر اللہ تعالےٰ نے ابراہیم سے کہا کہ اب تیرا نام ابرام نہ پکارا جاویگا بلکہ ابراہام - کیونکہ تجھسے بہت سی قومین پیدا ہونگی اور تو سب کا باپ کہلائیگا - پیدایش ۱۷ - باب - ۵ -

(۶) پھر ابراہیم نے اسمعیلؑ کے لیے دعا کی - خدا نے کہا مین نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق مین سُنی - بیشک مین اوسے برکت دونگا اور برومند کرونگا - اوسکی اولاد بکثرت ہوگی - اور اوسکی پشت سے بارہ امام یا شاہزادے پیدا ہونگے اور مین اونکو ایک قوم عظیم اور ممتاز کرونگا - پیدایش باب ۱۷ - ۲۰ -

(۷) اسمٰعیلؑ کے لیے برکت اور عہد دونون ہین - پیدایش - باب ۱۷ - ۷ -

(۸) حضرت اسمٰعیلؑ جب تیرہ برس کے ہوئے اونکا ختنہ ہوا اور کہین اسحٰقؑ پر ہنسے - سارہ اسپر ناراض ہوئین - اور کہا ہاجرہ کو مع اوسکے فرزند کے نکال دے اسلیے کہ یہ بشمول اسحاق وارث نہو[1] - خدا تعالےٰ نے ابراہیم سے فرمایا رنجیدہ مت ہو - جیسے سارہ کہتی ہو ویسے ہی کر - اسحٰق تیری اولاد ہی - مگر مجھے ہاجرہ کے فرزند سے ایک قوم بنانا ہی - کیونکہ وہ تیرا نطفہ ہی - علی الصباح ابراہیمؑ نے ہاجرہ اور اسمٰعیلؑ کو روٹی اور پانی دیکر نکال دیا - اور اونھون نے بیر شبع پر راستہ گم کیا قصہ مختصر خشک بیابان مین تکلیف اوٹھاتے اوٹھاتے ایک دفعہ پانی سے ناچار ہوئین اور درخت کے نیچے بچے کو ڈالدیا اور آپ دور جا بیٹھین تاکہ اوسکی پیاس کی موت کو نہ دیکھین - اور آسمان کی طرف منہ کرکے روئین تب فرشتے نے آواز دی کیا تو بیار ہی خوف مت کر خداوند نے تیرے بچے کی آواز سن لی - ای ہاجرہ اوٹھ اور بچے کو اوٹھا

[1] سارہ کا یہ کلام رنجش اور کمزوری کے سبب ہی خدا کی طرف سے الہام نہین کہ اسسے استدلال کیا جاوے - معلوم ہوتا ہی کہ اہل کتاب کے دل سارہ کی طرف سے بھرے ہوئے ہین جو اسمٰعیلؑ کی نسبت اونکے دل صاف نہین ہوتے ۱۲ -

اسواسطے کہ مین اوسے قوم کا بزرگ بناؤنگا - اور خدانے اوسکی آنکھین کھولین تب اونھون نے ایک چشمہ پایا (وہی جسے مسلمان چاہ زمزم کہتے ہین) اسمٰعیل بڑہے اور تیر انداز ہوئے -

حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ ہاجرہ نے پھرتے پھرتے آخر کہان مقام فرمایا اور کس جگہ سکونت اختیار کی تحقیق طلب بات ہی - لیکن ہم دعویٰ کرتے ہین کہ فاران میدان مین بمقام بیت اللہ مکہ معظمہ مین وہ ٹھہرین - اور اس امر کے ثبوت کے لیے وجوہات ذیل ہین -

(۱) تواتر - اور یہ وہ دلیل ہی کہ اگر اسپر وثوق نرہے تو پھر تواریخ قدیمیہ کے اثبات کا کوئی طریقہ باقی نہین رہتا - تورات کو موسٰی کی کتاب ماننا تو تواتر سے - مسیح کو ناصری یا ابن داؤد ماننا تو تواتر سے -

(۲) ملکی اور قومی روایات اور مشہورہ حکایات سے جنکا ذکر تواریخ مین اور لوگون کی زبانون پر غیر متبدل اور مستحکم چلا آتا ہی - اس لحاظ سے بھی اس قصے کی تصدیق ضروری اور لابدی امر ہی - کیونکہ کسی تاریخی واقعے کی تکذیب کر دینا با اینکہ وہ عقل کے مخالف نہو - اور کسی معلومہ قانون قدرت کو باطل نہ کرے اور ضروری علوم اوسکے مخالف نہون سخت غلطی ہی -

پس جبکہ ملکی روایات اور مشہورہ حکایات اور تواریخ قدیمیہ متفقًا ثابت کرتے ہین حضرت ہاجرہ نے وادی مکہ مین سکونت کی اور ملک حجاز - وہی دشت فاران ہی - کونسی بات ان امور کے قبول کرنے سے ہمین مانع ہی - کیا کوئی قانون قدرت سے محال بتلاتا ہی - یا عقل اسکو باور کرنے سے کترائی ہی -

(۳) پرانے جغرافیون اور قدیم کھنڈرات کی تحقیقات کرنی چاہیے کہ اسمٰعیلی کہان آباد ہوئے جہان وہ مقام ملے وہی اونکی سکونت کا مقام ہوگا اور وہی مقام اولاد فاران ہو حضرت اسمٰعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ پہلا بنایرث عرب کے شمالی مغربی حصے مین آباد ہوا۔ ریورنڈ کاتری پی کاری ایم اے نے اپنے نقشے مین اوسکا نشان ۲۸ و ۳۰ درجہ عرض شمالی۔ اور ۳۶ و ۴۰ درجہ طول مشرقی کے درمیان مین لگایا ہو۔ ریورنڈ مسٹر فاسٹر کہتے ہین کہ بنایرث کی اولاد عربیا پٹیرا سے مشرق کی طرف عربیا ڈیزرٹا تک اور جنوب کیطرف خلیج الاتک وحجاز تک پھیل گئی تھی۔

اسٹرپیر کے بیان سے پایا جاتا ہو کہ بنایرث کی اولاد نے اس سے بھی زیادہ ملک گھیر لیا تھا۔ اور مدینے تک اور بندر حورا اور بندر ینبع تک جو بحر قلزم کے کنارے پر ہو اور مدینے سے جنوب مغرب مین واقع ہو اونکی عملداری ہوگئی۔ ریورنڈ مسٹر فاسٹر کہتے ہین کہ اس مختصر بیان سے ظاہر ہوتا ہو کہ بنایرث کی اولاد صرف پتھریلے میدانون مین نہین پڑی رہی۔ بلکہ حجاز اور نجد کے بڑے بڑے ضلعون مین پھیل گئی۔

ممکن ہو کہ رفتہ رفتہ بنایرث کی اولاد عرب کے بہت بڑے حصے مین پھیل گئی ہو الا یہ بات کہ بنایرث کی سکونت اور اوسکی اولاد کی سکونت عرب ہی مین تھی بخوبی ثابت ہو۔

دوسرا بیٹا قیدار [۱]۔ بنایرث کے پاس جنوب کی طرف حجاز مین آباد ہوا۔ ریورنڈ مسٹر فاسٹر لکھتے ہین کہ اشعیاہ نبی کی کتاب سے بھی صاف صاف قیدار کا مسکن حجاز ثابت ہوتا ہو جسمین مکہ اور مدینہ بھی شامل ہو۔ اور زیادہ ثبوت اسکا حال کے جغرافیے مین شہر الحذر اور بنت سے پایا جاتا ہو جو اصل مین القیدار

[۱] معنی لفظ قیدار صاحب لاابل۔ ابن خلدون۔ جلد دوم صفحہ ۳۳۱۔ لفظ قیدار کے معنی ہین اونٹون والا معلوم ہوا کہ قیدار ہی حضرت اسمٰعیل کے ولیعہد اور متنبی شخص تھے۔ آپکا نام بھی عرب اور اسکے خصوصیات سے عجیب مناسبت رکھتا ہو۔ ۱۲

اور بناپورٹ ہین - یورنلیس اور بطلیوس اور پلینے اعظم کے زمانون مین
یہ قومین حجاز کی باشندہ تھین - کیڈری یعنی قیڈاری - دری مخفف
قیدری اور گڈرونائیٹی یعنی قیداری - کداربتی یعنی
قیڈاری - دیکھو ہسٹری جغرافیہ جلد اول صفحہ ۲۴۸ - پس بخوبی ثابت ہو کہ قیدار حجاز
مین آباد تھا - کاتری پی کاری نے اپنے نقشے مین قیدار کی آبادی کا نشان ۲۶ -
و ۲۷ درجہ عرض شمالی - ۳۷ و ۳۸ درجہ طول شرقی کے درمیان مین لگایا -

تیسرا بیٹا ادبئیل ہو - بموجب سند جوزیفس کے ادبئیل بھی اپنے اون دونون
بھائیون کے ہمسائے مین آباد ہوا -

چوتھا بیٹا مبسام ہو - مگر اوسکی سکونت کے مقام کا پتا نہین ملتا -

پانچوان بیٹا مشماع ہو - مسٹر فاسٹر کا یہ قیاس صحیح ہو کہ عبرانی مین جسکو
مشماع لکھا ہو اوسیکو یونانی ترجمہ سپٹواجینٹ مین مسما - اور جوزیفس نے مساس
اور بطلمیوس نے مسمیز لکھا ہو - اور عرب مین اوسی کی اولاد بنی مسما کہلائی
ہو - پس کچھ شبہہ نہین کہ یہ بیٹا اولا قریب نجد کے آباد ہوا -

چھٹا بیٹا - دوماہ - تھا - مشرقی اور مغربی جغرافیہ دان قبول کرتے ہین کہ
یہ بیٹا تہامہ مین آباد ہوا تھا - معجم البلدان مین لکھا ہو کہ دومة الجندل کا نام واقدی
کی حدیث مین دوماہ الجندل آیا ہو - اور ابن ثقیفہ نے اوسکو اعمال مدینہ
مین گنا ہو - اوسکا نام دوم ابن اسمٰعیل ابن ابراہیم کے نام پر ہوا - اور زجاجی
کہتا ہو کہ اسمٰعیل کے بیٹے کا نام دومان ہو - بعضے کہتے ہین کہ اوسکا نام دمہ تھا
ابن کلبی کہتا ہو کہ دوماہ اسمٰعیل کا بیٹا تھا جب تہامہ مین حضرت اسمٰعیل کی بہت سی

اولاد ہو گئی تو دوماہ وہان سے نکلا اور بمقام دومہ قیام کیا اور وہان ایک قلعہ بنایا اور اوسکا نام دوماہ اپنے نام پر رکھا - اور ابو عبید سکونی کا قول ہی کہ دومتجندل قلعہ اور گانون شام اور مدینے کے درمیان مین ہین قریب جبل طی کے اور دومہ وادی قریٰ کے گانون مین سے ہی مسٹر فاسٹر بھی اسکو تسلیم کرتے ہین - اور ابتک یہ ایک مشہور جگہ عرب مین موجود ہی -

ساتوان بیٹا مسّا تھا - یہ بیٹا حجاز سے نکل کر یمن مین آباد ہوا - اور یمن کے کھنڈرات مین ابتک مسّا کا نام قائم ہی - کاتری پی کاری نے اپنے نقشے مین اس مقام کا نشان ۱۳ درجے اور ۳۰ دقیقے عرض شمالی - اور ۴۳ درجے اور ۳۰ دقیقے طول شرقی مین قائم کیا ہی - اسمعٰیل اور اونکی تمام اولاد حجاز مین تھی - بلاشبہہ جب اولاد جوان ہوئی اور کثرت ہو گئی - تب مختلف مقامون مین جا کر سکونت اختیار کی - مگر عمدہ بات قابل غور یہ ہی کہ سبکا پتا عرب ہی مین یا حجاز مین یا حجاز کے آس پاس پایا جاتا ہی -

آٹھوان بیٹا حدد - اسکو عہد عتیق مین حداد بھی لکھا ہی یمن مین شہر حدیدہ ابتک اوسی کا مقام بتلا رہا ہی - اور قوم حدیدہ جو یمن کی ایک قوم ہی اوسی کے نام کو یاد دلاتی ہی - زہری مورخ کا بھی یہی قول ہی - اور مسٹر فاسٹر بھی اسی کو تسلیم کرتا ہی -

نوان بیٹا تیما تھا - اوسکی سکونت کا مقام نجد ہی اور بعد کو رفتہ رفتہ خلیج فارس تک پہونچ گیا -

دسوان بیٹا یطور ہی مسٹر فاسٹر بیان کرتے ہین کہ اوسکا مسکن جداود مین تھا جو جبل کسیوتی کے جنوب اور جبل الشیخ کے مشرق مین واقع ہی -

گیارھوان بیٹا نافلیش تھا - مسٹر فاسٹر جوزیفس اور توراۃ کی سند سے

لکھتے ہین کہ عربیا ڈیزرٹا مین اونکی نسل کے نام سے آباد تھے۔

بارھوان بیٹا قیدماہ - انھون نے بھی یمن مین سکونت اختیار کی مورخ مسعودی نے لکھا ہی کہ اصحاب الرس اسمٰعیلؑ کی اولاد مین سے تھے اور وہ دو قبیلے تھے ایک کو قدمان اور دوسرے کو یامین کہتے تھے۔ اور بعضون کے نزدیک رعویل۔ اور یہ یمن مین تھے۔

اب اس تحقیقات سے جو جغرافیے کے روسے نہایت اطمینان کے قابل ہی دو باتین ثابت ہوگئین۔ ایک یہ کہ حضرت اسمٰعیلؑ اور اونکی تمام اولاد عرب مین آباد ہوئی۔ اور دوسرے یہ کہ مرکز اس خاندان کی آبادی کا حجاز تھا۔ جہان اسمٰعیلؑ کی مقدم اولاد کا مسکن ہوا تھا۔ اور پھر اوس مرکز سے اور طرف عرب مین پھیلے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت اسمٰعیلؑ نے حجاز مین سکونت اختیار کی تھی۔ اور اوسیکا قدیم نام فاران ہی۔ جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت حبقوق نے اپنی اپنی بشارتون مین بتایا۔

عیسائیون کے اعتراض

اگرچہ یہ بات نہایت صفائی سے ظاہر ہی کہ وادی حجاز اور وادی فاران دونون ایک ہین۔ اور اسمٰعیلؑ کی اولاد کے ٹوٹے پھوٹے کھنڈر اوسکی گواہی دے رہے ہین۔ مگر باین ہمہ عیسائی اوسکو تسلیم نہین کرتے۔ اور موقعہ فاران کی نسبت مفصلہ ذیل تین رائین قرار دیتے ہین۔

(۱) یہ کہ وہ اوس وسیع میدان کو جو بیر سبع کی شمالی حد سے کوہ سینا تک پھیلا ہوا ہی۔ فاران کہتے ہین۔

(۲) قادیش جہان ابراہیم نے (بیر شبع) کھودا اور فاران ایک ہین۔

(۲) فاران اسی وادی کا نام ہی جو سینا سے غربی نشیب پر ہی۔ جہان قبرین عمارتین اب ملی ہین۔

جواب

(۱) بتاؤ یہان اسمٰعیل ورا وسکی صلبی اولاد کب آباد ہوئی۔

(۲) کتاب ۴-۱۳-۲۵ و ۲۶-وہ سردار کنعان کو دیکھکر پھرے تو بیابان فاران مین سے قادیش مین پوہنچے۔ (قادیش شمالی حد فاران کی ہی-) یادرہے اس آیت کی اصل عبری عبارت یہ ہی۔ اِلْ مِدْبَرْ فَارَانَ قَادِیْشَیْلہُ۔ لفظی ترجمہ طرف وادی فاران کے بہ نیل مرام۔ قادیش کے معنی ہائل کے بھی ہین۔ دیکھو ترجمۂ انقلس۔

فاران تین ہین۔ ایک حجاز مین۔ دوسرا طور یا سینا کے پاس۔ تیسرا سمر قند مین۔ سمر قند والا فاران بحث سے خارج ہی۔ اور جو فاران طور یا سینا کے قرب مین واقع ہی۔ وہ فاران نہین جو ابراہیم کے وقت تھا۔ وہ نہین جسکا تورات مین ذکر ہی۔ وہ نہین جہان ہاجرہ نے اسمٰعیل کے ہمراہ بیر شبع مین راستہ گم کرکے اقامت کی۔ اور وہ نہین جہان ابتداءً اسمٰعیل کی اولاد آباد ہوئی۔ وہ نہین جہان سے بعد سعیر خدا نے ظہور کیا۔

ہان بلاشبہہ زمانے کے دور مین اسمٰعیل کی اولاد حجاز سے نکلکر تمام عرب مین خلیج فارس تک پھیل گئی۔ پس اگر حجاز کے سوا اور جگہہ سے پُرانے ایسے کھنڈرات ملے ہون جو بنی اسمٰعیل کے نامون کے مشابہ ہون یا مطابق تو وہ اس نفس الامری بات کو اوٹھا سکتے ہین کہ اسمٰعیل حجاز مین آباد ہوا۔

جو فاران سینا کے مغرب مین ہی اور جسکے آثار ملے ہین وہ توریت کا فاران نہین - مؤسئی کے زمانے مین اسکا وجود نہ تھا - موسیٰؑ مصر سے نکلے اور بحر احمر کے پار ہوئے تو شور مین پہونچکر سن کو طی کر کے افیدیم مین ٹھہرے - وہان کتاب ۲ - ۷ - لغایت ۸ - مین ہی عمالیق آنکر اُترے - اس سے ثابت ہوتا ہی عمالیق افیدیم کی نہ تھی - یہان یاد رکھو کہ افیدیم کوہ سینا کے مغرب اور مصر کے شرق مین ہی - پھر افیدیم سے موسئی مشرق کی طرف سینا کو چلے اور سینا مین پونہچے - اس سینا کے غربی فاران کا ذکر موسیٰؑ نے نہین کیا - پھر سینا سے آگے بڑھے - اور شمال مشرق کو چلے - اس راہ مین حضرت موسےؑ کہتے ہین بنی اسرائیل بیابان سے نکلے - اور بادل بیابانِ فاران مین ٹھہر گیا - کتاب - ۴ - ۱۰ - ۱۲ -

اس تقریر سے ثابت ہو گیا کہ حضرت موسےؑ کے وقت فاران کوہ سینا کے شمال مشرق مین قادیش کے قریب واقع تھا - اور وہی حجاز کا بیابان ہی - نہ غربی نشیب سینا کا - البتہ ایسا معلوم ہوتا ہی عرب کی ایک قوم جو فاران بن حمیر کی اولاد مین سے تھی اور بنی فاران کہلاتی تھی کسی زمانے مین سینا کے مغرب مین آباد ہوئی اور اس سبب سے وہ مقام فاران مشہور ہو گیا - یہ وہ فاران نہین جسکا ذکر توراۃ مین ہی - (خطبات الاحمدیہ - بتبدیلِ یسیر)

چوتھی بشارت

میرا دوست نورانی - گندم گون - ہزارون مین سردار ہی - اسکا سر ہیرے کا سا چمکدار ہی - اسکی زلفین مسلسل مثل کوے کے کالی ہین - اسکی آنکھین ایسی ہین جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر - وہ دودھ مین دھلے ہوئے نگینے کے مانند جڑی ہین

خانے مین - اسکے رخسارے ایسے ہین جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی - اور چکلی پر خوشبو گھڑی ہوئی - اسکے ہونٹھ پھول کی پنکھڑیان جنسے خوشبو ٹپکتی ہے - اسکے ہاتھ ہین سونے کے ڈھلے ہوئے - جواہر سے جڑے ہوئے - اسکا پیٹ جیسے ہاتی دانت کی تختی - جواہر سے لپی ہوئی - اسکی پنڈلیان ہین جیسے سنگ موسے کے ستون - سونے کے بیٹھکے پر جڑے ہوئے - اسکا چہرہ مانند ماہتاب کے - جوان مانند صنوبر کے - اسکا گلا نہایت شیرین اور وہ بالکل محمدؐ یعنی تعریف کیا گیا ہے - یہ ہے میرا دوست اور میرا محبوب (بیٹیو یروشلم کی) کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵ آیت ۱۰ - لغایت ۱۶ -) اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمانؑ نے خدا کی تسبیح مین گیت گایا ہے اور ایسی مناجات کی ہے - مگر ضرور وہ ایک کسی بڑے شخص قابل تعظیم و ادب کے آنے کے متوقع ہین اور اسکی بشارت دیتے ہین - اور اسکو اپنا محبوب بتاتے ہین - اور اپنے اوس محبوب کی شاعرانہ تعریف کرتے ہین - اور پھر صاف بتاتے ہین کہ وہ میرا محبوب محمدؐ ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - محمد کے معنی تعریف کیے گئے کے ہین - پس حضرت سلیمانؑ نے اپنی مناجات مین اپنے محبوب کی تعریف کرتے کرتے اسکا نام ہی لے لیا - کہ اگر اسکے معنی لو تو وہ بھی ایک لفظ تعریفی ہے - ورنہ وہ صاف صاف نام ہی تو ہے - یہ مقام ایسا ہے جسمین صاف نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا بتا دیا گیا ہے - مگر ہمارے خطبے کے پڑھنے والون کے دلون مین شبہہ جاویگا کہ اگر نام بتانا تھا تو محمدؐ کہا ہوتا محمدیم کیون کہا - مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ عبرانی زبان مین یم اور ہم علامت جمع کی ہے - اور جب کوئی بڑی قدر کا شخص اور عظیم الشان ہوتا ہے تو اوسکے اسم کو بھی جمع بنا لیتے ہین - جیسا کہ خدا کا نام الوہ ہے اسکی جمع الوہیم

بنائی ہے۔ اور اسیطرح بعل جو ایک بت کا نام تھا جسکو نہایت عظیم الشان سمجھتے تھے اوسکی
جمع بعلیم بنائی تھی۔ اور یہی قاعدہ اسم اسورث کا لگایا گیا ہے جو دوسرے بت کا
نام ہے۔ پس اسیطرح اس مقام پر بھی حضرت سلیمانؑ نے بسبب نفیس ہی قدر اور عظیم الشان
ہونے اپنے محبوب کے اسکے نام کو بھی صیغۂ جمع کی صورت مین بیان کیا ہے۔ اور سچ
ہی کہ محمد سے زیادہ کون شخص محمدیم کہلانے کا مستحق ہے۔ پس یہ ایسی بشارت ہے
جسمین صاف صاف نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا گیا ہے۔ خطبات الاحمدیہ

پانچوین بشارت

سب قومون کو ہلادونگا۔ اور حمد سب قومون کا آویگا۔ اور اوس گھر کو بزرگی سے
بھرونگا کہا خداوند خلائق نے۔ کتاب حجی نبی۔ باب ۱۱۔ آیت ۷۔ اس آیت مین
لفظ حمدث جو آیا ہے۔ اس سے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتے ہین۔ کہ ہر قسم کی پاک
چیزون کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی مادے سے محمد اور احمد اور حامد اور محمود ہمارے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نکلے ہین۔ اور اس بشارت مین لفظ حمدث کے کہنے
سے صاف اشارہ ہے کہ جس شخص کے مبعوث ہونے کی اسمین بشارت ہے وہ شخص ایسا ہے کہ اوسکا نام
حمد کے مادے سے مشتق ہے۔ اور وہ کوئی نہین سوائے محمد مصطفے احمد مجتبے صلی اللہ
علیہ وسلم کے۔ عیسائی مذہب کے پادری خیال کرتے ہین کہ یہ بشارت حضرت عیسے
کے مبعوث ہونے کی ہے۔ مگر یہ خیال دو وجہ سے صحیح نہین۔ اول اسیلیے کہ حضرت
متی نے جسقدر بشارتین عہد عتیق مین حضرت عیسیٰؑ کی بیان کی ہین اون سب کو
بالتفصیل آپنے انجیل مین لکھا ہے۔ کیونکہ وہ انجیل عبرانی زبان مین یہودیون کی ہدایت
کے لیے لکھی گئی تھی۔ اور اسی سبب سے تمام بشارتین جو توریت و انجیل و زبور و صحف

انبیا مین تھین حضرت متی نے لکھی تھین - مگر اس بشارت کا ذکر حضرت متی نے نہین کیا اگر یہ بشارت حضرت عیسیٰؑ سے متعلق ہوتی تو ضرور حضرت متی اوسکا ذکر کرتے دوسرے یہ کہ حمد کے مادے سے حضرت عیسیٰؑ کے نام پر کسی طرح اشارہ نہین ہوسکتا - بلکہ یہ اشارہ خاص اوسی شخص کے نام کا ہی جسکا نام اسی مادے سے مشتق ہوا ہی - اور اسی لیے یہ بشارت حضرت عیسیٰؑ کی نہین ہی - بلکہ اوسکی بشارت ہی جسکی نسبت حضرت عیسیٰؑ نے بشارت دی تھی کہ یَأتِی مِن بَعدِی اسمُہٗ اَحمَدُ (آویگا میرے بعد اوسکا نام احمد ہی) - گاڈفری ہینگٹن نے بھی اپنی کتاب مین باستدلال قول ریورنڈ پارک ہرسٹ صاحب کے لکھا ہی کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰؑ کی نہین ہوسکتی - بلکہ اوس شخص کی ہی جسکے آنے کی بشارت خود حضرت عیسیٰؑ نے دی تھی - خطبات الاحمدیہ ۹۸ -

چھٹی بشارت

اور ایک جوڑی سوارون کی دیکھی - ایک سوار گدھے کا - اور ایک سوار اونٹ کا اور خوب متوجہ ہوا - کتاب اشعیا نبی - باب - ۲۲ - اس آیت مین حضرت اشعیا نبی نے دو شخصون کی طرف اشارہ کیا ہی جو خدا کی سچی پرستش کو از سر نو قائم کرینگے - اونمین سے ایک کو گدھے کی سواری کے نشان سے بتلایا ہی - اور اسمین کچھ شبہہ نہین کہ اوس سے حضرت عیسیٰؑ کی طرف اشارہ ہی - کیونکہ جناب ممدوح گدھے پر سوار ہوکر یروشلم بیت المقدس مین داخل ہوئے تھے - اور بلا شبہہ حضرت عیسیٰؑ نے خدا کی سچی پرستش قائم کی - اور یہودیون نے جو مکاری اور دغابازی سے شریعت کے صرف ظاہری احکام کی ریاکاری سے پابندی اختیار کی تھی - اور دلی نیکی اور روحانی پاکیزگی کو بالکل چھوڑ دیا تھا - اوسکو بتایا - اور سچی پرستش خدا کی قائم کی - دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان

سے بتلایا۔ اور اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔ جو عرب کی خاص سواری ہے۔ بچے سے بوڑھے تک اور عالم سے جاہل تک جس سے چاہو پوچھو۔ اونٹ کا نام لیتے ہی عرب کا اشارہ سمجھہ جاویگا۔ اور جب رسول خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مکے مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے اور بلاشبہہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائے واحد کی پرستش قائم کی۔ حضرت عیسےؑ کے بعد جو لوگون نے حضرت عیسےؑ کو خدا کا بیٹا مانا۔ اور تین خدا قائم کرکے پھر تین سے ایک خدا بنایا تھا۔ اور خدائے واحد کی پرستش مین خلل آگیا تھا۔ اوسکو مٹایا۔ پھر نئے سر سے خدا کی سچی پرستش قائم کی اور یون فرمایا۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ[1] أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ۔ ۵۔ سیپارہ ۳۔ سورۂ آل عمران۔ رکوع ۷۔ خطبات الاحمدیہ

ساتوین بشارت دانیالیہ حجریّہ۔

وہ پتھر جسے معمارون نے ردکیا۔ وہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند سے ہے اور ہماری نظرون مین عجیب۔ اسلیے مین تم سے کہتا ہون خدا کی بادشاہت تم سے لے لیجائیگی۔ اور ایک قوم کو جو اسکے پھل لاوے دیجاویگی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چور چور ہوجائیگا۔ پر جسپر وہ گریگا اوسے پیس ڈالیگا۔ متی ۲۱ باب۔ ۴۲ تا ۴۴۔

یہ بشارت خاص نبی عرب محمد مصطفے خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ کسی دوسرے نبی پر ہرگز ہرگز صادق نہین آتی۔

اول کچھہ شک نہین کہ یہان معمار بنی اسرائیل ہین جنکو اسی ۲۱ باب کی ۳۳۔ آیت مین

[1] اے کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمھارے درمیان کی کہ بندگی نکرین ہم مگر اللہ کی ۱۲

باغبان کہا۔ اور کچھہ شبہہ نہین کہ بنی اسرائیل نے بنی اسمٰعیل کو اسحاق سے لیکر آجتک علی العموم رد کیا۔ اور محمد صاحب کے زمانے سے آجتک یہود و عیسائی محمد صاحب کو رد کیا کرتے ہین۔ الّا خدا کے فضل سے وہی بنی عرب کونے کے سرے کے پتھر ہوئے اور بنی اسرائیل کی نظرون مین یہ بات عجیب ہوئی۔

دوم بنی اسرائیل سے۔ ہان جنھون نے مسیح کو مارا اور پیٹا۔ اونسے بادشاہت لی گئی۔ اور دوسری قوم بنی اسمٰعیلؑ کو دی گئی۔ یہ بادشاہت چاہے روحانی لو اور چاہے جسمانی لو۔ دونون طرح بنی عرب پر صادق ہو۔ پاک زمین کی سلطنت۔ اور اس باغ کی باغبانی جسکے بدلے مین بنی اسرائیل موقوف ہوئے۔ جیسا مسیح فرماتے ہین۔ متی ۲۱۔ باب ۴۳۔ آجتک اسی کے قبضے مین ہو۔ خادم الحرمین اوسکے خدام اور اوس جگہہ کے بادشاہ ہین۔

سوم جو اسلامیون پر گرا چور ہوا اور جسپر وہ گرے وہ پس گیا۔ پہلی بات دیکھنی ہو تو غزوہ بدر وغیرہ دیکھلو۔ اور دوسری بات کے واسطے بابل وغیرہ بلاد کی سیر کرلو۔ وہ زناکار بابل وہ کفرستان کن لوگون کی طفیل پس گیا۔

چہارم۔ یسعیاہ نبی اس پیشین گوئی اور بشارت کی ابتدا مین کہتاہو۔ دیکھو یسعیاہ ۲۸۔ باب ۱۳۔ حکم پر حکم حکم پر حکم قانون پر قانون قانون پر قانون ہوتا جاتا۔ تھوڑا یہان تھوڑا وہان۔ تاکہ وے چلے جاوین اور پچھاڑی گرے اور شکست کھاوین۔ اور دام مین پھنسین اور گرفتار ہووین۔ اور یہ باتین صاف صاف قرآن پر صادق آتی ہین۔ جو کہ مکے اور کعبے اور مدینے مین اُترا۔ اور جسکی مخالفت مین بنو نضیر بنی اسرائیل کا گروہ جلاوطن ہوا۔ اور جسکے عناد پر بنو قریظہ جیسے شریر مقتول ہوئے

پنجم - اس بشارت کی مفصل تصدیق دانیال کی کتاب سے ہوتی ہے - اور صاف صاف اسمین غور و فکر کرنے سے اس بشارت کا مصداق (فِدَاہُ اُمِّیْ وَاَبِیْ) ظاہر ہوتا ہے - اور وقت ظہور صاف طور پر کھل جاتا ہے -
قربان ہون اوس پر مان اپ ہمارے ۱۲

اسلیے مین دانیال کی کتاب کا ضروری عمدہ اور خلاصہ مع تفسیر ناظرین کو سناتا ہون

دانیال نے خواب مین ایک مورت دیکھی جسکا سر سونے کا - بازو چاندی کے - رانین تانبے کی - ٹانگین لوہے کی - اور دس ونگلیان لوہے اور مٹی کی ہین - ۲ باب ۳۱ سے ۳۵ دانیال

(۱) سونے کا سر بابل کا بادشاہ ہے - ۲ - باب - ۳۷ - دانیال -

(۲) چاندی کے بازو سے فارسی اور مادی مجموعہ سلطنت مراد ہے - کیونکہ دارا ملوی تھا - ۵ باب ۳۱ - اور خورس فارسی - ۶ باب ۲۸ -

(۳) رانین تانبے کی - ایشیا اور یورپ کا بادشاہ سکندر - ۸ - باب - ۲۱ - اور اسکو ۷ باب مین تندوا چار سر والا کہا - اور یہی سکندر رومی ہے - ۸ - باب - ۲۱ - ذوالقرن نہ قرآن والا ذوالقرنین -

(۴) ٹانگین لوہے کی - ۲ - باب - اور اسی بادشاہت کو ہولناک دس سنگہ والا کہا - دیکھو ۷ باب - غربی اور شرقی رومی سلطنت ہے - جو آخر دس سلطنتون مین منقسم ہوئی - اس سلطنت کو کہا ہے زمین کو نگلے گی - ۷ باب - ۲۳ -

زمین سے زمین شام مراد ہے - یروشلم والی زمین - عبری مین عربی کے مانند معرفے اور نکرے کا امتیاز رہتا ہے - بخلاف اردو کے - یاد رہے لوہے اور مٹی کی دس اونگلیان وہی دس سلطنتین ہین جو بعض قوی اور بعض ضعیف تھین - اس رومی سلطنت کی آخری گیارھوین شاخ ہرقل ہے -

اسی کی نسبت کہا حق تعالےٰ کے مخالف باتین کرتا ہوگا۔ ۷ باب - ۲۵ - اور یہ اسلیے
کہ ہرقل مسیح کو خدا اور خدا کا بیٹا کہتا - اور مریم و مسیح کی پرستش کرتا تھا -
اب اوس شاخ یازدہم کے حق مین کرسیان رکھی گیئن - اور قدیم الایام بیٹھ گیا -
اسکا لباس برف سا سفید تھا - اور اسکے سر کا بال صاف و ستھرا اُون کی مانند
اسکا تخت آگ کے شعلے کے مانند تھا - اور اسکے پہیے جلتی آگ سے مثل تھے -
عدالت ہورہی تھی کتابین کھلی تھین - اور وہ گیارھوین شاخ ماری گئی - ۷ باب - ۹
آیت ۱۳ - مین ہے - ایک شخص آدم زاد کے مانند آسمان کے بادلون کے ساتھ
آیا - اور قدیم الایام تک پونہچا - وے اسے اسکے آگے لائے - اور تسلط اور حشمت
اور سلطنت اُسے دی گئی - کہ سب قومین اور امتین اور مختلف زبان بولنے والے
اسکی خدمت گذاری کرین - اسکی سلطنت ابدی سلطنت ہے جو جاتی نہ رہیگی - اور
اسکی مملکت ایسی ہے جو زائل نہوگی -

اس مقدس آدم زاد اور تسلط اور حشمت والے سلطان کے مخالف کے حق
مین دانیال کے ۷ باب ۲۵ مین ہے - وہ حق تعالےٰ کے مخالف باتین کریگا -
اور حق تعالےٰ کے مقدسون کو تصدیعہ دیگا - اور چاہیگا وقتون اور شریعتون کو
بدل ڈالے - اور وے اسکے قبضے مین دیجائینگی - یہان تک کہ ایک مدت اور
مدتین اور آدھی مدت گذر جائیگی - پھر عدالت بیٹھے گی - اور اسکی سلطنت اس سے
لے لین گے کہ اسے ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کرین - اور تمام آسمان تلے
وہ سارے ملکون کی سلطنت اور مملکت اور سلطنت کی حشمت حق تعالےٰ کے مقدس
لوگون کو بخشی جائیگی - اسکی سلطنت ابدی سلطنت ہے اور ساری مملکتین اسکی بندگی

کریگی اور فرمان بردار ہونگی۔

اس سارے دانیال کے مضمون پر غور کرو۔ ھرقل گیارھوین شاخ کب ہوا نبی عرب کے وقت بنی عرب کا وجود باجود ظاہر ہوا۔ نبی عرب کی سلطنت بلاد شام اور عرب مین ابدی ہوئی۔ ھرقل حق تعالے کی مخالف باتین کرنے والا محمد صاحب کے وقت مدت ایک سال اور ابوبکرؓ کے ایام خلافت مین دو سال اور عمرؓ کی خلافت مین چھہ ماہ تک باہمہ شرارت پاک زمین کے سارے ملکون اور اس زمین کے تمام آسمانون کے تلے رہا۔ پھر عدالت بیٹھی۔ یعنی عمر فاروقؓ کے عہد عدالت مہد مین برباد ہوا۔ اور اسی عدالت کے وقت وہ بات پوری ہوئی جو دانیال ۲ باب ۳۴ مین ہے کہ ایک پتھر بغیر اسکے کہ کوئی ہاتھ سے کاٹ کے نکالے آپسے نکلا جو اس شکل کے پاؤن پر جو لوہے اور مٹی کے تھے لگا۔ اور انھین ٹکڑے کیا۔ تب لوہا اور مٹی اور تانبا اور چاندی اور سونا ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے یہانتک کہ اونکا پتا نہ ملا۔ اور وہ پتھر جسنے اس مورت کو مارا پہاڑ بن گیا۔ اور تمام زمین کو بھر دیا۔ دانیال ۲ باب ۳۴۔

غور کرو وہ پتھر چھوٹا سا کیسا پہاڑ بن گیا۔

وہ پتھر جسسے فارسی بادشاہت اور بابل اور پاک زمین روم تک تباہ ہوئی بتاؤ کون ہے۔ کیا وہ مسیح ہے جس نے یروشلم مین مار کھائی۔ کیا عیسائی مذہب ہے۔ مسیح خود کہتا ہے باغبان جب بیٹے کو سزا دین گے تب وہ پتھر نکلے گا۔ متی ۲۱ باب۔ ۳۳ سے ۳۵۔

غور کرو ھلک کسری فلا کسری بعدہ وھلک قیصر کی تصدیق
ہلاک ہوا کسری پھر بعد اسکے کسری نہین ہے اور ہلاک ہوا قیصر

پاک سرزمین کب ہوئی۔ وہی ہرقل کے وقت۔
دانیال کی کتاب سے اور طور پر بھی وقت کا پتا مل سکتا ہے۔ دیکھو دانیال ۹ باب
۲۴۔ ستّر ہفتے کے بعد شرارت ختم ہوگی۔ اور اوس نبوت پر مہر ہوگی۔ اور اسپر
جو سب سے زیادہ قدوس ہے مسیح کیا جاوے۔ انتہٰی۔
یاد رکھو ایک دن نبوت کا ایک سال ہے۔ پس ستّر ہفتے کے ۴۹۰ سال ہوئے
اس چار سو نوے سال کو آخر زمانہ ختم شرارت کا بتایا۔ مگر ابتداے زمانہ معلوم نہوا
اسلیے آیت ۲۵ سے دانیال نے ابتدائی وقت ظاہر کیا اور مسیح بادشاہزادے
تک کی مدتین بتائین (حضرت مسیح چونکہ داؤد کی اولاد ہین اور داؤد بادشاہ
تھے پس مسیح بادشاہزادے ہوئے۔) اور یہ بھی بتایا کہ وہ قتل کیا جاوے گا۔
مگر مکاشفات ۵ باب۔ ۶ مین گویا ذبح کیا گیا۔ یعنی اصلی ذبح نہین۔ انکے زعم
مین ذبح کیا گیا یا سخت ستایا گیا۔
پھر دانیال ۹ باب ۲۷ مین یروشلم کے غارت کو ذکر کیا۔ اور یہ بھی بتایا
گیا کہ غارت کرنے والے کی ہلاکت اور یروشلم کی غارت ایک وقت مین ہوگی۔ یہان
۱۳ باب یوحنا کے مکاشفات کا قابل غور ہے۔ اور یہ بالکل ظاہر ہے کہ مسیح کے بعد
یروشلم کا غارت کنندہ ۸۰ء مین مرگیا۔ اب ۸۰ کو ۴۹۰ کے ساتھ جمع کیا تو ۵۷۰
ہوئے۔ اور یہی سال پیدایش نبی عرب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کا ہے۔
عیسائی مورخ کہتے ہین کہ یروشلم کی غارت ۷۰ء مین ہوئی۔ عیسائی مورخ
دانیال پر نظر نہین کرتے دانیال صاف لکھتا ہے کہ یروشلم اور اوسکا برباد کنندہ اکٹھے فنا ہونگے

ششم - زبور ۱۱۸ - اور اشعیا ۲۸ باب - اور متی ۲۱ باب کی بشارت - وہ پتھر جسے معمارون نے رد کیا کونے کا سرا ہوا - یہ خداوند سے ہے - اور ہماری نظرون مین عجیب - ضرور ہان ضرور محمد عربی کے حق مین ہے - اسلیے قدیم زمانے مین تصویری تحریر کا عام رواج تھا محسوسات کے اشکال پر اشارات اور کنایات سے گفتگو کرنا مروج تھا عیسائی اس امر کو تسلیم کرتے ہین - چنانچہ بہ ہمین اعتبار یہودیون مین پولا ہلانے کی رسم کو مسیح کا جی وٹھنا خیال کرتے ہین - یوشع کا یردن سے بارہ پتھر اوٹھانا بارہ حواریون کا اشارہ بتاتے ہین - اور مینڈھے کی قربانی کرنا حقیقی برّے کی قربانی خیال کرتے ہین - خصوصًا ان پڑھ قوم کے لیے یہ تصویری زبان نہایت ضروری تھی - اسلیواسطے قدیم زمانے سے بنیّ عرب سے پہلے خاص مکّے مین مکّے کے کونے پر ایک بڑا پتھر جسے حجر اسود کہتے ہین رکھا ہوا تھا - اور اسکو ہاتھ لگانا اور اسے چھونا اور اوس سے ہاتھ ملانا حج مین ضروری رسم تھی - اور اس پتھر کو یَدُ الرَّحْمٰنِ فِی الْاَرْضِ (زمین مین خدا کا ہاتھ ۱۲) کہتے تھے یہ پتھر رسول عربی کے شہر مین گویا رسول خدا کی بشارت تصویری زبان مین تھی - آپ رحمۃ للعالمین اور مظہر اسم رحمٰن تھے - آپکی بیعت رحمٰن سے بیعت تھی - قرآن کلام الٰہی بشارت حجریہ کی نسبت عجیب کنائے اور رمز سے اس پیشین گوئی کیطرف اشارہ کرتا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ - (جو لوگ ہاتھ ملاتے مین تجھسے وہ ہاتھ ملاتے ہین اللہ سے ۱۲)

اور حدیث مین ہے - دیکھیے بخاری اور مسلم -

مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ اَحْسَنَ بُنْیَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ اِلٰی اَنْ قَالَ فَكُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا تِلْكَ اللَّبِنَةُ -

ؔ ۱ میری اور دوسرے نبیون کی مثال ایک عظیم البنیان محل کی مثال ہے کہ ایک اینٹ کی جگہ اوسمین چھوڑ دی گئی - پس مین نے اوس اینٹ کی جگہ کو پورا کر دیا - اور ایک روایت مین ہے کہ مین ہی وہ اینٹ ہون ۱۲ -

اس آیت اور حدیث سے صاف واضح ہے کہ اس پتھر کی بیعت گویا رحمٰن کی بیعت تھی - ایسے ہی رسول کی بیعت بھی رحمٰن کی بیعت ہے - اور رسول خدا ایک اینٹ اسی محل کی ہین جو انبیا کی ذات بابرکات سے طیار ہوئی -

عرب کے لوگ رحمٰن کے نام سے اسیواسطے چونک اوٹھتے ہین - اور جب اونپر اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ (سجدہ کرو خدا کو ۱۲) پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہین - اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا (کیا سجدہ کرین ہم جسکو حکم کرے تو اور زیادہ کرتا ہے اونکو بھاگنا ۱۲) -

ہان محمد عربی کے بعد حجر اسود کی بیعت ضروری نہ رہی جب اصل آگیا تو مجاز اُٹھ گیا - بیشک اس کونے کے سرے والے پتھر کا نتیجہ بہت بڑا ہوا - اور اسکے چھونے سے انبیا کی کتب سابقہ کی تصدیق ہوئی - اسلیے وہ یادگاری کا پتھر بیشک ہمیشہ کے لیے کسی ایسے نشان کا مستحق ہے جو آجتک مسلمان اوسکی نسبت قائم رکھتے ہین - والّا یہ پتھر وہی ہے جسکی نسبت عمرؓ نے کہا اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ[الف] تو تو ایک پتھر ہے جو نفع اور نقصان کچھ بھی پہونچا نہین سکتا - بن گھڑا پتھر اسلیے رکھا کہ بت پرستون کا کام بن گھڑے پتھر سے نہین تھا - بلکہ گھڑے ہوئے سے - اس بات کو مفصّل حج کے اسرار مین لکھین گے یہان اتنا یاد رہے کہ یشوع نے یاردن سے بارہ[۱۲] پتھر لیے اور انکا نشان بنایا - ابراہیمؑ اور یعقوبؑ جہان خدا کو دیکھتے وہان بن گھڑا پتھر اوس بات کی یادگار مین کھڑا کر دیتے - یشوع ۴ باب ۶ - پیدایش ۲۸ باب ۱۸ - پیدایش ۱۲ باب - ۷ -

آٹھوین بشارت

تو بنی آدم مین سے ازحد حسین ہے - اے پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار

[الف] اللہ اللہ کمال توحید ہے کہتے ہین کون عاقل اس صادق قول کو پڑھکر مسلمانون جیسی موحد قوم کی نسبت بُت پرستی کا وہم بھی کر سکتا ہے - ۱۲

حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا۔ امانت اور حلم اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبالمندی پر سوار ہو۔

تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا۔ ۴۵ زبور۔ ۳ و ۴۔

یہ بشارت صاف صاف نبی عرب کے حق مین ہی۔ عیسائیون نے بھی اس امر کو تسلیم کرلیا ہو کہ انبیاے سابقہ مین سے تو کسی کے حق مین نہین۔ اب تصفیہ طلب بات صرف اسقدر رہی۔ کہ عیسائی اس زبور کو مسیح کے حق مین کہتے ہین۔ اور ہم مسلمان کہتے ہین کہ صرف ذات پاک نبی عربی اسکی مصداق ہو۔ اس بات کے فیصلے کے لیے امور ذیل قابل غور ہین۔

(۱) تو بنی آدم مین سے از حد حسین و جمیل ہے۔

سیرت و تواریخ کے جاننے والے اس بات سے ناواقف نہین ہین۔ کہ آنحضرت کے حسن و جمال کی تعریف سے تمام کتابین بھری ہوئی ہین۔ آپ کے معاصرین عرب عربا نے جسقدر اس مادے مین حقیقت و معنی کی داد دی ہو دنیا مین اوسکی نظیر نہین پائی جاتی۔ اور واقعی حقیقی بلا شائبہ مبالغہ آپکا حلیہ مبارک قلمبند کیا ہو۔ مین اسوقت بر خلاف اپنے دلی ارادے کے اپنے قلم کو اس بات سے روکتا ہون کہ وہ سچا فوٹو کھینچنے والے اشعار آپکے حسن و جمال کے وصف کے تحریر کرون جو صحابہ نے کمال ولولۂ قلبی سے اوس ہادی برحق کی نعت مین کہے ہین۔ کیونکہ وہ اسقدر دائر و سائر اور شائع ہین کہ انکار کی گنجایش نہین۔ ہان ایک شعر لکھے بغیر تو مین بھی ہرگز نہین رہ سکتا۔ جو ایک صحابی جلیل الشان کا کہا ہوا ہو۔ اور کس دلی سچی ارادت سے کہا ہو۔

خُلِقتَ مُبرّأً مِن کُلِّ عیبٍ ٭ کَاَنَّکَ قَد خُلِقتَ کَمَا تَشَاءُ[1]

مین صرف اُسی شہادت پر اکتفا کرنا چاہتا ہون جو یورپین فضلا نے طوعاً و کرہاً
اس بارے مین دی ہے۔ گو بقول ع۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب ٭ وہ نبی مداحون
کی مدح اور معرفون کی تعریف سے مستغنی ہے۔ مگر بقول اَلفَضلُ مَا شَہِدَت بِہِ
الاَعدَاءُ۔ غیر قوم کی گواہی اور پھر ثقہ لوگونکی اہل عالم کے طبائع کو مرغوب ہوتی ہے۔
ڈاکٹر ویٹ صاحب لکھتے ہین۔ "محمد عرب کے نہایت عمدہ خاندان اور معزز
قوم مین سے تھے۔ صورت مین شکیل۔ اور طور مین رسیلے۔ اور بے تکلف تھے" ترجمہ
ایالوجی گاڈ فری ہیگنس صفحہ ۸ فقرہ ۱ مطبوعہ بریلی [illegible]۔

جان ڈیون پورٹ لکھتا ہے۔ "نبی عرب۔ آپکی شکل شاہانہ تھی۔ خد و خال باقاعدہ
اور دلپسند تھے۔ آنکھین سیاہ اور رسیلی تھین۔ بینی ذرا اوٹھی ہوئی۔ دہن خوبصورت
تھا۔ دانت موتی کی طرح چمکتے تھے۔ رخسار سرخ تھے۔ اور اونکی تندرستی عیان
تھی۔ آپکا دل آویز تبسم عمدہ اور رسیلی آواز۔ موید الاسلام۔

اڈورڈ گبن صاحب بڑے مشہور مورخ لکھتے ہین۔ آنحضرت حسن مین شہرۂ آفاق
تھے۔ اور یہ نعمت صرف اونھین لوگون کو بری معلوم ہوتی ہے جنکو اللہ تعالے
کی طرف سے عطا نہین ہوئی۔ پیشتر اسکے کہ آپ کوئی بات فرماوین آپ کسی خاص
آدمی یا گروہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا کرتے تھے۔ لوگ آنحضرت کی شاہانہ شکل۔ اور
رسیلی آنکھون۔ اور وضعدار تبسم۔ اور بکھری ہوئی داڑھی۔ اور ایسا چہرہ جو دل
کے ہر ایک جذبے کی تصویر کھینچے۔ اور ایسی حرکت اعضا جو زبان کا کام دے

[1] تو ہر قسم کے عیب سے بری اور پاک پیدا کیا گیا۔ گویا جیسا تو چاہتا تھا ویسا ہی پیدا کیا گیا۔

دیکھکر تعریف کیا کرتے تھے۔ مویدالاسلام۔ صفحہ ۱۸۔

(۲) ای پہلوان تو جاہ و جلال سے اپنی تلوار حمائل کر کے ران پر لٹکا۔

کل دنیا مخالف و موافق پر آشکار ہی۔ کہ احکام الٰہی اور اپنی رسالت کی تبلیغ مین جو ثبات و استقلال جو جلادت و جلال آپنے ظاہر کیا ہی۔ تاریخ عالم اوسکی نظیر سے ساکت ہی۔ اور جس پہلوانی اور شجاعت سے اون بڑے بڑے موانعات کا جو عرب کی تند خو عہدہ جو گرم مزاج وحشی قوم نے آپکی رسالت کی راہ مین ڈالے۔ آپ نے مقابلہ کیا۔ حقیقت مین آپکی صداقت کی بڑی دلیل ہی۔ قطع نظر اون بڑے بڑے واقعات کے جن سے کتب سیر مشحون ہین ایک۔ دو باتون پر غور کرنے کے لیے ناظرین کی توجہ کی درخواست کیجاتی ہی۔ کیونکہ تطویل مضامین ہمارا مقصود نہین ہی۔

اس خطرناک فطرت انسانی کو سخت امتحان مین ڈالنے والے ایک غیر صادق اور جعلساز آدمی کو جگہ سے ہلا دینے والے واقعے پر دھیان کرو۔ اور سوچو اور ذری واردات فطرت انسانی کی تصویر اپنی آنکھون کے سامنے کھینچ لو۔

جسوقت مکّے کے بڑے بڑے سردارون اور رئیسون نے متفق ہو کر حضرت کے چچا اور گارڈین ابو طالب سے درخواست کی کہ وہ آنحضرت کو اس نئے دین کی وعظ سے روک دے۔ یا اوسکی حفاظت سے دستکش ہو جاوے۔ اور ابو طالب نے بھی جسنے نہ چاہا کہ اپنی قوم کو اس شدت اور غیظ و غضب کی حالت مین دیکھے حضرت سے اونکی درخواست منظور کر لینے کو کہا۔ تو کیسی آپکی صداقت ظاہر ہوئی اور کیسی آپکی پہلوانی ثابت ہوئی۔ خوب کھل گیا کہ وہ سچا اولوالعزم نبی جلیل القدر

بناوٹ سے بالکل مبرّا ہی - اسلیے کہ نبی کا نوشتہ پورا ہونا ضرور تھا - ہان آپنے جواب کیا دیا -

اے چچا اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنے ہاتھ مین اور ماہتاب کو میرے بائین ہاتھ مین رکھدین اور مجھے اس کام کے ترک کرنے کو کہین یقیناً یقیناً مین باز نہ رہونگا جب تک خدا کا دین ظاہر نہو یا مین اوسی کوشش مین ہلاک نہو جاؤن -

ایک اور واقعے پر نظر کرو - ایک روز آپ مسجد کے حجرے مین بیٹھے ہوئے تھے اور اوس سے تھوڑی سی دور ایک بڑا بھاری گروہ صناد ید قریش کا تھا اونمین سے عُتبَۃ بن رَبیَعۃ نے (یہ شخص آپکا بڑا بھاری دشمن ہوا ہی) آپ کے قریب آکر عرض کیا - کہ ای بسیر برادر - تو صاحب اوصاف حمیدہ اور عالی خاندان ہی - مگر اب تو نے ہماری قوم مین تخم نفاق بویا ہی - اور ہمارے قبائل مین تفرقہ ڈالدیا ہی - تو ہمارے دیوتاؤن اور دیبیون کی مذمت کرتا ہی - اور ہمارے آباو اجداد کو کافر اور بت پرست بناتا ہی - اب ہم ایک بات تجھسے کہتے ہین خوب سوچکر جواب دے کہ اسکا قبول کرنا تیرے حق مین بہتر ہوگا - آنحضرت نے فرمایا کہ ای ابوالولید کیا کہتا ہی مین تیری بات کو خوب سنونگا - عُتبَہ نے کہا ای بسیر برادر اگر تو اس ادعای رسالت سے مال و دولت حاصل کرنا چاہتا ہی تو ہم تجھکو اتنی دولت جمع کر دینگے کہ ہم مین سے کسی کے پاس نہین - اور اگر تجھکو عزت و وقار حاصل کرنا منظور ہی تو ہم تجھکو اپنا سردار اور رئیس بنالین گے - اور کوئی بات بے تیرے نہ کرین گے اگر تجھکو بادشاہت منظور ہی تو ہم تجھکو اپنا بادشاہ بنائینگے - اور اگر جنون تجھپر غالب آگیا ہی

توہم اطبا کو بلا دینگے - اور اونکو مال دیکر تیرا علاج کرائینگے - جب عتبہ کی یہ تقریر ختم ہوئی
تو آپنے پوچھا یا ابا الولید تیرا کلام تمام ہوا - اوسنے کہا ہان یا محمدؐ آپنے فرمایا اب میری سُن لے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ حٰمٓ ۚ تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۚ كِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۙ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَكۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ۝ وَقَالُوۡا قُلُوۡبُنَا فِيۡۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدۡعُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ وَفِيۡۤ اٰذَانِنَا وَقۡرٌ وَّمِنۡۢ بَيۡنِنَا وَبَيۡنِكَ حِجَابٌ فَاعۡمَلۡ اِنَّنَا عٰمِلُوۡنَ ۝ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ يُوۡحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسۡتَقِيۡمُوۡۤا اِلَيۡهِ وَاسۡتَغۡفِرُوۡهُ ؕ وَوَيۡلٌ لِّلۡمُشۡرِكِيۡنَ ۙ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ كٰفِرُوۡنَ ۝ اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۔ سیپارہ ۲۴ سورۂ حٰم السجدہ رکوع ۱ - [1]

یاد رہے کہ یہ سب ماجرے ایسے وقت مین واقع ہوئے جب آپنے ابتداءً پیغام الٰہی پونہچانا شروع کیا ہے -

مشرکین کی درخواست کا مضمون فقرہ فقرہ اور آنحضرتؐ کا جو ملکوت السمٰوات کے خارق تھے اوس لطیف درخواست پر دست رد مارنا نصاریٰ کے بڑے بڑے مخالفانہ اعتراضون کا حقیقی اور واقعی جواب ہے - جسکی آنکھین دیکھنے کی ہون دیکھے مگر مجھے نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کے فصیح اور پاکیزہ جواب کو بھی لکھدون جو آیات قرآنی کے پڑھنے سے قبل آپنے دیا - وھو ھذا -

---

[1] رحمن رحیم کی جانب سے اترا ہوا - یہ کتاب ہے جسکی آیتین کھلی کھلی ہین قرآن عربی جاننے والے لوگون کے واسطے بشیر و نذیر ہے مین اکثر لوگون نے منہ پھیرا - اور وہ سنتے ہی نہین - اور کہتے ہین ہمارے دلون پر غلاف چڑھے ہوئے ہین تیری اوس بات کی طرف سے جدھر تو ہمین بلاتا ہے - اور ہمارے کان بوجھل ہو رہے ہین - اور تیرے اور ہمارے درمیان اوٹ ہے تو اپنے کام مین لگا رہ ہم اپنے کام مین تو کہدے (ای محمد) مین ایک تمھین سا بشر ہون میری طرف خدا کا پیغام آتا ہے کہ تمھارا معبود واحد ہے اسکی راہ پر سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اوسی سے بخشش مانگو اور بلا کت ان مشرکین کیواسطے جو زکوٰۃ نہین دیتے اور آخرت کے منکر ہین بیشک ایماندار اور نیکوکار کے لیے غیر منقطع اجر ہے ۱۲

فقال لهم رسول الله صلی الله علیه وسلم ما بی ما تقولون ماجئت بما جئتکم
به اطلب اموالکم ولا الشرف فیکم ولا الملك علیکم ولکن الله بعثنی الیکم
رسولا وانزل علی کتابا وامرنی ان اکون لکم بشیرا ونذیرا فبلغتکم رسالات
ربی ونصحت لکم فان تقبلوا منی ما جئتکم به فهو حظکم فی الدنیا والاخرة
وان تردوه علی اصبر حتی یحکم الله بینی وبینکم۔ سیرۃ ابن ہشام مطبوعہ مصر جزو اول صفحہ ١٠١
ناظرین غور کیجیے۔ اور سررشتۂ انصاف کو ہاتھ سے نہ دیجیے کیس عظمت وشان کا یہ جواب ہے
فآمنوا باللہ ورسولہ تفوزوا۔

(١) ایک اور واقعہ سنو جب آنحضرت دوسری بار مکے سے طائف کو جاتے تھے
اور آپکے ساتھ مومنین کی جمعیت تھی تو یک بیک ایک پہاڑی پر سے بنی ہوازن
نے تیر چلانے شروع کر دیے۔ اہل اسلام جو بفراغ خاطر جا رہے تھے۔ جیسا ایسے موقعون
پر ہونا ممکن ہے مضطرب ہو گئے۔ آنحضرت نے بنی ہوازن کو للکار کر فرمایا۔ انا النبی
لا کذب وانا ابن عبد المطلب۔ مین ہی وہ نبی ہون اسمین جھوٹ نہین ہے۔
مین ابن عبد المطلب ہون۔

اس موقع پر ایک لطیف مضمون جسکا لکھنا شاید بیوجہ نہوگا گو سیاق مضمون
رواں سے نسبت بعید کیون نہ رکھتا ہو۔ لکھا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ۔

آنحضرت ہر موسم مین وعظ سنانے کو نکلا کرتے تھے۔ گھر گھر اور قبیلے قبیلے کو
پیغام الٰہی پہونچاتے۔ مثلاً قبائل بنی عامر بن صعصعہ ومحارب و فزارہ وغسان

سلہ آپنے فرمایا جو کچھ تم نے کہا اوسمین سے مجھے کچھ بھی نہین۔ مین تمھارے پاس دین حق اسلیے نہین لایا کہ تمسے مال مانگون اور
نہ مین تمپر کچھ بڑائی اور ریاست و شاہت چاہتا ہون لیکن مجھے اللہ نے تمھارے پاس بھیجا رسول کر کے۔ اور مجھپر ایک کتاب وتاری ہے
اور مجھے امر کیا ہے کہ مین تمھین بشارت اور ڈر سناؤن۔ پس مین نے اپنے ربکے پیغام تمھین پونہچا دیے اور تمھین خیرخواہی کی باتین
سنا دین جو کچھ مین لایا ہون اگر تمنے مان لیا تو دنیا اور آخرت مین تمھاری سعادت ہے اور اگر تمنے اوسے رد کیا تو مین صبر کرونگا جبتک خدا تعالیٰ ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ

وغیرہ وغیرہ کے ہر ایک شریف سے صرف اتنا ہی فرمایا۔

لا اکرہ احدا منکم علی شئ بل ارید ان تمنعوا من یوذینی حتی ابلغ رسالات ربی[1]

ربیعہ بن عباد کہتا ہے۔ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بازار ذی المجاز مین دیکھا کہ لوگون کے پیچھے پیچھے اونکے ڈیرون مین جاتے تھے۔ جابر کہتا ہے آنحضرت لوگون سے کہتے تھے۔ (زرقانی شرح مواہب جلد ا صفحہ ۳۰۳)

ھل من رجل یحملنی الی قومه فان قریشا منعونی ان ابلغ کلام ربی۔[2]

ایک روز قبیلہ بنی صعصعہ کے ایک شخص بیحرہ بن فراس نامی نے آپکو دیکھا۔ اور فر ایزدی اور جلال کبریائی سے جو آپکے بشرۂ مبارک سے عیان تھا متاثر ہوکر کہہ اوٹھا۔

واللہ لو انی اخذت ھذا الفتی من قریش لاکلت العرب[3]

پھر آنحضرت سے مخاطب ہوکر گذارش کی۔

ارأیت ان نحن تابعناك علی امرك ثم اظھرك اللہ علی من خالفك ایکون لنا الامر من بعدك۔[4]

آنحضرت نے اسکے جواب مین فرمایا۔

الامر الی اللہ یضعه حیث یشاء۔[5] (ابن ہشام جلد ا۔ صفحہ ۱۴۸۔)

اس بات کو سنکر وہ شخص کہنے لگا۔

افنھدف نحورنا للعرب دونك فاذا اظھرك اللہ کان الامر لغیرنا لا حاجة لنا بامرك[6]

---

[1] مین کسیکو تم مین سے کسی بات پر مجبور نہین کرتا مین فقط اتنا چاہتا ہون کہ تم لوگ مجھے ایذا پونہچانے والونکو روکدو تاکہ مین اپنے رب کے پیغام پونہچادون۔

[2] کوئی ہے جو مجھے اپنی قوم مین لیجائے کیونکہ قریش نے مجھے میرے رب کا کلام پونہچانے سے روک دیا۔

[3] بخدا اگر یہ قریش کا جوان میرے بس مین ہوتا تو اسکے ذریعے سے سارے عرب کو قابو مین کرلیتا۔

[4] بھلا یہ تو بتلائے اگر ہمنے آپکا ایمان بھی لیا اور خدا نے آپکو مخالفون پر غالب بھی کردیا تو آپکے پیچھے زمام حکومت ہمارے ہاتھ مین ہوگی؟

[5] سب امور اللہ کے دست قدرت مین ہین۔ جہان حکمت سمجھتا ہے دیدیتا ہے۔

[6] کیا ہم آپکی خاطر عرب کے مقابل مین اپنے سینون کو نشانہ بنادین اور پھر جب آپ کامیاب ہون تو امر دوسرون کے سپرد ہو۔ ہمین آپکے امر کی کچھ حاجت نہین۔

اس ذکر کے ایراد سے ہماری صرف یہ غرض ہی کہ آنحضرتؐ کے مشن کی صداقت اور آپکا صرف اعلاے کلمۃ اللہ کو مدنظر رکھنا دنیا پر آشکار ہو۔ اور اوس نور نبوت سے چشم پوشی کرنے والے سوچین کہ کیسی مصیبت اور کسقدر نازک وقت تھا۔ جبکہ امداد کی سخت ضرورت تھی۔ عالم تنہائی اور امر رسالت بیشک رفقا و معاونین کے وجود کا خواستگار تھا۔ ایک بڑی قوم ذرا سے اشارے اور آیندہ کے وعدے پر ساتھ دینے کو طیار اور جان دینے کو موجود۔ مگر اللہ اللہ صداقت اور صفائی دیکھو کہ آپنے کوئی موہوم استقبالی دھوکا دینا پسند نہین کیا۔ ورنہ کیا تھا ذرا سا آسمان کی کنجیون کے دینے کا لالچ دیدیتے کون مرے کون دیکھے (متی ۱۶ باب ۱۸) اور خیالی تختون کے وعدے سے دل لبھا لیتے۔ (متی ۱۹ باب ۲۸) ہم روزمرہ کے تجربے سے اہل عالم کی کارروائی سے مشاہدہ کر رہے ہین کہ کسی شخص کو جب اپنی کاربراری مقصود ہوتی ہی۔ تو کیسے کیسے حیلون اور دھوکون اور کیسے کیسے بالفعل دل خوش کن عدون کو ہتھکنڈا بناتا ہی۔ زمانۂ گذشتہ کے سلاطین کو جانے دو حال کے مہذب یورپین سلطنتون ہی کو دیکھ لو کہ معاملات ملکی مین کن کن خدیعتون اور طمع چالاکیون سے کام نکالتے ہین۔ یہی قدرتی حالات اور بنبستی واقعات ہین جنکو ایک با ایمان منصف پڑھکر یقیناً کہ سکتا ہی کہ بیشک یہ رسول صادق و مصدوق ہی۔

امانت

(۲) عجیب اور فی الحقیقت بے نظیر بات ہی کہ آپ اپنی قوم مین ابتدا ہی مین امین اور مامون کے نام سے پکارے جاتے۔ کل قوم آپکی طرف ایسی عزت اور وقعت کی نگاہ سے دیکھتی تھی کہ عرب کے تاریخ دان اوسے پڑھکر اچنبھے مین رہجاتے ہین

اپنی قوم مین ممتاز اور مشار الیہ ہونا۔ اور اپنے ہمعصرون مین صفات فاضلہ کے لحاظ سے یگانہ سمجھا جانا۔ خصوصاً ایسی قوم مین جسکا پیشہ ہی مثالب شماری اور عیوب گیری ہو۔ اور بچپن ہی سے بڑے بڑے بزرگان قوم اور زعیمان ملت مین فوق العادۃ تعظیم سے یاد کیا جانا طوعاً و کرہاً اس بات کے یقین کر لینے پر اہل انصاف کو مجبور کرتا ہو کہ قدرت خداوندی کا نمونہ اور شان ایزدی اونکے اقوال و افعال کے چہرے سے نمودار تھی۔ بعثت کا زمانہ ابھی دور ہو۔ خدائی جلال کے ساتھ تبلیغ رسالت کرنا ابھی مرحلون پرے ہو۔ کوئی نہین جانتا کہ اس نادر انسان ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب کے کیا مدارج ہونے ہین۔ اور صادق و مصدوق امین و مامون ابھی سے خطاب دیا جا رہا ہو۔ بڑی صاف بات ہو کہ ایک ایسی قوم مین جسکو شخصی کامون ذاتی حسن و قبح۔ اور حسبی نسبی امتیازات پر نظر ہو۔ ضرور تھا کہ خدا ایسے شخص کو مبعوث کرتا جسکے دامن حال پر امور متعارفہ قوم مین سے کسی ایک امر کا دھبا نہ لگ سکے۔ فطرت کا ناقابل انفساخ قاعدہ ہو کہ مُصلح کی وجاہت و وقعت یعنی اوسکا حسب و نسب مین ممتاز ہونا اصلاح قوم مین دخل کلی رکھتا ہو۔ اور خواہی نخواہی ارادت انگیز اثر اور جذب ملت کا دلون مین ڈالتا ہو۔ کل دنیا کے ریفارمرون اور مصلحون کی لائف اسکی شہادت دیتی ہو۔ بنی اسرائیل کس امید مین شب و روز بیکل ہو رہے تھے۔ اونکے دیدۂ انتظار کدھر لگے ہوئے تھے۔ وہ تباہی اور ذلت اور مغلوبیت کی حالت مین کس امید بستہ سے غم غلط کر رہے تھے کہ ایک ذی شان رفیع المکان صاحب امتیازات ہادی اونہین پیدا ہونے والا ہو۔ جسکی شوکت صلابت اور دبدبہ اونکے لیے بڑی قوت بازو ہوگی۔ اب وہ امید بستہ تو پوری ہوئی مگر ایسی دھندلی

اور تاریک شکل مین کہ دیدۂ سفید مشرکان باوجود انتظار بھی اوسے پہچان نہ سکے کہ اونکی عروسِ مرادیہی ہے - وہ شخص موعود جیسا کہاجاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سامان امیرانہ ایسا کہ بعد از وضع حرنی مین رکھا گیا - گمنام نشو ونما پایا - عالم معاملہ مین قدم رکھا تو ابن نجار کہلایا - اور طبعًا قوم کی جانب سے استحقار کی آنکھ سے دیکھا گیا - اور یون بڑا عظیم فائدہ مفقود و نابود ہو گیا - مگر مبارک ہو ھان مرحبا ہو - اوس مولود مسعود کو جسکو قوم نے تمام صفات مختص القوم کا مجموعہ مانا - اسکے عین عالم شباب مین بڑے بڑے پیران قوم کا مرکز و مرجع ہوا -

مکے مین عام دستور تھا کہ جس شخص کے پاس کوئی عجیب او ربیش قیمت چیز ہوتی جسے وہ اپنے پاس محفوظ نہ رکھہ سکتا وہ آنحضرت کے پاس امانت رکھتا - اور اس بات کی یہانتک شہرت ہو گئی کہ قوم کے پیر و جوان کی زبان پر الامین المامون کے سوا آپکی نسبت اور کوئی لفظ ہی نہ آتا - بلکہ عرب کی ایک بڑی مالدار اور بزرگ عورت خدیجہ نے صرف آپکی امانت اور صداقت کی صفت سنکر اپنے مال تجارت کا محافظ آپکو مقرر کیا جس صفت کو کامل طور پر پرکھکر بالآخر وہ برگزیدہ عورت شرف اسلام و رابطۂ زوجیت جناب سے مشرف ہوئی -

اب مین اس امر کے ثبوت کے لیے کہ آپ موافق و مخالف مین الامین والمامون کے نام سے پکارے جاتے تھے چند اشعار کفار مکہ کے نقل کرتا ہون جس سے علاوہ امر مبحوث عنہ کے ایک لطیف فائدہ یہ حاصل ہو گا - کہ کفار و مخالفین باوجود عناد قلبی مذہبی کے آپکی ذاتی وجاہت اور قدوسیت کے کیسے قائل ہین کعب بن زہیر بن ابی سلمی سخت دشمن آپکا تھا - ہمیشہ وہ آپکی ہجو مین اشعار کہکر قوم کو

آپسے منحرف کرتا۔ جب اوسنے سُنا کہ اوسکا حقیقی بھائی بجیرؔ مسلمان ہوکر خاندان نبوی مین داخل ہوگیا ہی تو اوسکو سخت ناگوار گذرا۔ آخر اوسنے بھائی کو یہ اشعار لکھے ؎[1]

اَلَا بَلِّغَا عَنِّیْ بُجَیْرًا رِسَالَۃً	فَهَلْ لَكَ فِیْمَا قُلْتُ وَیْحَكَ هَلْ لَکَا
سَقَاكَ بِهَا الْمَامُوْنُ كَاْسًا رَوِیَّۃً	فَاَنْهَلَكَ الْمَامُوْنُ مِنْهَا وَعَلَّکَا
فَفَارَقْتَ اَسْبَابَ الْهُدٰى وَتَبِعْتَهٗ	عَلٰى اَیِّ شَیْءٍ وَیْبَ غَیْرِكَ دَلَّکَا
عَلٰى مَذْهَبٍ لَمْ تُلْفِ اُمًّا وَّلَا اَبًا	عَلَیْهِ وَلَمْ تَعْرِفْ عَلَیْهِ اَخًا لَکَا

(۳) جیسا ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ کفار عرب نے ملکر ابو طالب کو مجبور کیا کہ وہ آنحضرتؐ کو وعظ توحید سے روک دے۔ اور ابو طالب نے بھی قوم کی رضاجوئی کو مقدم جانکر آپسے باز رہنے کے لیے کہا۔ الا آنحضرتؐ نے اسپر وہ جواب دیا جو ابھی ہم لکھ چکے ہین۔ اسپر ابو طالب نے متاثر ہوکر یہ اشعار پڑھے ؎[2]

وَاللّٰهِ لَنْ یَّصِلُوْا اِلَیْكَ بِجَمْعِهِمْ	حَتّٰى اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِیْنَا
فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَیْكَ غَضَاضَۃٌ	وَاَبْشِرْ وَقَرَّ بِذَاكَ مِنْكَ عُیُوْنَا
وَدَعَوْتَنِیْ وَزَعَمْتَ اَنَّكَ نَاصِحِیْ	وَلَقَدْ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ثَمَّ اَمِیْنَا
وَعَرَضْتَ دِیْنًا لَا مَحَالَۃَ اَنَّهٗ	مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا
لَوْلَا الْمَلَامَۃُ اَوْ حِذَارِیْ سُبَّۃً	لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاكَ مُبِیْنًا

[1] بجیر کو میری طرف سے پیغام پہونچا دو ٭ کیا تو راضی ہی اپنے قول مین افسوس ہی تجھپر کیا تو راضی ہی ٭ تجھے مامون نے اسلام کا سیراب پیالہ پلایا ٭ پھر مامون خود اوس سے ہلاک ہوا اور تجھکو مکرر شراب پلائی ٭ پھر تو ہدایت (خوب ہدایت تھی) کے اسباب چھوڑ اوسکے پیچھے ہولیا ٭ کس بات کی راہ اوسنے تجھے دکھائی۔ اور تو اورون کی طرح ہلاک ہو ٭ جس مذہب پر تو نے اپنے ماں اور باپ کو نہ پایا ٭ اور نہ اپنے کسی بھائی کو اس مذہب پر دیکھا۔ ۱۲

[2] اللہ کی قسم یہ لوگ جبتک مین نہ مرجاؤن تیرے پاس نہ پھٹکینگے ٭ تو اپنے امر کو ظاہر کر دے تجھے کوئی ذلت نہوگی۔ خوش ہو اور اپنا جی ٹھنڈا رکھ ٭ بیشک تو نے ایسا دین پیش کیا جو مخلوقات کے دینون سے افضل ہی۔ اگر ملامت قوم اور بدنامی کا ڈر مجھے نہوتا تو مجھے اس دین کا ماننے اور ظاہر کرنے والا ضرور پاتا ۱۲

ابوطالب کے وہ فقرات جو اوسنے موت کے وقت خطبہ طویل کے بعد کہے قابل غور ہین۔

وَاِنِّیْ اُوْصِیْکُمْ بِمُحَمَّدٍ خَیْرًا فَاِنَّہُ الْاَمِیْنُ فِیْ قُرَیْشٍ وَالصِّدِّیْقُ فِی الْعَرَبِ قَدْ جَاءَنَا بِاَمْرٍ قَبِلَہُ الْجِنَانُ وَاَنْکَرَہُ اللِّسَانُ مَخَافَةَ الشَّنَانِ۔ مواہب اللدنیہ وزرقانی شرح مواہب جلد ۱ صفحہ ۲۵۶۔

غرض ایک مشہور اور دستور عام امر کی نظیرین کہان تک لکھون مضمون طول ہوا جاتا ہو۔ اب آپکے حلم کی چند باتین لکھتا ہون۔

(۱) ابوسفیان نے جو کسی زمانے مین عدو تھا۔ اور جسکا حال ہماری اس کتاب مین کئی جگہ آویگا۔ ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ خفیہ خفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر ڈالے۔ آپ بنی عبدالاشہل کی مسجد مین بیٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ بغل مین خنجر دبائے چلا آتا تھا۔ سامنے سے اوسے دیکھکر الہام الٰہی نے آپکو آگاہ کردیا اور آپنے حاضرین سے فرمایا کہ یہ شخص غدر کے ارادے پرآتا ہو۔ مگر خدائے تعالےٰ اوسکے اور اوسکی مراد کے درمیان حائل ہو یعنی ناکامیاب ہوگا۔ اُسید بن حُضیر صحابی نے آگے بڑھکر اوسکے کپڑے ٹٹولے جھٹ خنجر اونمین سے گر پڑا اسپر بھی رحیم رسول نے ارشاد فرمایا کہ اسکو معاف کردو اور جانے دو۔ شرح زرقانی مواہب اللدنیہ جزو ثانی صفحہ ۲۱۔

(۲) ثمامہ بن اثال۔ ایک رئیس عرب نے جسپر آنحضرت کی کمال عنایات مبذول ہوئی تھی۔ کفار مکہ کی سخت عداوت اور ایذا کو جو وہ آنحضرت کو پونہچاتے تھے دیکھکر یمامہ سے غلے کا مکے مین جانا بند کردیا۔ اسپر کفار مکہ نے آپکو لکھا کہ آپ تو صلہ رحم کا

ل مین تمکو محمد سے اچھا سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہون۔ کیونکہ وہ قریش مین امین ہو۔ اور عرب مین صدیق ہو۔ وہ لیا امر لایا جسکو دل نے تو مانا پر زبان نے بدنامی کے ڈر سے اوسکا انکار کیا۔ ۱۲۔

وعظ فرماتے ہین۔ اور ہماری یہ گت ہو رہی ہو کہ بھوکے مر رہے ہین۔ آنحضرت نے
ثمامہ کو لکھا کہ غلے کی راہ چھوڑ دے۔ شرح مواہب جزو ثانی صفحہ ۱۷۵۔

اللہ اللہ اس سے بڑھکر رحم و حلم کیا ہو سکتا ہو کہ وطن سے نکالنے والون
خون کے پیاسون کے ساتھہ یہ سلوک مرعی ہوتا ہو۔ صدق اللہ عز وجل وَمَا اَرْسَلْنَاکَ
اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ ع جانہا فدائے تو کہ عجب کارسیکنی ؂

(۳) ابتدا اسے حال مین مکے سے نقل کرکے آپ طائف تشریف لے گئے۔
ایک مہینہ بھر وہان قیام کیا اور اشراف قبیلہ ثقیف کو اللہ کی طرف بلایا۔ اون
بدبختون نے شہر کے سفلون اور قلاشون کو آپکے پیچھے لگا دیا۔ اون کمینون نے
گالیان دیں اور پتھر برسانے شروع کیے۔ اور جب آپ چلتے ٹھٹھے مارتے۔ اسطرح
کی سخت ایذا اوٹھا کر آپ اوس شہر سے چلدیے۔ پتھر سے پتھر دل کا کلیجہ بھی سنکر
پانی ہو جاوے اگر اون تمام مصائب کا بیان لکھا جائے۔ اوس وحی الٰہی نے
جو ہمیشہ انبیا کی رفیق باطن رہتی ہو۔ آواز دی کہ اگر تو چاہے تو اس شہر کو زیر و زبر
کردیا جائے۔ آپنے فرمایا۔

بَلْ اَرْجُوْا اَنْ یُّخْرِجَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ اَصْلَابِھِمْ مَّنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ وَحْدَہٗ
لَا شَرِیْکَ لَہٗ[1]۔

عدالت۔ کے معنی ہین افراط و تفریط کو چھوڑ کر میانہ روی اختیار کرنا۔ الہامی اصطلاح
مین۔ ایسے احکام و اصول بیان کرنے جو عملاً قواے انسانی اور اوسکی فطرت
کے مقتضاے حال کے موافق ہون۔ ایسے قیاس در فقیر اند خیالات نہون

[1] نہین مجھے امید ہو کہ خدا انسے ایسے لوگ پیدا کریگا جو اوسی اکیلے خدا کی عبادت کرینگے ۱۲۔

جنکو عملی دنیا نے کبھی ایک لمحہ بھر کے لیے استعمال مین لانے کی کوشش نہین کی۔ اور اگر اونکا دنیا مین معمول ہونا فرض کیا جاوے تو عالم کا کیا حال ہو۔ یقیناً شیرازۂ انتظام عالم درہم و برہم ہو جاوے۔

بناءً علی ہذا۔ مین بڑی جرأت سے کہتا ہون کہ جو اعتدال و عدل اور جو بے مبالغہ روی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت یعنی احکام قرآنی مین ملحوظ ہوئی ہے کسی دوسری شریعت مین نہین۔ اس خطبے مین میرا یہ منشا نہین کہ دوسرے مذاہب کے اصول سے اصول اسلام کا مقابلہ کرون۔ امید ہے کہ ہماری اس کتاب کے متفرق مقامات مین ناظرین اس باب مین اطمینان خاطر کا سامان پائینگے۔ لیکن بہرحال اتنا کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ نصاریٰ کی اس بارے مین نظر کدھر جاتی ہے۔ عیسائیون کی سادہ لوحی یا تجاہل دیکھکر ہمین سخت افسوس آتا ہے۔ جب حضرت مسیحؑ کی ایک دو صوفیانہ متونؑ کو یا چند ایک فقیرانہ خیالی تمثیلون کو قرآن جیسی متین کتاب کے جلال و جمال آمیز اصول کے مقابل پیش کرتے ہین۔ بیشک ایسی باتین کانون کو بہت اچھی لگتی ہین۔ اور بادی الحال مین ایک خیالی شعر کے مانند سامعین اونپر اہا ہا اور واہ واہ کا قہقہہ لگاتے ہین۔ مگر اتنا تو بتاؤ اور خدا کے لیے انصاف سے کہو کہ یہ تعلیمین کبھی عمل مین بھی آئین۔ یا انکو عمل مین لانے کی کبھی کسی زمانے مین کوشش کی گئی۔ حضرت مسیح ایک مفلوک الحال آدمی تھے۔ استعلا کی آرزو تو نہایت تھی۔ مگر اسقدر سامان نہ ملا۔

بنی اسرائیل جیسی متکبر بددماغ قوم کے مقابل مین اگر ایسے احکام کی تعلیم نہ دیتے تو کیا کرتے۔

لہ جو کوئی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے دوسرا اوسکے آگے کردے۔ اور اگر تیرے پاس آ چکے کھانے کے لیے ہے تو کل کی فکر نکر وغیرہ وغیرہ ۱۲

(۵) تیرا دہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھائیگا۔

ان ہیبت ناک کامون سے انکار ہو تو بنی قریظہ کی روحون سے پوچھلو بنو نضیر کے بقایا سے دریافت کرلو۔ یہ وہی یہودی ہین جنھون نے بقول آپکے مسیح کو مار ڈالا۔ اور آخر اوس فارقلیط احمد محمدؐ کے ہیبت ناک ہاتھ سے سزایاب ہوئے کسری اور قیصر کے ناپاک آثار پاک زمین مین تلاش کرو۔

حضرت مسیح کی بابت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین۔ بات صاف ہی۔ آپکے حسن جمال کی نسبت اندرونہ بائبل صفحہ ۷۶ ادیکھلو۔ کرایسٹ ظاہر خوبی سے معری تھے جیسے کرشن دیو کالے رنگ کے حقیر تھے۔ پہلوانی اور تلوار باندھنا۔ گرفتاری۔ اسیری۔ تباہی۔ گریز۔ اختفا۔ کافی شہادتین ہین۔ عیسائی لوگ بیدار ہو جاوین کہ وہ زمانہ نہین رہا کہ ان امور کی تاویل اور تحریف سننے کے قابل سمجھی جاوے اعتقاد سے اور سادہ پنی سے انجیل کی صاف صاف باتون کو ایہ پھیر کرکے خوش ہوجاؤ۔ مگر یاد رکھو کہ حقیقۃ الامر کو کوئی بدل نہین سکتا۔ علوم حکمیہ کی اشاعت نے سب قلعی انجیلی تعلیم کی کھولدی ہی۔ یوروپ کا حال ملاحظہ کرلو۔

بشارات انجیلیہ

یوحنا باب ۱۔ ۲۰

جب یہودیون نے یروشلم سے کاہنون اور لاویون کو بھیجا کہ یوحنا سے پوچھین کہ تو کون ہی۔ اوسنے اقرار کیا اور انکار نکیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ مین مسیح نہین ہون۔ تب اونھون نے اوس سے پوچھا تو اور کون ہی۔ کیا تو ایلیاس ہی۔ اوس نے کہا مین وہ نہین ہون۔ اونھون نے کہا آیا تو وہ نبی ہی[۱]

[۱] یاد رہے کہ وہ نبی پر ریفرنس مین استثنا باب ۱۸ ورس ۱۷ او ۱۸ کا حوالہ دیا ہی۔ اور اسکو ہم اللہ تعالی کی مدد سے بخوبی ثابت کر آئے مین!!

ان اوپر کی آیتون سے تین پیغمبرون کا ذکر ثابت ہوتا ہی - ایک حضرت الیاس کا اور دوسرے حضرت عیسیٰ کا - تیسرے اوس پیغمبر کا جو علاوہ حضرت علیسیٰ کے ہونے والا تھا - یہودی یقین کرتے تھے پیغمبر الیاس کو جنکو مسلمان خضر کہتے ہین - کہ وہ مرے نہین - بلکہ صرف انسان کی نظرون سے غایب ہوگئے ہین - اور یہودیون کو حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ یقین تھا اور اب بھی ہی کہ وہ کسی نہ کسی دن آوینگے - لیکن اون آیتون سے معلوم ہوتا ہی کہ علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنے کی بھی امید رکھتے تھے - اور وہ پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجاے نام کے صرف اشارہ ہی اوسکے بتانے کو کافی تھا - جیسے کہ ہم مسلمان بھی پیغمبر کے نام جگہ صرف آنحضرت اشارے مین لکھتے ہین اور بولتے ہین -

اور یہ مشہور پیغمبر کون ہو سکتا ہی بجز اوسکے کہ جسکے سبب خداے نے ابراہیم و اسمعیل کو برکت دی - اور جسکی نسبت خداے تعالے موسیٰ سے کہا کہ تیرے بھائیون مین تجھسا پیغمبر پیدا کرونگا - اور نسبت حضرت سلیمان نے کہا - میرا محبوب سرخ و سفید سب مین کیا گیا محمدؐ ہی یہی میرا مطلوب اور یہی میرا محبوب ہی - اور جسکی نسبت یحییٰ نبی نے فرمایا کہ محمد سب قومون کا آویگا - اور جسکی نسبت حضرت علیسیٰ نے فرمایا میرا جانا ضرور ہی تا کہ فارقلیط آوے - اب مین نہایت مضبوطی سے کہتا ہون کہ یہ نامی اور مشہور پیغمبر حضرت محمدؐ ہین - واللہ حضرت محمد ہین صلی اللہ علیہ وسلم - منقول از خطبات الاحمدیہ -

بشارت یوحنا باب ۱۲ - ۴۷ -

اگر کوئی شخص میری باتین سُنے اور ایمان نہ لاوے تو مین اوسپر حکم نہین کرتا کیونکہ مین اسلیے نہین آیا - کہ جہان پر حکم کرون - بلکہ[1] اسلیے کہ جہان کو بچاؤن - وہ جو مجھے رد کر دیتا اور میری باتون کو قبول نہین کرتا - اوسکے لیے ایک حکم کرنیوالا ہے

مرقس ۱۶ باب ۱۶ - جو ایمان نہین لاتا اوسپر سزا کا حکم کیا جائیگا - قرآن اور محمدؐ صاحب کی چال چلن نے تمام دنیا پر آشکارا کر دیا - کہ یہ بشارت خاص محمدؐ عربی رسول امین کے حق مین ہی -

لِتَحْكُمَ[2] بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰىكَ اللّٰهُ - سیپارہ - ۵ - سورۂ نسا - رکوع ۱۶ -
وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ - سیپارہ ۶ - سورۂ مائدہ رکوع ۷ -
فَلَا[3] وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ - سیپارہ ۵ - سورۂ نسا - رکوع ۹ -

اور دیکھو رسولؐ عربی کا چال چلن - یہود ان بنی نضیر ۱ - بنو قریظہ کا عدول حکمی مین کیا حال کیا - مسیحؑ کے منکرون سے کیسے انتقام لیے - مرقس سے معلوم ہوتا ہی کہ مسیحؑ فرماتے ہین - منکرون پر سزا کا حکم کیا جاویگا - اب یہ حکم خود تو نہین کر سکتے تھے - کیونکہ وہ بقول ۱۲ باب یوحنا حکم نہین کرتے - اور رومی بھی ایسا مصداق نہین ہو سکتے - کیونکہ وہ اوسوقت بت پرست اور کافر خدا کی نافرمان قوم تھے - وہ خدا کی طرف سے حکومت کا عہدہ لینے کے قابل نہین تھے - علاوہ انپر روح القدس کا نزول اور خدا کی وحی ممکن نہین تھی -

---

[1] سبحان اللہ یروشلم کو ٹیٹس کے بھیس مین آکر خوب بچایا -
[2] تاکہ تو حکم کرے لوگون مین اوس چیز سے جیسے اللہ نے تجکو بتلایا ہی اور حکم کر تو اونمین اوس چیز سے جو اللہ نے اُتاری ہی تیری ؀
[3] قسم ہی تیرے پروردگار کی وہ لوگ ایمان والے نہونگے جبتک تجھکو اپنے جھگڑون مین حاکم نہ کرینگے - ۱۲

صاف معلوم ہوتا ہو کہ یہ بشارت اوس نبی کی نسبت ہو جو موسیٰؑ کے مثل صاحب حکومت و احکام و صاحب شریعت حضرت مسیحؑ کے بعد آنے والا ہو۔ مبارک ہین وہ لوگ جو اس صاحب شریعت رؤف ورحیم حاکم کے مطیع ومنقاد ہوئے۔ کہ جسمانی اور روحانی دونون قسم کے فیضون سے بہرہ یاب ہوئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

نوین بشارت باغ

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ۝ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ۝ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ۝ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا ۝ سیپارہ ۱۵ سورۂ کہف رکوع ۵
اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ۔ سیپارہ ۱۷ سورۂ انبیا رکوع ۱

یہ پیشین گوئی اور بشارت بہ نسبت محمد صاحب صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو۔ انجیل یہ بشارت نہایت تفصیل سے موجود ہو۔ وہ بڑا باغ اور بنی اسرائیل کا تاکستان یروشلم ہو۔ بنی اسرائیل اپنے ناپاک گھمنڈ مین اپنے بھائی بنی اسمٰعیل کو ہمیشہ حقیر و ذلیل جانتے رہے۔ اور اپنی باغبانی کے (بقول مَاۤ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖۤ اَبَدًا) لازوال ہونے کا یقین کرتے رہے۔ حضرت مسیحؑ نے انکو آگاہ کیا اور یا تمھاری باغبانی جاتی رہیگی۔ اب نیا افسر اور نئے باغبان آنے والے ہین

کہہ بیان کر واسطے اونکے مثال دو مرد کی کہ کیے ہمنے واسطے ایک کے اونمین سے دو باغ انگوروں کے اور گھیر لیا ہمنے اون دونون کو ساتھ کہجور کے اور کی ہمنے درمیان اون دونون کے کھیتی۔ دونون باغون نے دیا میوہ اپنا اور نہ کم کیا اوسمین سے کچھ اور بہادی ہمنے درمیان اون کے نہر اور تھا واسطے اوسکے میوہ پس کہا اوسنے واسطے ہمنشین اپنے کے اور وہ سوال جواب کرتا تھا اوس سے مین زیادہ تر ہون تجھسے مال مین عزت والا ہون آدمیونکر اور داخل ہوا باغ اپنے مین اور وہ ظلم کرنے والا تھا جان اپنی پر کہا کہین نہین گمان کرتا ہون کہ ہلاک ہو وے یہ باغ کبھی ۱۲
دیکھ آیا نزدیک واسطے لوگون کے حساب اونکا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیر رہے ہین ۱۲۔

اگر تمنے ان نئے باغبانون پر حملہ کیا تو چور ہو جاؤ گے۔ اور اگر وہ تمپر گرے پس جاؤ گے
اس بشارت مین حضرت مسیح کی تفصیل سنو۔ متی ۲۱ باب ۴۳۔ مرقس ۱۲ باب ا
لوقا ۲۰ باب ۹۔

پھر لوگون سے یہ تمثیل کہنے لگا۔ کسی نے ایک انگور کا باغ لگا کے اسے
باغبانون کے سپرد کیا۔ اور مدت تک پردیس جا رہا۔

تفسیر۔ باغ لگانے والا وہی خداوند بنی اسرائیل ہی۔ یسعیا۔ ۵۔ باب ۔ ۲۔ ۳۔
انگور بنی اسرائیل کی قوم ہی۔ ۸۰۔ زبور۔ ۹۔ تاکستان یروشلم ہی۔ غزل الغزلات ۸
۱۲۔ یسعیا۔ ۵ باب ۔ ۳۔ ۵۔ ۷ قرآن بھی کہتا ہی۔ جعلنا لاحدہما جنتین
من اعناب۔ یاد رکھو مالک کے آنے تک دیر ہی۔

اور موسم پر ایک نوکر کو باغبانون کے پاس بھیجا۔ تاکہ وے اس انگور کے باغ
کا پھل اوسکو دین۔ لاکن باغبانون نے اوسکو پیٹ کے خالی ہاتھ پھیرا۔
تفسیر۔ دیکھو یرمیاہ۔ ۲۷ باب ۔ ۱۵۔ و ۳۸۔

پھر اوسنے دوسرے نوکر کو بھیجا۔ اونھون نے اوسکو پیٹ کے اور بے عزت
کر کے خالی پھیرا۔
تفسیر۔ یہ شخص اوریا تھا۔ یرمیاہ ۔ ۲۶۔ باب ۔ ۲۳۔ یہ اسلیئے کہ متی ۲۱ باب ۳۵ مین
مار ڈالنا لکھا ہی۔

پھر اسلیئے تیسرے کو بھیجا اونھون نے گھائل کر کے اوسکو بھی نکالدیا۔
تفسیر۔ ۲۔ تاریخ۔ ۲۴۔ باب۔ ۲۱۔

تب باغ کے مالک نے کہا کیا کرون۔ مین اپنے پیارے بیٹے (یہ مسیح ہین) کو

بھیجونگا۔ شاید اوسے دیکھکر دب جاوین۔ جب باغبانون نے اوسے دیکھا۔ آپس
مین صلاح کی اور کہا۔ یہ وارث ہی۔ آؤ اسکو مار ڈالین۔ میراث ہماری ہو جاوے
تب اوسکو باغ کے باہر نکالکر مار ڈالا۔ اب باغ کا مالک انکے ساتھہ کیا کریگا۔ وہ آویگا
اوران باغبانون کو قتل کریگا۔ اور باغ اورون کو سونپے گا۔

تفسیر۔ مرقس۔ ۱۲ باب۔ ۶۔ اب اوسکا ایک ہی بیٹا تھا۔ جو اوسکا پیارا تھا۔ بیٹے
کا لفظ یہان بمعنی صلح کار کے لیا ہی۔ بیٹے کا لفظ کتب مقدسہ مین وسیع معانی کے
ساتھہ مستعمل ہے۔ بیٹے کے حقیقی معنی باپ کے نطفے اور اوسکی جورو کے رحم سے
پیدا ہونے والے کے ہین۔ عیسائیون کے نزدیک بھی یہ معنی صحیح نہین۔ رہے
مجازی معنی بیٹے کے وہ وسیع ہین۔ ہمنے حسب حال صلح کار لیے۔ متی ۵ باب ۹۔
مبارک وے جو صلح کار ہین۔ کیونکہ خدا کے فرزند کہلا وینگے۔ اور مسیح صلح کا شاہزادہ
ہی۔ یسعیا۔ ۹ باب ۶۔ حسب بیان مرقس ایک ہی بیٹے رہگئے۔ بنی اسرائیل مین کامل
صلح مسیح مین تھی۔ اور اسی سے بنی اسرائیل کے گھرانے کی نبوت و رسالت کا
خاتمہ ہوگیا۔ خدا کے فرزند کا محاورہ دیکھنا ہو تو دیکھو مبحث الوہیت مسیح۔ وہان
ثابت کیا ہی حسب محاورۂ کتب مقدسہ فرشتے خدا کے بیٹے ہین۔ ایوب۔ ۱۔ باب ۶
اور انبیا اوسکے بیٹے۔ ایوب ۳۸ باب۔ ۷۔ اور بدکار خدا کے بیٹے۔ یسعیا ۳۰ باب ۱
سب فرزند۔ یوحنا۔ ۱۱ باب۔ ۲۵۔

اب مار ڈالا کی تحقیق سُن لو۔ یہان سخت ایذا کو مار ڈالنا کہا ہی۔ کیونکہ مکاشفات
۵ باب ۶ مین ہی۔ گویا ذبح کیا۔ یہودی کہتے ہین ہمنے مسیح کو قتل کر ڈالا۔ قتل کے
تو عیسائی بھی منکر ہین۔ پر قرآن کا مسیح کے قصے مین یہ کہنا مَا قَتَلُوْہُ بالکل سچ ہی

اور بعض یہود کہتے ہین ہمنے صلیب دی۔ اور یہ بھی غلط ہے۔ اوس زمانے کی سولی یہ نہ تھی۔ جیسے اسوقت ہوتی ہے۔ بلکہ آدمی کو کسی لکڑی پر ٹانگ دیتے تھے۔ اور مصلوب بھوکھا پیاسا ایذائین پا تا مدت کے بعد مرجاتا تھا۔ اگر جلدی اوتارتے تو ہڈیان توڑ ڈالتے۔ حضرت مسیح جلد اوتارے گئے۔ مسیح کی ہڈیان توڑی نہین گئین۔ پس قرآن کا یہ کہنا وَمَا صَلَبُوْهُ بالکل سچ ہوگیا۔

عربی مین مصلوب اوسیکو کہتے ہین۔ جسکی پیٹھہ کی ہڈی توڑی جاوے۔ دیکھو قاموس لغت صلب۔ اور مسیح ہڈی توڑنے سے محفوظ رہے۔ دیکھو یوحنا ۱۹ باب ۳۳۔ بات یہ ہے۔ حاکم مسیح کا حامی تھا۔ دیکھو اوسنے ہاتھہ دھوئے اور کہا۔ مین اس راستباز کے خون سے پاک ہون۔ متی۔ ۲۷ باب۔ ۲۴۔ حاکم کی عورت حامی اور مددگار تھی۔ خصم کو کہتی ہے مجھے اس راستباز سے کام نہو۔ متی ۲۷ باب ۱۹۔ صوبے دار اور یسوع کے نگہبان بھی حامی اور وہمی تھے۔ اور پھر عیسائی۔ متی ۲۷۔ باب۔ ۵۴۔ یوسف نام ارمتیہ کا دولتمند۔ سانیڈرم مجلس شاہی کا ممبر بھی حامی متی ۲۷۔ باب۔ ۵۷۔ اور شاگرد منتظر بادشاہت تھا۔ مرقس ۱۵ باب۔ ۴۳۔ لوقا۔ ۲۳۔ باب۔ ۵۰۔ یہود کے خوف سے خفیہ رہتا۔ یوحنا۔ ۱۹ باب۔ ۳۸۔ اس شخص نے لٹکانے کے چند گھنٹے کے بعد جب اندھیرا ہوا بادشاہ سے کہا یسوع مرگیا ہے۔ لاش مجھے مرحمت ہو۔ پلاطس حاکم نے تعجب کیا کہ ایسا جلد کیونکر مرا۔ مرقس ۱۵ باب۔ ۴۴۔ مسیح کے مرنے مین پلاطس حاکم کو تعجب ہے کیسے مرا۔ اور یوسف اور صوبے دار معتقد گواہ ہین۔ اور یہود بیچارے سبت کے بکھیڑے مین موجود ہی ہین۔ قبر مین رکھا اور مٹی کی مُہر کی۔ اور کوئی محافظ اوسوقت نہ تھا۔

خیر خواہ اپنے خاکسار کو نکال لے گئے۔ بیشک مسیح مردہ یہودیون سے جی اوٹھے ابدی زندگی مین جلال پا گئے۔ آیت دار کو حفاظت شروع ہوئی۔ پس صاف آشکارا ہے۔ وہ نے گنا ہ بچگئے۔ اسیواسطے قرآن کا کہنا۔ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ بالکل راست ہے۔ یا انجیلی محققون کے طور پر کہتے ہین آپکی ہڈیان نہین توڑی گئیں۔ ویسے ہی مرگئے۔ بے ایمان یہودی اسی بات پر یقین رکھے اور کہے گئے ہمنے مسیح کو مارڈالا۔

وَقَوْلِهِمْ[1] اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ۔

وَاِنْ[2] مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔ سیپارہ ۶۔ سورۂ نسا۔ رکوع ۲۔

بات دور چلی گئی ان باغبانون[3] نے اپنے آخری نبی راستباز صلح کار کو اپنے زعم مین قتل کیا۔ مارڈالا۔ بنی اسرائیل کے سارے نبی خدا کے پلوٹھے تھے۔ اور مسیح آخری پلوٹھے۔ اب باغ اور ونکے سپرد ہوا۔ باغ تو یروشلم تھا پہلے اسکے باغبان بنی اسرائیل مین سے رہے۔ انکی بے ایمانی سے اب وہ باغ بنی اسمٰعیل کے سپرد ہوا۔ ماجوج دراز گوش کہتے ہین وہ آخری آچکے۔ اب محمد کون ہے۔ عقل والو

---

[1] اور کہنا یہودیون کا کہ ہم لوگون نے عیسیٰ مسیح رسول اللہ مریم کے بیٹے کو قتل کیا اور اون لوگون نے نہ مارا اوسکو اور نہ سولی پر چڑھایا اونکو لیکن قتل اور سولی دینے کا شبہہ ہوا اونکو۔ اور بیشک جن لوگون نے اختلاف کیا ہے آپ مین وہ اسکے شک مین ہین اور اون لوگون کو اسکا کچھ بھی یقینی علم نہین ہے۔ مگر گمان کی پیروی۔ اور نہ مارا اور مرا وہ یقین۔ بلکہ اللہ نے اوسکو اپنی طرف اوٹھا لیا۔ ۱۲

[2] اور نہین کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لاویگا ساتھ اوسکے پہلے موت اوسکی کے اور دن قیامت کے ہو گا اوپر اونکے گواہ ۱۲

[3] بنی اسرائیل کو خدا نے مصر سے لاکر یروشلم مین آباد کیا۔ اور اونمین انبیا و رسل بھیجے۔ یسعیاہ ۵ باب۔

سو چو انجیل مین لکھا ہی مالک باغ باغ اور ون کو سپرد کریگا آخر کہان آچکے - معاملہ ختم نہین کبھی پہلے بنی اسمٰعیل اسکے مالک ہوئے - اب تیرہ[۱۳] سو برس سے مالک ہین یہود اور عیسائیون کے لیے عہدہ باغبانی نہین رہا - باغ کا نام بھی بدل گیا - یروشلم سے بیت المقدس بنا -

متی اس نئی قوم کے حق مین کہتا ہی - وہ موسم پر پھل دینگے - متی ۲۱ - باب - ۴۱ - اور عرب مین حج کے ایام کو موسم کہتے ہین - پھر لوقا ۲۰ باب ۱۶ - ۱ انھون (بنی اسرائیل) نے یہ سنکے کہا ایسا نہو تب اسنے انکی طرف دیکھ کے کہا پھر وہ کیا ہی جو لکھا ہی کہ وہ پتھر جسے راجگیرون نے رد کیا وہی کونے کا سرا ہوا ہر ایک جو اس پتھر پر گرے چور ہوگا - اور جسپر وہ گرے اوسے پیس ڈالیگا - اور متی ۲۱ باب ۴۳ - اسیلیے مین تمھین کہتا ہون خدا کی بادشاہت تم سے لیجاویگی - اور ایک قوم کو جو اسکے پھل لاوے دیجاویگی - یاد رہے بنی اسرائیل صرف روحانی بادشاہ نہ تھے - بلکہ روحانی اور جسمانی - عیسائی منصفو یہ پتھر وہی ہی جسکو دانیال نے دیکھا - اور وہ پھر پہاڑ بن گیا[۱] دانیال ۲ باب - ۴۴ - جو اسپر گرا چور ہوا اور جسپر وہ گرا اوسے پیس ڈالا - جہاد پر اعتراض نکرنا -

قدیم زمانے مین تصویری زبان کا بڑا رواج تھا - اسی خیال پر عیسائیون نے موسوی رسومات کو صرف نشان قرار دیا ہی - مثلاً کہتے ہین قربانی توریت مسیح کی قربانی کا نمونہ تھی - گو جانور خاموش جان دیتا ہی اور مسیح نے ایلی ایلی پکارتے جان دی - ظاہری طہارتین اصلی طہارت کا نمونہ تھین - پولا ہلانا مسیح کا جی اوٹھنا تھا - یوشع نے بارہ پتھر اوٹھوائے اور بقول عیسائیون کے[۲] وہ بارہ حواریون کا گویا نشان تھا -

---

[۱] اعمال ۲۳ باب - ۱۰ - [۲] افرتی ۱۵ باب ۲۰ -

یوشع ۲۴ باب - ۶ - وغیرہ وغیرہ - اب سوچو - حجر اسود کے مین کونے کا پتھر تھا - اور اسلام سے پہلے سالہا سال کا موجود - لوگ اسے چومتے اور اسکے ساتھ ہاتھ ملاتے تھے - گویا یہ پتھر کونے کا سرا کہے مین تصویری زبان مین کتب مقدسہ کا یہ فقرہ تھا - وہ پتھر جسے معمارون نے رد کیا وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوا - عرب اُمّی محض تھے اور صاحب کتاب نہ تھے انکے لیے بجاے کتاب یہی پتھر گویا کلام الٰہی تھا - اس پتھر کو عرب یمین الرحمن کہتے تھے - اب جو اصل آگیا اور اسکی منزلہ کتاب مین اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ[1] کا فرمان اُترا - عرب چونک وٹھے اور کہنے لگے وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا[2] - سیپارہ ۱۹ سورۂ فرقان رکوع ۵ اسکے تشریف لاتے یروشلم کی باغبانی بنی اسرائیل سے چھین گئی - جو اسپر گرا چور ہوا جسپر وہ گرا پیس گیا - یہ پتھر کونے کا سرا نہ تو مسیح ہین کیونکہ مسیح نے اسکے ظہور کے لیے اپنے بعد کا زمانہ بتایا - دیکھو لوقا - ۲۰ باب ۱۶ - متی ۲۱ باب ۴۳ - دانیال ۲ باب ۳۴

بشارت

اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ[3]

اس بشارت کو یوحنا نے اپنی انجیل مین لکھا ہے - دیکھو یوحنا ۱۴ باب ۱۵ - ۱۷ - ۱۶ - میرے کلمون پر عمل کرو مین اپنے باپ سے درخواست کرونگا - اور وہ تمھین دوسرا تسلی دینے والا بخشیگا - کہ ہمیشہ تمھارے ساتھ رہے -

---

[1] جو لوگ ہاتھ ملاتے ہین تجھسے وہ ہاتھ ملاتے ہین اللہ سے ۱۲ - یہ آیت سیپارہ ۲۶ - سورۂ فتح - رکوع ۱ مین ہے -
[2] رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگین ہم جسکو تو فرماویگا - اور بڑھتا ہے انکا بھاگنا - ۱۲
[3] اور جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل مین بھیجا آیا ہون اللہ کا تمھاری طرف سچا کرتا اوسکو جو مجھسے آگے ہے توراہ اور خوشخبری سناتا ایک رسول کی جو آویگا مجھسے پیچھے اوسکا نام ہے احمد - ۱۲ - یہ آیت سیپارہ ۲۸ - سورہ صف - رکوع ۹ مین ہے -

قرآن نے کہا ہی مسیح نے احمدؐ کی بشارت دی - اور یہ بشارت نبی عرب نے عیسائیون کے سامنے پڑھ سُنائی اور کسیکو انکار کرنے کا موقع نہ ملا - زمانہ دراز کے بعد جب قرآنی محاورات سے بے خبری پھیلی پادریون نے کہدیا یہ بشارت انجیل مین نہین پیشتر زمانے مین اناجیل کے باب اور درس نہ تھے - والا پرانے اہل اسلام نشان دیتے فارقلیط اور پرکلیٹاس یا پرکلیٹوس پر بڑی بحثین ہوئی ہین - مین کہتا ہون یوحنا ۱۴ باب ۱۵ مین ہی دوسرا تسلی دینے والا - اور عرب کی کتب لغت مین حمد کے مادے مین دیکھ جاؤ - العود احمد - دوسرے آنے والے کو احمد کہتے ہین - اور یہ بات بطور مثل عرب مین مشہور و معروف تھی - یہ بشارت قرآنیہ یوحنا ۱۴ باب ۱۵ کے بالکل مطابق ہی - کیونکہ یوحنا ۱۶ باب ۱۲ - میری اور بھی بہت سی باتین ہین کہ مین تمھین کہون - پر اب تم اسکی برداشت نہین کر سکتے - لاکن جب وہ روح حق آوے تو وہ تمھین ساری سچائی کی راہ بتادیگی - اس لیے کہ وہ اپنی نہ کہے گی - لاکن جو کچھ وہ سُنیگی سو کہیگی - اور تمھین آیندہ کی خبرین دیگی - اور وہ میری بزرگی کریگی - اسلیے کہ وہ میری چیزون سے پاویگی اور تمھین دکھلائیگی - سب چیزین جو باپ کی ہین میری ہین - اسلیے مین نے کہا کہ وہ میری چیزون سے لیگی اور تمھین دکھاویگی - یوحنا ۱۶ باب ۱۲ -

لاکن فارقلیط روح القدس وہ جسے مین باپ کی طرف سے بھیجونگا - روح حق جو باپ سے نکلتی ہی آوے تو وہ میرے لیے گواہی دیگی - اور تم بھی گواہی دوگے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو - مین نے تمھین یہ باتین کہین کہ تم ٹھوکر نہ کھاؤ -

۱۵ باب ۲۶ و ۱۶ باب ۱ -

اس بشارت پر غور کرو صاف صاف نبی عرب کے حق مین ہی -

روح القدس اور روح الحق ہی قرآن لائے - دیکھو

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا - سیپارہ ۱۴ سورۂ نحل رکوع ۱۴[1]

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ - سیپارہ ۲۴ - سورۂ مومن - رکوع ۲[2]

بلکہ قرآن نے بڑے زور - ہان نہایت بڑے زور سے کہا ہو - محمد صاحب مظہر الحق اور حق ہین - غور کرو -

(۱) قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا - سیپارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل[3]

(۲) إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ -[4]

(۳) مَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ - سیپارہ ۹ - سورۂ انفال - ع ۲[5]

عیسائی خوش اعتقاد جیسے الوہیت مسیح اور کفارے پر یقین کر بیٹھے ہین ایسی ہی یہ بھی خیال و وہم کرتے ہین کہ یہ بشارت مسیح کے حق مین اور یا روح القدس کے حق مین ہی جو حواریون پر اُتری -

حالانکہ یہ خیال عیسائیون کا نہایت غلط ہی -

اول تو اس لیے - مسیح فرماتے ہین میرے وصایا کو محفوظ رکھو - پھر اس روح کی خبر دیتے ہین - پس اگر وہ روح مراد ہوتی جو حواریون پر اُتری تو اوسکی نسبت ایسی تاکید ضروری نہ تھی - کیونکہ جسپر نازل ہوتی ہی اوسے اشتباہ ہی کیا ہوتا ہی - حواری

---

[1] تو کہہ اوسکو اوتارا ہی پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے تحقیق - تا ثابت کرے ایمان والون کو ۱۲-

[2] صاحب اونچے درجون کا مالک تخت کا اوتارتا ہی بھید کی بات اپنے حکم سے جسپر چاہے اپنے بندون مین کہ وہ ڈراوے ملاقات کے دن سے ۱۲

[3] تو کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہی نکل بھاگنے والا - ۱۲

[4] جو لوگ ہاتھ ملاتے ہین تجھسے وہ ہاتھ ملاتے ہین اللہ سے - ۱۲ -

[5] تو نے نہین پھینکی مٹھی خاک جسوقت پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی - ۱۲ -

تو نزول روح کے عادی تھے۔

دوم۔ یوحنا ۱۶ باب ۷ مین اس روح کی تعریف مین لکھا ہی۔ وہ روح پاک میرے نام سے ہر بات تمکو سکھلاویگی اور یاد دلاویگی تمکو وہ باتین جو مین نے کہی ہین۔ اعمال حواریون سے معلوم نہین ہوتا کہ مسیح کے فرمانے سے حواری کچھ بھول گئے تھے اور اس روح القدس نے جو حواریون پر اوتری حواریون کو کچھ یاد دلایا۔

ہان نبی عرب نے بہت کچھ یاد دلایا۔ عیسائی مسیح کی خالص ہان صرف انسانیت بھول گئے تھے۔ عام بُت پرستون کی طرح الوہیت کو انسانیت سے ملادیا تھا۔ مسیح کو معبود بنا رکھا تھا۔ اسیکو کفارہ اپنے معاصی کا بنا رہے تھے۔ نبی عرب نے سب کچھ یاد دلایا۔ اور سیدھا راستہ بتایا۔

سوم۔ یوحنا ۱۵ باب ۲۶ و ۱۶ باب ۱۔ مین ہی۔ وہ روح میرے لیے گواہی دیگی اور تم بھی گواہی دیتے ہو۔ حواری تو مسیح کو خوب جانتے تھے۔ انھین گواہی کی حاجت نہ تھی۔ اور اورون کو اس روح نے جو حواریون پر اُتری گواہی دی نہین اور روح القدس نے کوئی گواہی دی ہی تو وُہی گواہی ہی جو حواریون نے دی۔ اس روح القدس نے حواریون سے علیحدہ ہرگز کوئی گواہی نہین دی۔

چہارم۔ مسیح نے فرمایا میرا جانا بہتر ہی۔ مین جاؤن تو وہ آوے۔ یوحنا ۱۶ باب صاف عیان ہی مسیح کے وقت وہ روح نہ تھی۔ حالانکہ روح القدس یوحنا بپتسما ہونے والے کے وقت سے مسیح کے ساتھ تھی۔

پنجم۔ یوحنا ۱۶ باب ۷۔ مین ہی۔ وہ سزا دیگی۔ اور بالکل ظاہر ہی وہ روح جو حواریون پر اُتری بلکہ خود مسیح اور مسیح والی روح سزا دینے کے لیے نہ تھی دیکھو یوحنا ۱۲ باب ۴۷۔

ششم- یوحنا ۱۶ باب ۱۲ مین ہی- مجھے بہت کچھ کہنا ہی پر اب تم برداشت نہین کر سکتے- وہ روح جسکی بشارت ہی سب کچھ بتائیگی- یہ فقرہ بڑی سخت حجت عیسائیون پر ہی- کیونکہ جو روح القدس حواریون پر اوتری اوسنے کوئی سخت اور نیا حکم نہین سنایا- تثلیث اور عموم دعوت غیر قومون کی بلاہٹ تو بقول عیسائیون کے خود مسیح فرما چکے تھے اور پولوس کی کارستانیون نے تو کچھ گھٹایا ہی بڑھایا نہین- ہان اس روح القدس روح الحق نے جسے فارقلیط کہیے- پرکلیٹاس- پاراکلیٹوس کہیے- محمد کہیے- احمد بولیے- عبداللہ اور آمنہ کے گھر جنم لے صدہا احکام حلت وحرمت اور عبادات اور معاملات کے قوانین مسیحی تعلیم پر بڑھادیے- فداہ ابی وامی-

ہفتم- یوحنا ۱۶ باب ۱۳- وہ اپنی نہ کہیگی- اور یہی مضمون قرآن مین محمد بن عبداللہ کی نسبت ہی-

(۱) مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی[۱]- سیپارہ ۲۷- سورۃ النجم- رکوع ۵

(۲) اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ[۲]- سیپارہ ۷- سورۃ انعام- رکوع ۱۲-

(۳) قُلۡ مَا یَکُوۡنُ لِیۡۤ اَنۡ اُبَدِّلَهٗ مِنۡ تِلۡقَآءِ نَفۡسِیۡ اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ[۳]- سیپارہ ۱۱- سورۃ یونس- رکوع ۲-

عیسائیون کے اعتراضات

پہلا شبہہ- ان بشارات مین جو یوحنا نے لکھی ہین- روح القدس- روح الحق مراد ہی- اور وہ اقنوم ثالث ہی-

---

[۱] نہین بولتا ہی اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو بھیجتا ہے ۱۲-
[۲] مین اوسی پر چلتا ہون جو مجکو حکم آتا ہے- ۱۲-
[۳] تو کہہ میرا کام نہین کہ اوسکو بدلون اپنی طرف سے مین تابع ہون اوسیکا جو حکم آوے میری طرف ۱۲-

جواب - اس روح کا اقنوم ثالث سے ہونا تو صرف عیسائیون کا دعوی ہی روح کا لفظ کتب مقدسہ مین وسیع معنی رکھتا ہی - حزقیل ۳۷ باب ۱۴ - مین مردون کو فرمایا مین اپنی روح تم مین ڈالونگا - دیکھو یہان روح الٰہی نفس حیوانی ہی - یا قوت حیات ہی ۴ - باب - یوحنا کا پہلا خط - ہر ایک روح کی تصدیق مت کرو - بلکہ امتحان کر لیا کرو - معلوم ہوتا ہی واعظون کو روح کہتا ہی - جیسے انجیل متی مین وہ نبی (آنحضرت) سے مراد ظاہر نبی موسیٰ کے مثل ہے - ایسا ہی انجیل یوحنا وغیرہ سے روح القدس روح الحق وہی مظہر اتم ہی جسکا بیان قرآن مین - قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ - سے ظاہر ہے -
تو کہہ میرا رب پھینکتا جاتا ہی سچا دین وہ جاننے والا ہی چھپی چیزون کا ۱۲

دوسرا شبہہ - بشارات مین خطاب حواریون کو ہی - اور محمدؐ صاحب حواریون کے وقت تشریف نہین لائے -

جواب - متی ۲۶ باب ۶۴ مین کاہنون کو مسیح نے فرمایا - تم ابن آدم (حضرت مسیح) کو تخت پر اوترتا دیکھوگے - حالانکہ ان کاہنون مین سے کسی نے نہ دیکھا - بلکہ اونیس ۱۹ سو برس کے قریب گذرتا ہی ابتک مسیح نہین آئے -

تیسرا شبہہ - فارقلیط کی تعریف مین ہی - تم اسے نہین دیکھتے - حالانکہ محمد صاحب کو لوگون نے دیکھا -

جواب - یہان جسمی دیکھنا وہی سمجھین جو جسم کے فرزند ہین - مسیح پر جب روح القدس اتری وہ بھی کبوتر کی شکل مین لوگون نے دیکھی - تو پھر روح القدس پر شبہہ آگیا وہ دیکھے گئے - بات یہ ہی یہان حقیقت کی پہچان کو دیکھنا کہا ہی - اگر محمدی حقیقت کو لوگ پہچانتے تو اوسکے منکر کیون ہوتے - ۱۱ باب ۲۷ یوحنا ۸ باب ۱۹

چوتھا شبہہ- وہ تمہارے ساتھ ہے- اور محمد صاحب ہمارے ساتھ نہین-
یہ صیغہ بمعنی استقبال ہی- دیکھو بعینہ یہ محاورہ خزقیل ۲۹ باب ۸- اور یوحنا ۵ باب
۲۵ مین بھی ہی- وہ ابھی جب مردے ابن اللہ کی آواز سنین- اور بیس سو برس
مین یہ (ابھی) ظاہر نہین ہوئی-

پانچوان شبہہ- اس بشارت مین لکھا ہی- وہ میری چیزون سے پاویگی- اور
محمد صاحب نے مسیح کی چیزون سے کیا پایا-

جواب- اسی فقرے کے بعد مسیح فرماتے ہین- سب چیزین میرے باپ کی
میری ہین- اس لیے مین کہتا ہون کہ وہ میری چیزون سے لے گی- بلکہ اس
فقرے سے مسیح کے صاف معلوم ہوتا ہی کہ وہ روح بتدریج کامل ہوگی اور آہستگی
سے کمال حاصل کریگی-

چھٹا اعتراض- اعمال- ا- باب مین ہی- اسکے آنے تک یروشلم مین رہو- معلوم
ہوتا ہی وہ روح یروشلم مین حواریون پر اوتری-

جواب- روح القدس کے اقسام ہین- ایک موعد الاب ہی- اور ایک فارقلیط
یوحنا نے فارقلیط کی نسبت بشارت کو لکھا ہی- اور لوقا نے اس نزول روح کا بیان
کیا ہی- جسکا تذکرہ اعمال مین موعد الاب کرکے ہی- غرض جو روح حواریون پر اوتری
وہ اور ہی- اور یہ روح الحق جسکا اشارہ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مین ہی اور ہی-
اور یہ بھی ہی کہ یروشلم مین رہنا- اس جگہ کی شریعت کی پابندی- اور اسے قبلہ
سمجھنا آپکے تشریف لانے تک یہود اور نصاریٰ کو ضرور تھا- یروشلم مین رہتے اور
اوسی کی محبت کرتے- جب بیت اہل مکہ ہی قرار پایا تو اونکو ضرور رہا یہ کہین مین اور وہ آیندہ بھے

اثبات نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشین گوئیون سے

ہر ایک عاقل اور تاریخی مذاہب مین سے کسی ایک مذہب کا معتقد اس بات کو یقیناً جانتا ہو کہ آیندہ زمانے کی نسبت پیشین گوئی کرنا کبھی قانون قدرت کی عادات و آداب اور اوسکے اسباب پر نظر کرنے سے حاصل ہوتا ہو۔ کبھی قرائن موجودہ کے لحاظ سے۔ کبھی اپنے چیلون اور مریدون اور نوکرون کے ڈرانے یا خوش کرنے کے لیے۔ اور کبھی سچے الہام سے۔

مثلاً مین موسم سرما مین یہ پیشین گوئی کرون (اگر اسے پیشین گوئی کہہ سکین) کہ گرمی کے موسم مین یہان ایسی سردی نہوگی۔ تو ظاہر ہو کہ یہ پیشین گوئی حالات طبعی اور قانون قدرت کے باترتیب غیر مبتدل واقعات پر نظر کرنے سے ہوگی۔ یا گرم مکان مین جسے عارضی حرارت پونہچائی گئی ہو بیٹھا ہوا باہر کی برف اور سرما کو تصور کر کے کہدون کہ اس مکان کے باہر کھلے میدان مین بیشک سردی ہوگی۔ تو یقیناً میرا ایسا کہنا صاف قرائن موجودہ کی امداد سے ہوگا۔

یا اگر مین اپنے مریدون اور خادمون کو کہون کہ تمکو میری اطاعت اور خدمت کے عوض مین ضرور جنت عطا ہوگی۔ اور تقصیر خدمت و عصیان کی صورت مین تم عذاب اور جہنم کے مستوجب ہوگے۔ اگر یہ کلام کسی راہ حق کی طرف بلانے والے کے منہ سے نکلا ہو۔ تو اوسے ہم کتب الہامی کے محاورے کے رو سے وعد و وعید کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہین۔ ورنہ ہم اوسے سوا سے خدام کے ڈرانے یا خوش کرنے کے کچھ وقعت نہین دے سکتے اور سچی الہامی پیشین گوئی کا مستحق اوسے کبھی نہ سمجھینگے۔ لیکن اگر کوئی کہدے کہ فلان قوم کی تباہی و زوال یا فلان واقعہ عظیم ایک

سال یا پانچ ماہ کے اندر واقع ہوگا - یا فلانی خاص رسم یا عادت و رواج فلان قوم و ملک سے ابد تک نیست و نابود ہوجاویگی - یا فلان قوم ضعیف اسقدر محدود و معین عرصے مین آلہی جلال و شان و شوکت کے لباس سے ملبّس ہوگی -

تو اب ہم بغور دیکھین گے کہ اس دعوے کے وقت انکی تبدیلی طبعی واقعات و حالات ایسے موجود تو نہین یا ایسے کلیات تو پیش نظر نہین جنسے ایسے جزئیات کا استخراج بآسانی ممکن الوجود ہو - کوئی قرینہ کوئی سبب حاضر الوقت تو نہین جو اس مخبر کی خبر کے ماخذ و منشا ہین - یا صرف ترغیب ترہیب ہی تو نہین - تو بیشک و بے شبہہ ایسے کلام کو سچّے واقعی الہام کا نتیجہ اور حقیقی عزت کا مستحق قرار دینگے -

اب ہم اوس کامل محک کے اوپر موسیٰؑ و عیسےٰؑ و نبیؐ عرب کی پیشین گوئیون کو نہایت آزادی اور ایمانداری سے پرکھین گے اور دکھلائین گے کہ سچّی پیشین گوئی کے خطاب کا سنہری تاج کس مبارک سر پر جگمگ جگمگ کر رہا ہے -

مثال شق اول - موسیٰؑ نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے خطاب کرکے فرمایا کہ تم میرے بعد جلد مرتد ہوجاؤگے - اور بدکاری اور بت پرستی کے مرتکب ہوگے - اور ایسا ہی ہوا کہ بنی اسرائیل موسیٰؑ کے بعد بہت جلد ارتداد و بدافعالی کی بلاؤن مین گرفتار ہوگئے اب اسے پیشین گوئی کہو یا قیاس و فراست کا نتیجہ کہو بات صاف ہے -

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کے واقعات حالات گذشتہ سے خوب واقف تھے - انکی گرگٹ کی سی طبیعت انکی تلوّن مزاجی - انکی قدیم رفتار کے کارنامے موسیٰؑ کی لوح حافظہ سے مٹ نہین گئے تھے - انکی قومی تاریخ نے کبھی موسیٰؑ کے اضطراب طبع کو اطمینان سے مبدّل نہین کیا تھا - انکے روزمرہ کے حالات و قرائن خاص کشش کے ساتھ موسیٰؑ

کی طبیعت کو ایسے بدیہی اور بیّن یا اُفتادہ نتائج کے نکالنے پر مائل کرتی تھی۔ موسیٰؑ سے قبل کے حالات چھوڑ دو جو ایک لمحہ بھر کے لیے موسیٰؑ کی عالمانہ یادداشت سے فراموش نہیں ہو سکتے تھے۔ خود موسیٰؑ کے وجود کو اون لوگون کے درمیان اور اونکی پُر زور گرم تعلیم ہی کو ملاحظہ کرو کہ کس قدر اور کب تک اسکے اثر کی جڑ انکی زمین سینے مین مضبوط رہی۔

کیسے بڑے بڑے کرشمے اور معجزات اونکے ہاتھ سے دیکھے۔ فرعون اور اوسکے پیروون کے مقابل مین کیا کچھ کرامات و کمالات مشاہدہ نہ کیے۔ پھر بھی یہ بنی اسرائیل یہ خدا کی برگزیدہ قوم۔ ہان اوسکے "اکلوتے بیٹے موسیٰؑ و ہارونؑ" جیسے خیر خواہون سے سمندر سے پار ہوتے ہی کیسی ناراض بلکہ صف آرا ہوئی۔ خروج ۱۶۔ باب۔ ۲۔

مَنّ جیسی نعمت کے کھاتے ہوئے مچھلی اور پیاز اور گندنا کے خواستگار ہوئے مَنّ کے جمع کرنے سے روکے گئے تھے۔ پھر بھی جمع کرنے سے نہ ٹلے[1]۔ بلکہ خدا فرماتا ہے کہ دس[2] مرتبے یہ لوگ مجھے آزماتے اور میری آواز پر کان نہ دھرتے[3]۔ اور موسیٰؑ فرماتے ہین جسدن سے مین نے تمکو جانا تم خدا اونسے سرکشی کرتے ہو[4]۔ صرف چالیس[5] روز کے وعدے پر موسیٰؑ پہاڑ پر گئے۔ اور ہارونؑ جیسے مقدس۔ خلیفۂ وقت۔ نبی۔ وہی ہارون جنکی کہانت کے لیے موسیٰؑ سے پہاڑ پر تجویز ہو رہی تھی۔ پس کس قدر تعجب کی بات ہے کہ زبردست نبی کی زندگی اور فقط چند روزہ غیر حاضری کا خیال دل مین موجود اور ہارونؑ جیسا ناصح مشفق نائب سر پر کھڑا۔ اور پھر جھٹ بچھڑو بنا اوسی کی خدائی کے قائل ہوگئے۔ اور بچھڑو کی پوجا شروع کر دی[6]۔

---

[1] خروج ۱۶ باب ۲۰ — [2] گنتی ۱۴ باب ۲۲ و ۲۳ — [3] استثنا ۹ باب ۲۵ — [4] — [5] استثنا ۹ باب ۱۴

اگر عیسائیون کے اعتقاد پر جاوین جنکے نزدیک خود ہارونؑ جیسے کاہن مقدس اوس سخت بدعت کی اشاعت کے بانی ہوئے۔ تو اب ایسی قوم ہان ایسی خوش اعتقاد متلوّن مزاج گروہ جو حضرت موسیٰؑ کو اس قسم کے بدیہی اندازے اور صاف صاف رائے لگانے پر مجبور کردے کیا اچنبھے کی بات ہی۔ اگر حضرت موسیٰؑ انھین کہین کہ تم میرے پیچھے بگڑ جاؤ گے اور تراشے ہوئے بتون کی پرستش کروگے۔ اور اگر اسے ترغیب و ترہیب ہی خیال کیا جاوے تو بھی بات واضح ہی۔

اب لیجیے حضرت مسیح کی سنیے۔ آپ فرماتے ہین۔ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھیگی۔ کال اور وبائین پڑینگی۔ اور جگہ جگہ زلزلے واقع ہونگے[1]۔ اپنے شاگردون کو فرمایا جو کوئی اپنی جان بچانی چاہے اوسے کھوئیگا۔ اور جو کوئی میرے لیے اپنی جان کھوئے اوسے پاویگا[2]۔ آپنے پطرس کو فرمایا (وہی پطرس نہ جو رسول اور صاحب کتاب ہوا اور جس نے بڑی دلیری اور جرأت سے استاد کو ملعون کہکر تین بار انکار کیا) مین آسمان کی بادشاہت کی کنجیان تجھے دونگا۔ اور جو تو زمین پر بند کریگا آسمان پر بھی بند ہوگا۔ اور جو تو زمین پر کھولے آسمان پر بھی کھلا ہوگا[3]۔ اور شاگردون سے فرمایا کہ میرا پیالہ پیوگے اور وہ بپتسمہ جو مین پاتا ہون پاؤگے[4]۔

پہلی پیشین گوئی (اگر اسے پیشین گوئی کہ سکین) صاف قانون قدرت کے استمراری واقعات کا استنباط ہونے کی شہادت دیتی ہی۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت کا چڑھنا اور کال اور زلزلے اور وبا کا واقع ہونا نیچر کی ایسی عادات مین سے ہی کہ اسکی نسبت کسی ایک کا بلا تعیین وقت اور گول مول پیشین گوئی کرنا

۱ متی ۲۴ باب ۷ - ۲ متی ۱۶ باب ۲۵ - ۳ متی ۱۶ باب ۱۹ - ۴ متی ۲۰ باب ۲۳ -

کبھی بھی غلط نہین جانا جا سکتا۔

دوسری اور تیسری پیشین گوئی کی بنا محض ترغیب و ترہیب پر ہی۔ اس قسم کی باتین منصوفانہ تھیورے (قیاس) سے بڑھکر کچھہ رتبہ نہین رکھتین۔ پطرس کے باکس یا ڈکس کی کوئی خصوصیت نہین ہوسکتی۔ غیر معتقد ضعیف ریفارمر ایسے ہی خیالی ٹوٹکون چٹکلون سے تو دل لُبھایا کرتے ہین۔ اور کس کسکو ذرہ ذرہ سی بات پر آسمان و زمین کی چاپیان نہین بخشا کرتے۔ ایسی باتون کے لیے فطرتی خارجی شہادت کیا ہوسکتی ہی۔ یہ حساب دوستان دردل کا سا معاملہ ہوتا ہی۔

چوتھی بات۔ کچھہ محتاج بیان نہین۔ یہود کی سخت ہیبتناک عداوت نے اوس حلیم مسکین انسان کو بکمال بے چین اور بیدل کر رکھا تھا۔ جان کے لالے پڑے ہوے تھے۔ زندگی کا رشتہ ٹوٹتا نظر آتا تھا۔ چارون طرف دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے تھے۔ صرف دو چار ٹوٹے پھوٹے انیس و جلیس گرد و پیش بیٹھے معلوم ہوتے تھے۔ بیشک آنے والی زبردست مصیبت کا مقابلہ اور اپنا اور اپنے حامیون کا ضعف عاجزانہ اس قسم کی یاس کے کلمات مُنہ سے نکالنے پر ایک بے بس انسان کو مجبور کردیتا ہی۔

اب ہم نبیؐ عرب کی پیشین گوئیون کے جانچنے کی طرف متوجہ ہوتے ہین لیکن آغاز مطلب سے پیشتر خدا کی برگزیدہ قوم بنی اسرائیل کا جو وسط ایشیا کے انبیا کا میدان مشق رہے ہین۔ اور جنھین مصلحین دیگر اقوام و ملل کی تہذیب ملکی و مالی کی خوشخط مشق کہتے ہین تھوڑا سا اجمالی حال لکھتے ہین۔ اور انصاف کی عینک لگا کر دیکھتے ہین کہ انھون نے اپنے شفیق ہادیون کی تعلیم سے کسقدر بہرہ اوٹھایا۔ اور دنیا کی اور قومون کے لیے نمونہ بننے کا کسقدر استحقاق حاصل کیا۔ اور کیونکر ایسی قوم کے آگے دوسری

کو مین زانوے تلمذتہ کر سکتی تھین - پھر قوم عرب کی ملکی تمدنی منزلی اخلاقی حالت کا اجمالی نقشہ کھینچتے ہین - کہ ہادی عرب و عجم کی بعثت سے قبل وہ کیسی تھی - اور اس تاریخی الہامی سلسلے کی تحریک سے ہماری غرض یہ ہو کہ اوس نیر جہان افروز کی پر جلال کرنون سے نور حاصل کرنے کے لیے شکوک واوہام کے گرد وغبار سے مطلع صاف کر دیا جاوے -

مذہبی تاریخ شہادت دیتی ہو کہ بنی اسرائیل مین اسرائیل کے وقت سے مسیحؑ کے وقت تک بلکہ مسیحؑ کی تعلیم کی ترقی (اگر کبھی ہوئی ہو) اور حواریون کے زمانے تک کسقدر راور لگاتار سیکڑون نہین ہزارون انبیا اور رسول گذرے اور کیسے کیسے فوق العادہ کرشمے دکھلائے - (کیا یہ سچ ہے) کہتے ہین کسی نے سمندر کو لٹھ مارکر چیر دیا کسی نے پرون کو سکھا کر بارہ[۲] پتھر لے کر بارہ[۱۲] حواریون کی پیشین گوئی کی کسی نے اپنی ہڈیون اور اپنے مردہ جسم سے مردون کو زندہ کیا - کوڑھیون مفلوجون کو اچھا کیا - مادر زاد اندھون کو آنکھین دین - تھوڑی شراب کو بہت کر دکھایا - چند روٹیون کو ہزارون کے لیے کافی بنایا - ایک پیالے تیل کو کئی مٹکون کے برابر بڑھایا - غرض باوجود ایسے عجائبات کے متواتر مشاہدے اور تعلیم کے ہر ایک نبی کی امت جلد جلد مرتد ہو جاتی - اور انھین نبیون کی جنسے ایسے فوق العادہ امور دیکھتی دشمن و مخالف بنجاتی موسیٰؑ سے عالی ہمت سرگرم راہبر و واعظ سے کیا گذرا - اونکے پہاڑ پر جاتے ہی گوسالہ پرستی شروع ہو گئی[۱] -

بعل پر بت اور عستارات اور آرام جیسی بیبیون کی عام پرستش کرنے لگے[۲] -

---

[۱] استثنا - ۹ باب ۱۲ - [۲] قاضی ۸ باب ۳۳ - ایضاً ۱۰ باب ۶ - سموئیل ۱۲ باب ۹ -

ساؤل خدا کا بنایا ہوا مسیح پھر مرتد ہو گیا۔ اور خبطیون اور دیو ددون سے غیب بینی کرانے لگا۔ اور داؤد جیسے دلی خیر خواہ بہادر اور راستباز کا دشمن ہو گیا۔

اُمت تو ایک طرف رہی خود ہادیون اور رواعظون کی وہ گت ہوئی کہ الامان۔ داؤد خدا کے بیٹے اور مسیح۔

بقول اہل کتاب اوریا کی بی بی سے کس حرکت کے مرتکب ہوئے۔ اعاذنا اللہ تعالےٰ۔ سلیمان کا حال بھی جو (بقول اہل کتاب) ابن اللہ اور مسیح ہین عیسائیون پر ظاہر و باہر ہے۔

یہودا اسکریوطی جسکو مسیح نے معجزات و کرامت والا بنایا۔ اور جسکے واسطے بہشت مین تخت بھی طیار ہوا۔ کیسا پھر اکہ آشنا ہی نہ تھا۔ پطرس جسے آسمان کی کنجیان حمت ہوئین۔ وہی پھر شیطان بنگیا۔ اپنے صادق معصوم اُستاد کو ملعون کہ اُٹھا۔ اور بخوف جان سب حقوق آشنائی کو طاق پر دھر دیا۔ (سبحان اللہ) یہ تو حواریون کا حال ہے جنھون نے مسیح کی لائف و تعلیم لکھنے کا بیڑا اوٹھایا۔

کیا خوب کیون نہ قابل اعتبار ہون۔

اوس صادق اولوالعزم نبی عربی کی خدائی تاثیر والی تعلیم کا اس سے مقابلہ کرو۔ کہ کیونکر اوسکے حواری (خلفاے اربعہ) آخری دم تک ہزارون مصائب اور حوادث کے سامنے سینہ سپر کیے ہوئے اپنے اُستاد کے عشق و محبت مین ثابت قدم رہے۔

اب آئیے حضرت محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئیان سنیے۔ اور

---

۱ سموئیل ۲۶ باب ۹ ۔ ۲ سلاطین ۲ باب ۲۔ سموئیل ۶ باب ۹ ۔ زبور ۸۹ ۔ ۲۰ و ۲۷ ۔ ۳ ۲ سموئیل باب ۱۱ ۔ ۴ ۱ سلاطین ۱۔ باب ۳۹ ۔ و ۔ ۱ سلاطین ۱۱ باب ۵۔ ۲ سموئیل ۱۲ باب ۵ ۔ ۵ مرقس ۳ باب ۱۹ ۔ ۶ متی ۲۶ باب ۱۴ ۔ ۷ متی ۱۹ باب ۱۰ ۔ ۸ متی ۱۶ باب ۲۳ ۔ ۹ متی ۲۶ باب ۷۰ و ۷۴ ۔

انصاف سے سنیے۔

نبیؐ عرب کی پیشین گوئیان

قبل اسکے کہ ہم پیشین گوئیون کا بیان شروع کرین۔کسی قدر ملک عرب کی حالت لکھنا ضرور ہے۔تاکہ ناظرین با انصاف کو اسکی صداقت و حقیقت کے اعتقاد کرنے مین تامل نہ رہے۔

حالت ملکی عرب کی

ایک بے آب و گیاہ ریگستان۔ایک کس مپرس کونے مین پڑا ہوا وحشت ناک غولون کا مسکن۔سیویلزیشن کے علم بردارون نے کبھی اوسطرف رخ نہین کیا تھا کیونکہ قدرت نے کوئی نیچرل خوبی سرسبزی اور نضارت اوسے مرحمت نہین کی تھی جو دنیوی فاتحون حملہ آورون کی تحریک کا باعث ہوتی۔خود اہل ملک ایسے افلاس اور بے سروسامانی کی گہری نیند مین پاؤن پھیلائے پڑے تھے کہ برسون سے کروٹ تک نہ بدلی تھی۔اور ملکون کی تسخیر کی طرف آنکھ اوٹھاکر دیکھنا تو کیسا۔ایسی حالت مین تو اوسے روحانی اور ملکات فاضلۂ انسانی کی شگفتگی اور ترقی معلوم یاد رہے کہ فتوحات اور حملہ آوری اور ایک ملک کو دوسرے ملک سے جنگ و کارزار ہمیشہ سے ابتدائے تہذیب و سیویلزیشن کے پھیلنے کا ذریعہ ہوتے رہے ہین مقدس لڑائیون کی وجہ سے یوروپ مین تہذیب کی ریشہ دوانی کرنا ایک ایسا امر ہے جس سے مؤرخان مغربی انکار نہین کرسکتے۔

تمدنی و منزلی حالت۔ہزارون قبیلے۔پھر اونکے ہزارون شعبے۔اور اونکی ہزارون چھوٹی چھوٹی شاخین۔ایک کی ایک سے لاگ۔اتفاق و اختلاط کیسا کہ

اگر کوئی سال کوئی مہینہ کوئی دن باہمی خونریزی سے خالی گذرجائے تو بس غنیمت حکما جو انسان کو مدنی الطبع کہتے ہین۔ اوراس مسئلے کے اثبات مین کتابین کی کتابین لکھہ گئے ہین۔ اور آجکل کی دنیا اسکی شاہد ہی۔ کیا عرب کی اسوقت کی سوشل حالت ہی اس مسئلے کو باطل نہین کیسے دیتی تھی۔ درندہ بصورت انسان ایک تصویری زبان کا استعارہ ہی۔ مگر شیر عرب حقیقت مین اسکے مصداق تھے۔

اخلاقی حالت۔ تو ملکی و تمدنی حالت کی بیٹی ہی۔ اسی کی شایستگی و ترقی پر اسکی فلاح وصلاح کا مدار ہی۔ اچھا صاف صاف سُن لیجیے۔ بت پرستی اور توہمات باطلہ کی حکومت اندنون کل عالم پر محیط تو تھی ہی لیکن ملک عرب پر اوسکا خاص سایۂ عاطفت تھا۔ اجرام علوی وسفلی مین سے کوئی ایسا نہ تھا جس سے سادہ لوح عرب نے سچی دلی ارادت کا رشتہ نہ جوڑا تھا۔ سخت گھنونی نفرت انگیز اشیاے مادی اونکے پکے باطنی ایمان کی مجسم مورتین تھین۔ اسپر حرام کاری۔ زنا کاری۔ شرابخواری۔ (جو معبودان باطل کی پرستش کا لازمی نتیجہ ہی) کا وہ طوفان مچ رہا تھا کہ خدا نہ دکھائے۔ قمار بازی نے خانہ ویرانی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا تھا۔ ہٹ۔ ضد۔ حمیت۔ جاہلیت۔ قومی نفرت کا وہ عالم تھا کہ باین ہمہ جہالت دوسری ملّتون سے روشنی اور فیض لینا تو درکنار۔ اولٹا انھین عجمی (گونگا) کا خطاب دیتے تھے۔ اور یہود کی طرح سب قومون کو ہیدن (غیر قوم) کے نفرتی نام سے یاد کرتے۔ اونکے ہمسایون بنی اسرائیل (یہودیون) کا حال سُن ہی چکے ہو۔ کیسی بد حالت مین مبتلا تھے۔ نبیون کے زمانے مین اونکی رفتار و گفتار کے چہرے نے خوبی و پسندیدگی کے خد وخال سے کچھہ جمال حاصل نہ کیا۔ اور قبول عام کے زیور سے آراستہ نہوئے۔ اب تو اونھر اور بھی

جہالت کی کالی گھٹا بداطواری وبداخلاقی کی موسلادھار بارش برسا رہی تھی۔
عیسائی پولیٹیکل چرچ کی کیفیت ایک دنیا پر ظاہر ہے۔ بت پرستی ایک رکن اعظم اونکے
پاک مذہب کا تھی۔ مریم کی مورت کی پرستش کن کن رنگون سے اونکی مقدس
عبادتگاہون مین جلوہ آرا تھی۔ اور وساوس وتوہمات کی خدمت گذاری کی تفصیل
کا یہ مقام متکفل نہین۔ کل یوروپ مین عالم اسکے شاہد ہین۔ جارج سیل صاحب کا
مقدمۃ القرآن اسکا گواہ بس ہے۔ یہ حال تو اہل کتاب کا ہے جو عیسائی علما کے زعم
مین قوم عرب کے جگانے والے ہین۔ اور جنسے بڑھکر مثل (خفتہ را خفتہ کی کند بیدار)
کا مصداق شاید ہو نہین سکتا۔ اوسوقت کی اور دنیا کی قومون کا حال کہ کسقدر انسانیت
کے شریف پایے سے گری ہوئی تھین اور مخلوق پرستی کے ناقابل ذکر بیماری نے
کیسا اونکے ملکات کو تباہ کر دیا تھا مخفی وتاریک نہین ہے۔ ہند کی بت پرستی کی طرف
نظیراً اشارہ کیے بغیر ہم رہ نہین سکتے جہان سکتی کی پوجا اور لنگ کی پرستش ابتک
معمول ہے۔ اور تفصیل سے تعرض کرنا چندان ضروری نہین۔

اب ہم میدان غور کو ذرا اور بھی وسیع کرنے کے لیے اس مضمون مین چند باتین
بطور سوال کے لکھتے ہین۔ اور ہمین امید ہے کہ یہی دو ایک تنقیحین منصف کے نزدیک
اثبات مدعا کے لیے کافی ہین۔

(۱) عرب کی اوسوقت کیا حالت تھی۔ اور اوسکی قومی تاریخ کیسے واقعات سے معمور تھی۔
(۲) اسباب اور قرائن اور قدرتی طبعی خالات کیا بتا رہے تھے۔
(۳) اندنون مین اہل کتاب کی خصوصاً اور دیگر اقوام دنیا کی عموماً کیا حالت تھی۔

ایسی حالت مین ایسے وقت مین ایسے اضطراب مین کس استقلال

اور جلال والی آواز سے قرآن فرماتا ہے۔ پھر مکے[1] مین فرماتا ہے۔

پہلی پیشین گوئی۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ۔ سیپارہ ۲۲۔ سورۂ سبا۔ رکوع ۶۔

نجات کے طالبو۔ دین حق کے خواستگارو۔ خیالات اپنے قرآن سے تھوڑی دیر سر کو خالی کرکے ادھر متوجہ ہو جاؤ۔ سوچو۔ کیا یہ زبردست پیشین گوئی پوری نہین ہوئی کیا ایک دنیا پر اسکی صداقت ظاہر نہین ہوگئی۔ تیرہ[13] سو برس ہوئے دین کامل۔ توحید۔ صداقت کے آفتاب نے سرزمین عرب مین طلوع کیا جسکی روشنی نہ صرف عرب مین بلکہ کل اقطار عالم مین پھیلی۔ اور پھیل رہی ہے۔ اور جب سے کبھی شرک۔ کفر بدعت۔ بُت پرستی۔ بطلان کی کالی بدلی اسکے پرجلال نورانی چہرے کو محجوب نہ کر سکی اسی پر کیا بس ہے۔ آپنے بڑے اطمینان۔ الٰہی الہام سے۔ پرجلال آواز سے بڑے بڑے جلسون اور محفلون مین تاکیدی الفاظ مین زور سے کہدیا۔

قُلْ[2] جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا[3]۔ سیپارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل۔ رکوع ۹۔

پڑھنے والے دیکھ۔ کیا یہ کلام قادر مطلق علام الغیوب کا نہین۔ کیا انسان کی

---

[1] کہدے (اے محمد) میرا رب حق (دین حق) پھینکتا ہے۔ (یعنی آسمان سے اوتارتا ہے) وہ غیبون کا جاننے والا ہے۔ تو کہدے باطل (دین باطل) پھر نہ کبھی شروع ہوگا۔ اور نہ عود کریگا۔ ۱۲

[2] تو کہدے (اے محمد) اسلام آیا اور شرک بھاگا۔ بیشک شرک بھاگنے والا ہے۔ ۱۲

[3] یہ زبردست پیشین گوئی فتح مکہ کے دن پوری ہوئی۔ بیہقی مین ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کلما اشار بعصا الیہ بقضیبہ وھو یقول الآیہ۔ جب آپ کسی بت کے پاس سے ہو کر گذرتے تو اپنی لاٹھی سے اوسکی طرف اشارہ کرتے اور آیت مسطورہ متن پڑھتے۔ ۱۲

کمزور زبان اپنے ناقص اور محدود علم سے ایسی پوری ہونے والی سچ اور بالکل سچ خبر دے سکتی ہے - نہین نہین - ہرگز نہین - یقیناً یقیناً یہ اوسی ہمہ قدرت کا کلام ہی - جسکا علم کامل غیر محدود ہی جسکے دست قدرت مین قلب انسان کے انقلاب و تقلیب کی باگ ہی - اور زمانون اور قومون کی تبدیل و تغیر اوسی کے بس مین ہو اوسی پاک عالم الغیب خدا نے اپنے برگزیدہ عبد مگر رسول کے منہ مین اپنا کلام دیا جو اوسی کے بلائے سے بولا - اور اوسی کے بتائے سے بتایا - کیا ہی سچ بولا اور کیا ہی ٹھیک بتایا - فداہ امی وابی صلی اللہ علیہ وسلم -

دوسری پیشین گوئی

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝ سیپارہ ۲۹ - سورۂ مزمل رکوع ۱ [1]

اس جگہ باری تعالے اپنے پاک کلام مین ہان صادق کلام مین نبی عرب کو موسیٰ کا مثیل و نظیر فرماکر اہل عرب سے خطاب کرتا ہی - کہ جیسے فرعونی موسیٰ کے عصیان کے باعث تباہ ہوئے - ویسے ہی اس نبی کے عاصی اور مخالف بھی تباہ اور ہلاک ہوجائین گے - اور پھر فرمایا -

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ - سیپارہ ۹ - سورۂ انفال - رکوع ۴ [2]

پھر اس پیشین گوئی کا وقت صاف صاف بتادیا - اور اوسکی حد باندھ دی کہ حد ہی کردے - فرمایا -

---

[1] ہمنے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہی گواہ تمپر جیسا ہمنے فرعون کی طرف رسول بھیجا - پس فرعون نے اوس رسول کا کہنا نہ مانا پھر ہمنے اوسکو ہلاک کرنے والی پکڑ سے پکڑا - ۱۲ -

[2] جب تک تو اے رسول انمین ہے اللہ انپر عذاب نہ لاویگا ۱۲ -

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

سیپارہ ۲۲ - سورۂ سبا - رکوع ۳ -

پھر اور توضیح و تصریح کی - فرمایا -

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سیپارہ ۱۵ - سورۂ بنی اسرائیل - رکوع ۸ -

اللہ اللہ یہ پیشین گوئی کیسی پوری ہوئی - عادت اللہ قدیم سے اسطرح جاری ہی کہ جن قومون نے ہادیان برحق کے نصائح نہ سُنے - اور اونکے دلسوز مشفقانہ کلام پر دھیان نہ کیا - ضرور وہ کسی نہ کسی تباہی مین گرفتار ہوئے - اور جھوٹے نبی کا نشان یہ دیا گیا ہی کہ وہ قتل کیا جاویگا - اور جو کوئی اس نبی کی بات نہ مانیگا سزا پائیگا - اب کفار عرب اس سچے رؤف و رحیم ہادی کو جھٹلا چکے ہین طرح طرح کی ذہنی و دل کو کپکپا دینے والے آزار دے چکے ہین - چونکہ وہ نبی صادق و مصدوق ہی اور وہ نبی وہ ہی جسکی نسبت موسیٰ و عیسیٰ بڑے فخر سے بشارت دیتے چلے آئے ہین - اب خدائی غضب اُمنڈ آیا - کلمۃ اللہ بر سر انتقام آمادہ ہوا - کہ اونکے دشمنان دین حق کو ہلاک کیا جاوے - مگر باری تعالےٰ با این ہمہ اپنے رسول سے فرماتا ہی کہ جب تک تو ان لوگون مین موجود ہی (یعنی سرزمین مکے مین) اونپر عذاب نہو گا - اور عالم الغیب حق تعالےٰ ایک سال اسکی میعاد مقرر فرماتا ہی - کہ یقیناً اس عرصے مین بلا تقدم و تاخر ایک ساعت کے یہ واقعہ زوال وقوع مین آئیگا - قدرت حق کا

---

۱ تو کہدے (اے محمد) تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہی کہ اس سے ایک ساعت اودھر اودھر نہ کر سکوگے ۱۲ -

۲ یوم - دن - الہامی کتابون مین نبوت کا ایک دن بمعنی سال بھی مستعمل ہوتا ہی - لغات عرب اسکے شاہد ہین - اور عیسائی علما اسکے مقر ہین - دیکھو اندرونہ بیبل عبداللہ آتھم - صفحہ ۶۹ و ۱۳۳ - ۱۲ - [illegible]

۳ یقیناً یہ لوگ (اہل مکہ) تجھے (محمد) اس زمین (مکہ) سے نکال دینے والے ہین جب تو تیرے بعد یہ لوگ بھی تھوڑی ہی دیر رہینگے ۱۲ -

کرشمہ شاہدہ فرمایئے کہ کیونکر یہ وعدہ ایک سال بعد پورا ہوتا ہی۔ اب کفار عرب نے جنکا سرغنہ ابوجہل تھا۔ آنحضرت کے قتل کی مشورت کی۔ اسیواسطے ۱۵ جولائی ۲۲۶ء سنہ جمعے کے دن آپنے مکے سے ہجرت کی اور مدینہ منورہ کو چلے گئے۔ دوسرے سال یعنی ۲۳ سنہ ۶ء مین بدر کا معرکہ ہوا جسمین وہ سب معاندین اور مخالفین تباہ اور عذاب الٰہی مین گرفتار ہوئے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔

تیسری پیشین گوئی

اوسوقت جب ناصرین و معاونین اسلام کی جماعت نہایت قلیل تھی۔ جب آنحضرت کا جان و مال سخت معرض خطر مین تھا۔ اوسوقت جبکہ شہر مکہ اور اوسکے اطراف و حوالی مین کل قبائل قریش آنحضرتؐ کے قتل و قمع کی سازشین دوڑا رہے تھے اور بیشک اونکی موجودہ حالت اور سامان نے اونکے ارادون کے پورا ہوجانے کی قوی اُمید دلا رکھی تھی۔ خدا اپنے رسولؐ کو تقویت دیتا اور اوسکی عصمت اور حفظ کا ذمہ اوٹھاتا ہی۔

یَا أَیُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔ سیپارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۱۰۔

اس وعدۂ الٰہی کو آنحضرت نے باآواز بلند پکار پکار کر دشمنون کے مجمع کو سنایا کہ مین ضرور ضرور تمھارے شر سے محفوظ رہونگا۔ اور تم میرا بال بیکا نہ کرسکوگے۔ کیا اس چڑھانے والی آواز سے وہ اور زیادہ نہین جھلائے۔ اور اونکے کینہ و انتقام کی آگ اور زیادہ نہین بھڑکی۔ کیون نہین۔ بلکہ آگے سے بڑھکر داؤگھات مین رہنے لگے

ل اے رسول جو تجھپر تیرے رب سے اوترا ہے پونچا دے۔ اور اگر تونے ایسا نہ کیا تو اوسکے پیغام کو نہ پونچایا۔ (درست) اور اللہ تجھکو لوگون سے محفوظ رکھیگا۔ ۱۲

اگر خدا کا وعدہ پورا ہوا۔ اور اسی نبی برحق کی صداقت کی بڑی کامل دلیل دنیا پر ظاہر ہوئی۔ کہ آنحضرت اوس نرغے اور مہلکے سے خدا کے حفظ وامان کے بدرقے کے ساتھہ سلامت نکل گئے۔

اور وہ خدا کے دشمن۔ رسول کے دشمن۔ انسان کی فلاح وصلاح کے دشمن دانت پیستے اور ہاتھہ کاٹتے رہ گئے۔ ہم کو سخت تعجب آتا ہے جب ہم قرآن کی اس آیت کو پڑھتے ہین جسمین باری تعالے بڑا ثبوت آنحضرت کی نبوت کی صداقت کا دیتا ہے۔

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ سیپارہ ۲۹۔ سورۂ حاقہ۔ رکوع ۲۔

یعنی اگر یہ شخص جھوٹا رسول ہوتا۔ تو بیشک بیشک قتل کیا جاتا۔ تباہ ہوجاتا۔ مارا جاتا۔ کیونکہ خداوند خدا پہلے سے اپنے برگزیدہ نبی موسیٰؑ کی معرفت اپنے اس اولوالعزم نبی کی بابت ارشاد اور وعدہ فرماچکا تھا۔ اور اس سچے نبی کی صداقت نبوت کی پہچان بھی بتاچکا تھا۔ کہ وہ زندہ رہیگا۔ ہان وہ سلامت رہیگا۔ اور اوسکے مخالفین معبودانِ باطل کے عابد ہلاک ہوجاوینگے۔

بیشک باین ہمہ ثبوت بیّن اون لوگون کی جہالت اور عصبیت سخت تعجب دلاتی ہے۔ مگر جسوقت اوس قوم گمراہ کے حقیقی وارث اس زمانے کے اہل کتاب (پادری صاحبان) کو ہم دیکھتے ہین کہ وہ توریت کے وعدون کو بالاے طاق رکھکر اس حقیقی ثبوت سے اعراض کرکے اپنے اسلاف کے مانند برابر عداوت کا بیڑا اوٹھائے چلے آتے ہین۔ تو ہمارا تعجب بالکل کم ہوجاتا ہے۔ خدا جانے یہ لوگ کبتک

---

[1] اور اگر یہ رسول ہماری نسبت جھوٹی باتین بناتا تو ضرور ہم اوسکا داہنا ہاتھہ پکڑتے۔ پھر اوسکی رگ حیات کو کاٹ ڈالتے ۱۲۔

اوس قبیل موسیٰ کی اطاعت سے منحرف رہکر اوس زمانے کے وحشی بدوؤن کیطرح اور زیادہ نشانون اور آسمانی علامتون کے خواستگار رہین گے۔

اگر یہ لوگ دنیا پرستی اور حب نفس کو چھوڑ کر غور کرین تو آشکارا ہو جاویگا کہ بشارت مثلیت کا دعویٰ علمی ہی نہین رہا۔ بلکہ عملاً بھی پایۂ ثبوت کو پہونچگیا۔

سُجاح بنت الحارث بن سوید تمیمیہ نے پہلے سنہ خلافت مین پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ اور بنی تمیم اور تغلب کے قبیلے کے لوگ اوسکے تابع ہوگئے۔ اور انھین دنون مین مسیلمہ کذاب نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور یہ اونھین دنون خدائی وعید کے موافق قتل ہوئے۔ اور ایسے ہی اور لوگون نے بھی مثل عنسی وغیرہ کے گردن دعویٰ بلند کی۔ مگر بہت جلد اونسے اونکا حساب لیا گیا۔

افسوس اس غفلت بخش عداوت نے عیسائیون کو اتنا بھی سمجھنے نہ دیا۔ کہ اس رسول کی تکذیب اور قرآن کی تکذیب مین توریت کی تکذیب لازم آئی ہے۔ اور قرآن کی تصدیق مین توریت کی تصدیق متضمن ہے۔ کیونکہ رب الافواج توریت مین قرآن کی نسبت بشارت دے چکا ہے۔ (کہ مین اپنا کلام اوسکے منہ مین دونگا) کلام اوسکے منہ مین۔ کیا ٹھیک ترجمہ وحی کا ہے۔ یعنی ایسا کلام جو لفظاً و معنًی خدا کی طرف سے ہو۔ اور یہ صفت صرف قرآن کریم اور فرقان حمید کی ہے۔ قرآن بھی کس محبت بھرے الفاظ سے۔ جو خالق کو اپنی مخلوق سے ہے۔ اہل کتاب کو آگاہ و بیدار فرماتا ہے۔ کہ توریت میرے اس رسول کی بشارت دیتی ہے۔ میرا وجود اسکا مصدق ہے۔ اب میری اطاعت کرو۔ اور میری مکمل تعلیم کا سبق پڑھو۔ ایسا نہو کہ میری تکذیب مین توریت کے مکذب ہو جاؤ۔ سنو کتاب حق کیا بولتی ہے۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ[1] - سیپارہ ۱۱ - سورۂ یونس - رکوع ۴ -

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ[2] - سیپارہ ۶ - سورۂ مائدہ ۵ - رکوع ۳

اب یہان پر ایک اور بات بھی قابل بیان کے ہے - کہ عیسائی علمانے عدم فہمی قرآن سے تصدیق و مصدق کو جو قرآن مین جابجا آیا ہے - کچھ اور ہی سمجھکر خامہ فرسائی کی ہے - اصل مطلب یہ ہے کہ موسیٰ ؑ نے پیشین گوئی کی - کہ میرے مثل ایک نبی پیدا ہوگا - اور خدا کا کلام اوسکے منہ مین ڈالا جائیگا - اور یہ خبر اپنے وقوع کی محتاج تھی اور ضرور تھا کہ موسیٰ کی پیشین گوئی پوری ہو - پس آنحضرت کے وجود مبارک اور قرآن کریم نے اسکو پورا کر دیا - اب موسیٰ ؑ کی پیشین گوئی کی تصدیق ہوگئی پس تصدیق و مصدق کی لفظ کے یہی معنی ہین - اب اگر قرآن کو سچا نہ مانین اور آنحضرت ؐ کو حضرت موسیٰ ؑ کا مثیل ہونا تسلیم نہ کرین باینکہ آپنے یہ دعویٰ بڑے زور سے کیا اور خدا نے انھین کامیاب کیا - تو کتب مقدسہ کی اقدم و اعظم کتاب توریت کی تکذیب لازم آتی ہے - آگے اختیار ہے -

اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ[3] - سیپارہ ۲۷ - سورۂ طور - رکوع ۲ -

باری تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اس کتاب کو تم لوگ مصنوعی جانتے ہو تو اسکے مثل کوئی کتاب لاؤ - اور فرمایا -

---

[1] یہ قرآن اللہ کے سوا اور کا بنایا ہوا نہین لیکن تصدیق ہے اوس کتاب کی جو اس کے آگے ہے - ۱۲

[2] بیشک تمہارے پاس (اہل کتاب) اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب آئی - ۱۲

[3] کیا وہ کہتے ہین اسکو ایسے ہی گھڑ لیا ہے نہین بلکہ وہ ایمان نہین لاتے - پھر اسکے مانند کوئی حدیث لادین اگر وہ سچے ہین ۱۲

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ۔ سیپارہ ۱ سورۂ بقر رکوع ۳

اور مکے مین شرفا و شعراے قوم قریش کو خطاب فرمایا۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ سیپارہ ۱۵۔ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۱۰

صداقت اور حق بھی بڑی قوت ہے

اوس شخص سے بڑھکر جرأت اور جسارت کس آدمی مین ہوسکتی ہے جسکا قلب ایمان کانشنس غرض تمام قواے نفسانی اوسکو کلی یقین اور اطمینان دلادین کہ تو صادق ہے۔ اب اس اطمینان قلبی کی لازمی خاصیت یہ ہے کہ وہ صادق مین ایک مخصوص فوق العادۃ قوت اور زور پیدا کردیتا ہے۔ اور اوسکے جذبات روحانی مین اس قسم کی شدید و حدید حرارت موجود ہوجاتی ہے کہ موجودات و کائنات کی قواے طبعی سے کوئی قوت و وجود اوس (صادق) کے دل مین ہیبت انگیز مغلوب کرنے والا رعب نہین ڈال سکتا۔ بلکہ اسکے صدق کا جوش کوہ مقناطیس کی طرح ضعیف مخلوق کے قوی سے جہاز کو اپنی طرف منجذب کرلیتا ہے۔ یہی وجدانی اور کیفی دلائل ایسے ہوتے ہین جو منطقی اور فلسفی دلائل سے بڑھکر دامی اثر سامعین کے قوے پر کرتے ہین۔ کیونکہ یہ دلائل اوس سرچشمۂ فطرت (نیچر) سے اخذ کیے

---

۱ اگر تم شک مین ہو اوس سے جو ہمنے اپنے بندے پر اوتارا تو اسکے مثل کوئی ایک ٹکڑا لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے گواہون کو بلاؤ اگر سچے ہو۔ پھر اگر تمنے نہ کیا اور ہرگز نہ کرسکوگے تو ڈرو اوس آگ سے جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہین جو کافرون کے لیے طیار کی گئی ہے۔ ۱۲

۲ تو کہدے کہ اگر جن اور انس اس قرآن کے مثل لانے پر متفق ہوجاوین تو اسکے مثل نہ لاوینگے گو باہم ایک دوسرے کے مددگار بن جاوین ۱۲

جاتے ہین جو کم و بیش ہر انسان مین ودیعت رکھی گئی ہے۔ اور اسی لیے فطرت انسانی اسکے فعل و انفعال پر بہت جلد آمادہ ہو جاتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بہت سے قسی القلوب مغشوش الفطرت انسان اوسپر کان بھی نہین دھرتے۔ مگر عموم صحیح المزاج سلیم الفطرت اوس بوق کی سُریلی پر معنی آواز کیطرف بڑے شوق سے بے اختیار دوڑے چلے جاتے ہین۔

اب ہم دیکھتے ہین کہ قرآن نے بھی اس قسم کے دلائل کو اختیار کیا۔ اور فطرت انسانی کی تسخیر کے لیے ایک عجیب فوق التصور نسخہ ایجاد کیا۔ اور یہ امتیاز و فخر من قبل و من بعد کبھی بھی کسی کتاب کو میسر نہین ہوا۔ اور اس خدائی ترکیب ترتیب نے جو اثر اوسوقت کے عرب کی غیر مہذب غیور مگر فصیح و سیف اللسان دنیا پر کیا۔ اور جو ویسا ہی ابتک قانون فطرت کے رازدانون اور دلدادون کے دل پر کر رہا ہے کچھ محتاج بیان نہین۔

عیسائیون نے نہایت کامیاب کوششین قرآن کی اس حقیت کے چھپانے کے لیے کی ہین۔ اور چاند پر تھوکنے کے لیے بہت کھینچ تانکر گردنون کو اوٹھایا ہے اور بقول اَلْغَرِيْقُ يَتَشَبَّثُ بِالْحَشِيْشِ سخت بے سر و پا دلیلون کو اپنا مایۂ ناز بنا رکھا ہے۔ کبھی قرآن کے مقابل مین سواطع الالہام۔ مقامات حریری۔ سبعہ معلقہ وغیرہ پیش کرتے ہین۔ اور کبھی ملٹن ہومر شکسپیر کو بلا لاتے ہین۔

کچھ ضرورت نہین کہ بار بار اون جوابات کا اعادہ کیا جائے۔ جو علماے اہل اسلام نے ان اعتراضات پر دیے ہین مگر ان آدمزادون کی قوت ایمانی پر سخت حیرت اور متعجب آتا ہے کہ ایسے فضول افسانون اور بد اخلاقی اور فحش مجسّم مضمونون کو ایک الہامی

کتاب قرآن کے مقابل مین جس نے اخلاقی۔ معاشرتی۔ تمدنی تعلیم کو تکمیل کے درجے پر پونہچایا پیش کرتے ہین۔ بیشک قرآن فصاحت و بلاغت مین اعلے سے اعلے درجے پر ہی۔ اور چونکہ وہ بعین الفاظ و ترکیب و ترتیب آنحضرت کے قلب نبوت پر وحی کیا گیا ہی بالضرور اوسے ایسا ہی ہونا چاہیے۔ مگر قرآن کی تحدی الفاظ کی بندش اور عبارت کی فصاحت کے بابت نہین۔ قرآن کا دعوی تو یہ ہی کہ کوئی کتاب ایسی لاؤ جسمین ایسی روحانی اخلاقی مکمل تعلیم ہو۔ قرآن مجید کا یہ دعوے ایسا ہی کہ حقیقتًا اسکا کوئی جواب کسی سے آجتک بن نہین پڑا۔ اور یون ادھر ادھر کی فضولیون کی کیا وقعت ہو سکتی ہی۔

پانچوین پیشین گوئی

سورۂ احزاب مین۔ تمام عرب کے مختلف فرقے مدینے پہ چڑھ آئے۔ اور مدینے کے یہود اور کل منافق لوگ ان حملہ آورون کے ساتھ شریک ہو گئے۔ اور مسلمانون کی یہ حالت ہوئی کہ لوگون نے کہدیا۔

[1] یَآاَھْلَ یَثْرِبَ لَامُقَامَ لَکُمْ۔ سیپارہ ۲۱۔ سورۂ احزاب۔ رکوع ۲۔

اور یہان تک نوبت پونہچی کہ ظاہر کے ساتھی جن سے امداد کی امید تھی۔ وہ بھی الگ ہونے شروع ہوئے جسکا بیان اس آیت مین ہی۔

[2] وَیَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْھُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا ھِیَ بِعَوْرَةٍ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا۔ سیپارہ ۲۱۔ سورۂ احزاب۔ رکوع ۲۔

---

[1] اے مسلمان مدینے والو تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہین۔ ۱۲۔
[2] اور ایک فریق اونمین سے نبی سے اجازت مانگتا کہ تمہارے گھر خالی ہین۔ حالانکہ وہ خالی نہ تھے۔ منشا اونکا فقط بھاگ جانا تھا۔ ۱۲

مسلمان پہلے ہی قلیل التعداد تھے - اور دس ہزار کفار کے مقابلے مین تین ہزار سے بھی کمتر انکی جمعیت تھی - اب ان لوگون کے الگ ہوجانے سے ایسی خطرناک حالت ہوگئی جسکا نقشہ قرآن شریف ان الفاظ مین کھینچتا ہے -

[1] اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ○ سیپارہ ۲۱ - سورۂ احزاب - رکوع ۲ -

اور اس واقعے کی خبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے تکمین دیدی تھی - کہ عرب کے احزاب اور انکی سنگتین ہمپر چڑھ آئینگی - (جیسا غنقریب آتا ہے) الا وہ سب بھاگ کر نا کامیاب چلے جائین گے - اور ایسا ہوا کہ جب مسلمانون نے اوس فوج کثیر کو دیکھا باین ہمہ قلت تعداد بول وٹھے -

[2] وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا - سیپارہ ۲۱ - سورۂ احزاب ع ۳ -

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حملے کے بابت پہلے ہی خبر دیدی تھی - اور یہ خبر علی العموم موافق و مخالف مین پھیلی ہوئی تھی - چنانچہ -

[3] وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا سیپارہ ۲۱ - سورۂ احزاب - رکوع ۲ -

---

[1] جسوقت اونھون نے تمکو ہر طرف سے محصور کرلیا - اور جسوقت آنکھین پتھرا گئین - اور کلیجے منہ کو آ گئے - اور طرح طرح کے ظن اللہ کی نسبت تم کرنے لگے - اوس موقع پر مومنین سخت بلا اور لرزے مین ڈالے گئے - ۱۲

[2] اور جب مسلمانون نے اون جماعتون کو دیکھا بول وٹھے یہ تو وہی ہے جو اللہ اور اوسکے رسول نے ہمسے وعدہ کیا اور سچ کہا اللہ اور اوسکے رسول نے اور اونمین ایمان اور تسلیم اور بھی بڑھ گیا - [3] اور جسوقت منافق اور بیمار دل لوگ کہنے لگے کہ اللہ اور اوسکے رسول نے تو ہمسے فریب کا وعدہ کیا تھا

اس سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ منافق وغیرہ مخالفین بھی پہلے ہی سے اس وعدے کو خوب جانتے تھے۔ گو اب بے ایمانی اور بزدلی نے اونھین قائم نہ رہنے دیا۔

نکتہ۔ لفظ وعدنا جو مسلمانون کے مُنہ سے نکلا صاف بتلاتا ہی کہ وہ شروع ہی سے اپنی کامیابی پر وثوق کلی رکھتے تھے۔ کیونکہ وعد کے معنی ہین کسیکو اوسکے مفید مطلب وعدہ دینا بخلاف ایعاد کے کہ اوسکے معنی دھمکی دینا اور ڈرانا ہی۔

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہین کہ اس وعدے کا ذکر خود قرآن کی ایسی سورت مین موجود ہی جو مکے مین اوتری۔ وہ آیت یہ ہی۔

جُندٌ[۱] مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ۔ سیپارہ ۲۳ سورۂ ص رکوع ۱۔

أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ۔ سیپارہ ۲۷ سورۂ قمر رکوع ۳۔

چھٹی پیشین گوئی

جب آنحضرت اور اونکے اصحاب قلت تعداد اور بے سروسامانی کے باعث مکے سے نکالے گئے۔ تو اونسے اور اونکے ہادی سے قرآن نے پیشین گوئی کے طور پر فرمایا۔

فَمَهِّلِ[۲] الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا۔ سیپارہ ۳۰ سورۂ طارق رکوع ۱۔

اور اپنے آپ کو چونکہ موسیٰ کے مثیل کہا تھا اسلیے آپنے دل بھر کے موسیٰ کے اتباع کا حال سُنایا۔

---

۱ احزاب (جماعتین) احزاب کے بڑے بڑے لشکر اوس جگہ شکست کھا جاوینگے۔ کہ یہ لوگ کہتے ہین کہ ہم بدلا لینے والی جماعتین ہین۔ عنقریب یہ سب لوگ شکست دیے جاوینگے اور بھاگ نکلین گے ۱۲۔

۲ ان کافرون کو کچھ مدت فرصت دے ۱۲۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا[1]

سیپارہ ۹- سورۂ اعراف- رکوع ۱۶-

اور صاف صاف تاکیدی الفاظ سے مکے مین یہ آیت پڑھ پڑھکر سنائی-

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ[2]- سیپارہ ۲۰ سورۂ قصص- رکوع- ۹-

یہ پیشین گوئیان صاف صاف پوری ہوگئین کہ تھوڑے عرصے مین کل سرزمین مکہ پر اہل اسلام کا تسلط ہوگیا-

ساتوین پیشین گوئی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِكُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا[3]- سیپارہ ۱۸- سورۂ نور- رکوع ۷ -

یہ پیشین گوئی صحابہ کے حق مین ایسی پوری ہوئی کہ تاریخ عالم مین اس کی نظیر نہین- اب ہم اس مضمون کو بخوف طوالت ختم کرتے ہین- کیونکہ غور کرنے والا ادیب خوب جانتا ہے کہ تمام قرآن کریم پیشین گوئیون کے عجیب عجیب مضامین سے بھرا ہوا ہے- لیکن بیشتر اس سے کہ اس مضمون کو ختم کرین- ایک نہایت لطیف

---

[1] اور ہمنے اونھین لوگون کو جنھین وہ ضعیف سمجھتے تھے زمین (مکہ) کی مشرقون اور مغربون کا وارث بنایا- ۱۲-

[2] بیشک وہ جسنے تجھے قرآن کا پابند بنایا یقیناً تجھے اصلی وطن (مکہ) مین پھیر لیجائیگا- ۱۲-

[3] اللہ نے تم مین سے مومنون اور نیکو کارون سے وعدہ کیا- کہ اونھین اس سرزمین (مکہ) مین ضرور خلیفہ بنائے گا- جیسا اونسے پہلون کو بنایا- اور وہ دین جو اونکے لیے پسند کیا ہے اوسے اونکی خاطر مضبوط کردیگا- اور اونکے خوف کو امن سے بدل دیگا- کہ وہ میری عبادت کرینگے اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائینگے- ۱۲-

وغریب حدیث کا ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہی - اور یہ حدیث صحت وصداقت مین وہ پایہ رکھتی ہی کہ احادیث کے معترضون اور منکرون کو بھی دم مارنے کی جگہ نہین - کیونکہ یہ حدیث ایسی دس ہزار کتابون سے زیادہ مین مندرج ہی جو وقوع واقعے سے سیکڑون برس پہلے تصنیف ہوئین - اور وہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین موجود ہی - وھو ھذہ -

لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوهِ ذُلْفَ الْأُنُوفِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ -

ابوداؤد - وَيَنْزِلُ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي بِغَائِطٍ يُسَمُّونَهُ الْبَصْرَةَ عِنْدَ نَهْرٍ يُقَالُ لَهُ دِجْلَةُ يَكُونُ عَلَيْهَا جِسْرٌ يَكْثُرُ أَهْلُهَا وَيَكُونُ مِنْ أَمْصَارِ الْمُسْلِمِينَ وَإِذَا كَانَ آخِرُ الزَّمَانِ جَاءَ بَنُو قَنْطُورَاءَ عِرَاضُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ حَتّٰى يَنْزِلُوا عَلَى شَطِّ النَّهْرِ فَيَتَفَرَّقُ أَهْلُهَا ثَلَاثَ فِرَقٍ -

ہماری احادیث پر طعن کرنے والے نوجوان اور پادری صاحبان حدیث کی صحت پر ذرہ غور کرین -

آپکے دشمنون سے آپکی حفاظت - آپ کی طرف سے باری تعالیٰ کا کافی ہونا

[1] نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ تم لوگ قتل کروگے قوم ترک کو جنکی چھوٹی آنکھین ہونگی - سرخ چہرے ہونگے چپٹی ناکین - گویا منہ اونکے ڈھالین ہین - تہ بتہ چمڑا چڑھا ہوا - یعنی گول منہ ہونگے اور نہ قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ تم لوگ لڑوگے اوس قوم سے جنکی جوتیان بالون کی ہین -

اور اوتر ین گے تھوڑے سے لوگ ہماری امت کے پست زمین کے نزدیک قریب ایک نہر کے اوسکا نام بصرہ کہین گے اور وہ نہر دجلہ کہا جاتا ہی اوسکے اوپر پل ہوگا - اوسکے لوگ بہت ہونگے اور وہ مسلمانون کے شہرون سے ہوگا اور جب آخیر زمانہ ہوگا تو بنو قنطورا جو چوڑے منہ والے اور چھوٹی آنکھ والے آوینگے یہانتک کہ جب لوگ نہر کے کنارے وارد ہونگے تو اوسکے لوگ تین گروہ پر منقسم

قَالَ تعالیٰ - فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ - اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ - سیپارہ ۱۴ سورۂ حجر رکوع ۶

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ - سیپارہ ۱ سورۂ بقر رکوع ۱۶

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ - سیپارہ ۶ - سورۂ مائدہ رکوع ۱۰

دیکھو قرآن مین کیسے کیسے وعدے نصرت و امداد الٰہی کے موجود ہین - ایک مسکین اور غریب گروہ کو کثیر التعداد اُمرا اور رؤسا اور سپہ سالارون کے سامنے پھر اونکے مذہب اور بت پرستی اور رسومات باطلہ کے مقابلے خالص خدا پرستی اور نئے اور عمدہ رسوم کی خوبی کا بیان - پھر یہ صرف جانسا اور مصنوعی دعویٰ ہی نہین - بلکہ اسکی صداقت اور سچائی تمام دنیا آنکھ سے دیکھ سکتی ہے - ہنسی اور مسخرہ پن کرنے والون کا نام و نشان عرب مین نہ رہا - عداوت و شقاق خواب و خیال ہوگئے نبی عرب خدا کی حفاظت سے صرف خدا کی بلاہٹ پر دنیا سے عالم بالا کو تشریف لے گئے - آپکی عظمت اس آیت شریف سے بھی ظاہر ہوتی ہے -

وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ - سیپارہ ۷ - سورۂ انعام - رکوع ۸ -

---

[1] سو کھولکر سنا دے جو تجکو حکم ہوا اور دھیان نکر شرک والون کا ہم بس ہین تیری طرف سے ٹھٹھے کرنے والونکو جو ٹھہراتے ہین اللہ کے ساتھ اور کسی کی بندگی سو آگے معلوم کرینگے ۱۲

[2] پھر اگر وہ بھی یقین لاوین جسطرح جیسے تم یقین لائے تو راہ پاوین اور اگر پھر جاوین تو اب وہی ہین ضد پر سو اب کفایت ہے تیری طرف سے اونکو اللہ اور وہی ہے سنتا جانتا ۱۲ -

[3] اے رسول پہنچا جو اوترا تیرے رب کی طرف سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجکو بچالیگا لوگون سے ۱۲

[4] اور اوسکو جھوٹ بتایا تیری قوم نے اور یہ تحقیق ہے تو کہ مین نہین تم پر داروغہ ہر چیز کا ایک وقت ٹھہرا ہے اور آگے جان لوگے

اہل مکہ جب آپکو سخت تکالیف پونہچاتے تھے اور اسلام کے استیصال پر کمر بستہ تھے تو آپنے الٰہی کلام پڑھ سنایا اور کہا۔

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ¹ - سیپارہ ۲۶ - سورۂ محمد - رکوع ۲ -

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا ² قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّن كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ - سیپارہ ۱۴ - سورۂ نحل - رکوع ۱۵ -

وَلَقَدْ ³ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظَالِمُونَ

سیپارہ ۱۴ - سورۂ نحل - رکوع ۱۵ -

پھر غور کرو - سوچو - تامل کرو - آپکی تمثیلین کیسی راست ہوئین - اور ناسمجھ کفار بدکردار کیسے ہلاک ہوئے -

کامیابی بھی راستی کی بڑی دلیل ہے خصوصًا جب تکذیب کنندونکی ہلاکت کے ساتھ ہو خداکو نوح کی قوم کا غرق کرنا - اور عاد کی قوم کو ریح صرصر کے ساتھ تباہ کر دینا - صالح کی قوم کا کڑک سے نیست ونابود ہونا - شعیب کی قوم پر یوم ظلہ کی ذلت بھیجنا - لوط کی تکذیب سے قوم لوط اور اونکی بستیون کو تہ وبالا کر دینا - فرعون کے لاؤ لشکر کو بحر قلزم مین فنا کرنا - یہ سب باتین انبیا کی کرامات اور انکی وجاہت ہین تمام سورۂ شعرا مین

---

¹ اور کتنی تھین بستیان جو زیادہ تھین زور مین اس تیری بستی سے جس نے تجکو نکالا - ہمنے اونکو کھپا دیا پھر کوئی نہین اونکا مددگار - ۱۲

² اور بتائی اللہ نے کہاوت - ایک بستی تھی چین امن سے چلی آتی تھی اوسکو روزی فراغت کی ہر جگہ سے پھر ناشکری کی اللہ کی احسانونکی پھر چکھایا اوسکو اللہ نے مزہ کہ اونکے تن کے کپڑے ہوئے بھوک اور ڈر بدلا اوسکا جو کرتے تھے ۱۲

³ اور اونکو پہونچ چکا رسول اونہین مین کا پھر اوسکو جھٹلایا پھر پکڑا اونکو عذاب نے اور وہ گنہگار تھے - ۱۲

اسکا مفصل بیان موجود ہے۔ اور جہان آیت ختم ہوتی ہے وہان آتا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔ سیپارہ ۱۹۔ سورۂ شعرا رکوع ۱[1]

پھر بہت انبیا کی نسبت اسطرح قصص بیان کرتے کرتے قرآن کہتا ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتا ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ سیپارہ ۱۲۔ سورۂ ہود رکوع ۲۶۔[2]

اور کہتا ہے۔

وَاِنْ یُّکَذِّبُوْكَ فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ وَقَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ مَدْیَنَ وَکُذِّبَ مُوْسٰی فَاَمْلَیْتُ لِلْکٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ۔ سیپارہ ۱۷۔ سورۂ حج۔ رکوع ۶۔[3]

غرض ان تمام مکیہ آیات مین دیکھو جب کہ مسلمان نہایت کمزور تھے کیسی کیسی پیشین گوئیان ہوئین۔ اور صرف پیشین گوئی ہی نہین تھی بلکہ نصرت الٰہیہ کے ساتھ تھی۔ اور پھر غور کرو کسطرح پوری ہوئین۔

ضرورت قرآن

ایک پادری نے عدم ضرورت قرآن پر ایک کتاب لکھی ہے اور کتاب کا نام بھی عدم ضرورت قرآن رکھا ہے

اس کتاب کا تمام مطلب ان دو جملون مین موجود ہے۔ رسالہ عدم ضرورت کے مصنف اور اوسکے ہمخیالون کو قرآن کی ضرورت ثابت نہین ہوئی اسلیئے قرآن ضروری نہین۔ یا قرآن

---

[1] اسمین البتہ نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے ۱۲

[2] سو تو ٹھیرا رہ البتہ آخر بھلا ہے ڈر والون کا ۱۲

[3] اور اگر تجکو جھٹلا دین تو اونسے پہلے جھٹلا چکی نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰ کو جھٹلایا پھر مین نے ڈھیل دی منکرون کو پھر اونکو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار ۱۲

کے عمدہ مضامین خدا کی ذات اور صفات اور عبادت وغیرہ کے متعلق اور معاشرت و تمدن
و سیاست وغیرہ کی نسبت - اور اخروی حساب و کتاب یا جزا اور سزا وغیرہ کے متعلق مع
ضروری تواریخ قدیمہ کتب سابقہ انبیا میں بہ تفصیل موجود ہین پس قرآن کی کوئی ضرورت
نہین - یہی دو دعوے عدم ضرورت قرآن کے لیے رسالہ عدم ضرورت قرآن کے
مصنف نے بیان کیے ہین -

جواب

او نادان - کیا تو اپنی تلاش سے خدا کا بھید پا سکتا ہی (یاد رکھو -) انسان اس کام
کو جو خدا شروع سے کرتا آتا ہی نہین دریافت کر سکتا -

مین نے خدا کے سارے کام پر نگاہ کی اور جانا کہ انسان اس کام کو جو سورج کے
نیچے کیا جاتا ہی دریافت نہین کر سکتا - اگرچہ انسان محنت سے اس کام کا کھوج کرے
پر کچھ دریافت نہ کریگا - نہایت یہ ہی کہ حکیم ہر چند گمان کرے کہ اسکو معلوم کرے گا - پر
اسکا بھید کبھی نہ پا سکیگا -

واہ خدا کی دولت اور حکمت اور دانش کی کیسی گہرائی ہی - اوسکی عدالتین دریافت
سے کیا ہی پرے ہین - اور اوسکی راہین پتہ ملنے سے کیا ہی دور ہین - کس نے خدا
کی عقل کو جانا ہی - یا کون اوسکا صلاح کار رہا -

پادری صاحب کیا پہلا انسان تو ہی پیدا ہوا - کیا تو پہاڑون سے پہلے بنایا
گیا - کیا تو نے خدا کے بھیدون کو سن پایا -

سنو پادری صاحب تمھاری اور تمھارے ہم خیالون کی نسبت قرآن پہلے ہی کہہ
چکا ہی اور ضرور تین بتلا چکا ہی -

دیکھو پہلی ضرورت

[1] وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِیْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ یُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ اَوْ یُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝ یَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ سیپارہ ۳ - سورۂ عمران رکوع ۸

ان آیات میں بہت سی باتیں بتاکر باری تعالیٰ فرماتا ہے - کہ نبوت اور قرآن خداوند کریم کا فضل ہے - اور فضل کے دینے میں اللہ تعالےٰ کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے خاص فضل سے مخصوص کرے - خدا کا وہ ارادہ جس سے وہ اشیا پیدا کرتا ہے اوسکی تکمیل ایک لابدی امر ہے کیونکہ اوس قادر مطلق کی قدرت اور طاقت کے واسطے کوئی مانع نہیں - اسی ارادہ ازلی کی تکمیل کی ضرورت نے نزول قرآن اور نبوت محمد عربی کو ضرور کر دیا - مثلاً نادانی سے کوئی کہے کہ پطرس اور یوحنا وغیرہ تو مسیح کے حواری ہو چکے تھے - پولس کو حواری بنانے کی کیا ضرورت تھی - تو اسکا ٹھیک جواب یہی ہوگا - اور جتنے حواری ہونے کے لیے ازل میں منظور ہو چکے وہ ضرور حواری ہوئے -

دوسری ضرورت

جن لوگوں کو پولس کے ذریعے اور وساطت سے ایمان لانا تھا اونکے لیے

---

[1] اور کہا ایک گروہ نے اہل کتاب میں سے ان لو جو کچھ اوترا مسلمانوں پر دن چڑھے اور منکر ہو جاؤ آخر دن - شاید وے پھر جاویں اور یقین نکرو مگر اوسی کا جو چلے تمہارے دین پر - تو کہہ ہدایت ہی جو ہدایت اللہ کرے - یہ اسواسطے کہ اور کو ملا جیسا کچھ تمکو ملا تھا یا مقابلہ کیا تمسے تمہارے رب کے آگے - تو کہہ بڑائی اللہ کے ہاتھ ہے دیتا ہے جسکو چاہے اور اللہ گنجایش والا ہے خبردار خاص کرتا ہے اپنی مہربانی جسپر چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہے ۱۲ -

پولوس کا آنا ضرور تھا۔ ایسا ہی جن لوگون کو قرآن اور محمدؐ صاحب کے ذریعے ایماندار ہونا اور خدا کی بادشاہت مین داخل ہونا تھا اونکے لیے قرآن کا آنا اور محمدؐ صاحب کا ہادی ہونا ضرور تھا۔ عرب کی بت پرستی اور انکا باہمی بے شل کینہ وعداوت کس مذہب نے دور کیا۔ کیا یہودیت نے انکو وحدہٗ لا شریک لہٗ مین ایک کر دکھلایا۔ کیا عیسائی اخلاق کی تاثیر انکے بغض وعداوت کو دنیا سے معدوم کر گئی۔ دیاان آیات کی پرتاثیر آواز تھی جس نے دم کے دم مین انکے کانٹے پلٹ دیے۔

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُم بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنقَذَكُم مِّنْهَا[1]۔ سیپارہ ۴۔ سورۂ عمران۔ رکوع ۱۱۔

تیسری ضرورت

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَأَنزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ[2]۔ سیپارہ ۲۔ سورۂ بقر۔ رکوع ۲۶۔

إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ[3] سیپارہ ۲۰۔ سورۂ نمل۔ رکوع ۶۔

ان آیات مین قرآن نے ظاہر کیا ہی کہ جب بڑے بڑے دینی اور نہایت ضروری

---

[1] اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی (دین اسلام) سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تھے تم آپس مین دشمن پھر الفت دی تمہارے دلونمین اب ہو گئے اوسکے فضل سے بھائی اور تھے تم کنارہ پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تمکو خلاص کیا اوس سے ۱۲

[2] لوگون کا دین ایک تھا پھر بھیجے اللہ نے نبی خوشی اور ڈر سنانے والے اور اتاری اونکے ساتھ کتاب سچی کہ فیصل کرے لوگون مین جس بات مین جھگڑا کرین ۱۲۔

[3] یہ قرآن سُناتا ہی بنی اسرائیل کو اکثر چیزین جسمین وے پھوٹ رہے ہین ۱۲۔

امور مین لوگون کا اختلاف پڑجاتا ہی تو اوسوقت خدا کی طرف سے اختلاف مٹانے والی کتاب نازل ہوتی ہی۔

یہود مین فریسیون کا اعتقاد تھا کہ وہ ابراہیم کی راستبازی سے راستباز ٹھہر کر نجات پاوینگے۔ قرآن نے بتا دیا۔

وَقَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَةً ۚ قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ ۖ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ بَلَىٰ مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ سیپارہ ۱۔ سورۂ بقر۔ رکوع ۹۔

اسی لیے فرقے یہود کے خلوت نشین اور جتی ستی جنگلون مین وحشیانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اور عیسائی پوپون کی طرح خداداد انعامات سے محروم تھے۔ اس بیجا تشدد کو آیت

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ ۔ سیپارہ ۲۷۔ سورۂ حدید رکوع ۴۔

فرماکر مٹا دیا۔ اور قدرتی انعامات سے متمتع ہونے کے لیے۔ آیۂ

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۔ سیپارہ ۱۸ سورۂ مومنون۔ رکوع ۴

اور قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ ۔ سیپارہ ۸ سورۂ اعراف رکوع ۴

سلہ اور کہتے ہین ہمکو آگ نہ لگے گی مگر کئی دن گنتی کے۔ تو کہہ کیا لے چکے ہو اللہ کے یہان سے قرار تو البتہ خلاف نکریگا اللہ اپنا قرار۔ یا جوڑتے ہو اللہ پر جو معلوم نہین رکھتے۔ کیون نہین جس نے کمایا گناہ اور گھیر لیا اوسکو اوسکے گناہ نے سو وہی ہین لوگ دوزخ کے۔ اوسی مین رہین گے۔ ۱۲

سلہ اور ایک دنیا چھوڑنا اونھون نے نیا نکالا۔ ہمنے نہین لکھا تھا یہ اونپر ۱۲

سلہ اے لوگو کھاؤ ستھری چیزین اور کام کرو بھلا۔ ۱۲۔

سلہ تو کہہ کسنے منع کی ہی رونق اللہ کی جو پیدا کی اوسنے اپنے بندونکے واسطے اور ستھری چیزین کھانے کی ۱۲۔

کافرمان راحت عنوان جاری فرمایا۔ پھر یہود نے حضرت مسیح جیسے منجی اور ہادی کا انکار
کیا۔ اور پرلے درجے کی بے دینی سے انکی جناب مین نامناسب کلمات کہے۔ بلکہ اپنی
نادانی سے سچے مسیح کو چھوڑ کر وہمی مسیح کے منتظر ہو گئے۔ قرآن نے یہود کو بتلا دیا کہ مسیح
آچکے اور ہزارون یہود ونکو منوا دیا۔ اور انپر جنھون نے انکار کیا الزام کو کامل کر دیا ایسے
مدعی کے لیے جو آپ حکم نہ دے سکے اپنے مدعا علیہ کے ملزم کرنے کے لیے صاحب حکم کی
ضرورت پڑتی ہی۔ دیکھو یوحنا کے ۱۲ باب ۴۷ مین مسیح فرماتے ہین۔ جو کوئی مجھپر ایمان نلاوے
مین اوسپر حکم نہین کرتا۔ معلوم ہوا حضرت بے بس ہین حکم کا اختیار نہین رکھتے۔
اور مرقس ۱۶ باب ۱۶ مین فرماتے ہین۔ جو کوئی ایمان نہین لاتا اوسپر سزا کا حکم کیا جاویگا
معلوم ہوا کہ مسیح کے بعد زمانے مین مسیح کے منکرون پر حکم ہو گیا۔ اسواسطے ضرور ہوا کہ
قرآن اور صاحب قرآن آوے اور حضرت مسیح کے سچا مسیح ہونے کی گواہی دیکر اختلاف
کو مٹاوے اور منکر کو ملزم کرے۔ پھر حضرت مسیح جیسے رحیم و کریم مسکین و خاکسار آدمی کی
نسبت غلو شروع ہو گیا۔ اس مقدس ابن انسان کی الوہیت کا بے وجہ دعوی کیا گیا
بلکہ بعض ایک فرقے نے بقول موشیم اور ہالیم حضرت مسیح کی والدہ مریم صدیقہ کو بابت
تثلیث کا متمم یقین کیا۔
کالڈین حضرت مریم کی تصویر کو گوٹے کناری کے کپڑے پہنانے لگے اور شیر مال
[illegible] شروع کر دی۔ تثلیث کی مجلس مین خدا باپ کے علاوہ اور دو
خدا مسیح و مریم [illegible] گئے۔
تثلیث انسانیہ اور نور ایمان ایسے لغو مسائل پر انکار کرنے کے لیے مضبوط کمر باندھے
ہین۔ مگر اس توہم کا لشکر انکے سر پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ کہ دیکھ تجھے قانون قدرت کا علم پورا

نہین- خدائی اسرار پر پہونچنے کے لیے تیری رسائی نہین- الہامًا ان مسائل پر اعتقاد کر- اسواسطے فطرت سلیم اور عقل مستقیم سچے صاحب الہام کے فیصلے لینے کو ضرور متوجہ ہوئی ہر الہام نبوت کے خاتم نے زور سے فرمادیا مسیح کی اُلوہیت الہامی نہین یہ اعتقاد بُت پرستی اور کفر کی جڑ ہے-

یورپی عقائد کی بیخ کنی اوسوقت تک شروع نہوئی جب تک عرب کے میدان سے یہ سچی سرزنش عیسائیون پر نہوئی-

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ- سیپارۂ سورۂ توبہ رکوع ۵
ٹھہرا لیے ہین اپنے عالم اور درویشون کو خدا اللہ کو چھوڑ کر ۱۲

ہند اور ایران مصر اور یونان بے ریب علوم وتحقیقات کے مخزن تھے- الا بت پرستی کے عام رواج نے ان ملکون مین یہ طاقت کہان باقی رکھی تھی- کہ مریم یا مسیح کی اُلوہیت کا کھلا باطل مسئلہ- اور عشاے ربّانی مین روٹی اور شراب کا حقیقتًا نہ مجازًا مسیح کے گوشت اور لہو ہوجانے کا وہم اہل دنیا کے دلون سے اوٹھاتی- پھر عرب کے سے جاہل اور سخت بُت پرست ملک سے کیا امید تھی کہ ان توہمات کا مقابلہ کرتا-

کفّارے کی لغو امید نے لوگون کی یہ حالت کردی تھی کہ انکے دلون سے گناہ کا ڈر اوٹھ گیا تھا- کیونکہ جب مسیح پر ایمان لانے والون کے بدلے مین خود مسیح مطعون ہو گئے- اور وہی سزایاب ہوگئے- تو ایسے مومن کو جو مسیح پر ایمان لایا گناہ کا ڈر ہی کیا رہا- جب کفر و شرک کی ایسی گھٹا چھائی ہوئی تھی تو قرآن کی سخت ضرورت ہوئی کہ دنیا مین اُترے تاکہ حضرت مسیح سے ان اتہامات کو دور کرے اور دنیا مین خالص توحید کو جو اصل اور مقصود بالذات مواعظ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا ہی پھیلاوے- جزاالله عنّا من نزّل

سیل صاحب کا ترجمہ صفحہ ۳۵- اور گبن جلد صفحہ ۲-۴- موشیم جلد ۱ صفحہ ۲۳۲-

عَلَیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ اَحۡسَنَ الۡجَزَآءِ۔

ابطالِ اُلوہیت مسیح مین مین نے علیحدہ مضمون لکھا ہی۔ اور اوسمین یہ ظاہر کیا گیا ہی کہ بعض عیسائی قرآن کے نہ سمجھنے سے یہ کہتے ہین کہ قرآن نے مسئلہ تثلیث کو سمجھا ہی نہین۔ اور انسانیت اور اُلوہیت کے اجتماع پر قرآن نے نظر نہین کی۔ پادریون کی اس غلطی کو وہان واضح کردیا ہے۔

چوتھی ضرورت

دنیا مین انبیا کی پاک تعلیم نے خداے تعالےٰ کی عظمت اور بڑائی اور اوسکے عدل اور قدّوسیت اور رحم اور قدرت کاملہ اور ربوبیت عامّہ کا وعظ پھیلایا۔ اور بعض مصلحان قوم نے بھی جنکی فطرت سلیم اور قوت ایمانیہ مستقیم تھی توحید کو عمدگی سے بیان فرمایا۔ مگر انکے اتباع نے آخر اپنے ہادی ہی کو معبود بنالیا۔ حضرت مسیح نے خداوند کریم کی بزرگی اور عظمت کو بیان توکیا مگر آخر عیسائیون نے مسیح کو خداے مجسّم کہدیا۔ بلکہ خوش اعتقادون نے اونکی والدہ مریم صدیقہ کو بھی متمم ماہیت تثلیث تجویز کیا آریہ ورت حکما اور عوام سری کرشن جی اور سری رامچندر جی کو خدا کا اوتار کہہ اوٹھے۔ گرو نانک صاحب کے تارک الدنیا اخلاق مجسم چیلے گرو صاحب کو اوتار بنا گئے۔

پس ایسے واعظون کے تعلیم یافتہ پیروون کی یہ حالت کیون ہوئی۔ صرف اس لیئے کہ مریدون کی اپنے ہادی سے دلی محبت سابقہ بُت پرستی کی عادت سے ملکر نور ایمان اور عقل صحیح پر غالب آگئی۔ اور کوئی ایسی قومی روک انکے ہادیون نے نہین رکھی تھی جسکے ذریعے توحید خالص ونکے مشرکانہ طبایع کو فتح کرلیتی۔ مین جب عیسائیون اور ہندیون اور سکھون کے مقدس لوگون کو شرک کرتے دیکھتا اور اونکی زبان سے سنتا ہون کہ وہ

کہتے ہین ہمارے ہادی خدائے مجسّم اور اوتار تھے۔ تو مجھے یقین ہوجاتا ہی کہ بیشک یہ سچّا سچّے خدا کا کلام ہی۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۝[1]

سیپارہ ۲۲ سورۂ احزاب رکوع ۵۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ محمد صاحب نے عملًا اور اونکی امّت نے حسب تعلیم اپنے ہادی کے اصولًا اقرار توحید ساتھ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کے اقرار لازمی کیا ہی۔

اس کلمے کے ایزاد نے جو کچھ اثر دنیا پر دکھلایا وہ بالکل ظاہر ہی۔ اور یہی اسکے منجانب اللہ ہونے کی بڑی زبردست شہادت ہی۔ ہندوستان کے ہادیوں نے ملک سے سکتے کی خطرناک پوجا اور رگنگ کی خلاف تہذیب پرستش کو کم نہ کیا۔ اور یہود نے طرافیم کی پوجا اوسوقت تک نہ چھوڑی جب تک۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ[2]۔ سیپارہ ۵ سورۂ نساء رکوع ۸۔

کی صدا عرب سے نہ سُنی۔

بغیر ناصری کی بڑی کوششوں اور محنتوں اور تکالیف بلکہ جانفشانیوں کو مین کس کامیابی کا عنوان بناؤن جبکہ وہ آپ اور اوسکی ماں دونون معبود قرار دیے گئے۔ مسیح تو عمومًا تمام عیسائیون کے معبود ہین اور انکی والدہ خصوصًا رومن کیتھولک کے یہان پوجی جاتی ہین۔

بیشک انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اس تکمیل کی محتاج تھی۔ کہ وہ اپنی خالص عقیدہ کو دینی تعلیم کا ضروری جزو قرار دیتے۔ اس ضرورت کو صرف قرآن اور محمد صاحب ہی کی

---

[1] محمدؐ باپ نہین کسی کا تمہارے مردون مین لیکن رسول ہی اللہ کا اور مُہر سب نبیوں پر ۱۲

[2] تو نے نہ دیکھے جنکو ملا ہی کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہین بتون اور شیطانون کو ۱۲۔

تعلیم نے پورا کیا۔
اسی فقرے کے اثر نے عرب جیسے خالص بُت پرست ملک سے بُت پرستی کا استیصال ہی نہین کیا بلکہ یہودبھی چونک اوٹھے با این کہ ہمیشہ مرتد ہوجاتے اور بُت پرستی کرتے تھے جیسے قاضیون کی کتاب اور اونکے بچھڑو کی پرستش کرنے وغیرہ امور سے ظاہر ہے۔ اور آریہ کے معزز باشندے دعوے کرنے لگے کہ ہمارے مقدس وید بُت پرستی کے دشمن اور توحید خالص کے حامی ہین۔

پانچوین ضرورت

خدا کی توحید ذاتی اور توحید صفاتی کی تعلیم جسے توحید ربوبیت کہتے ہین اجمالاً اور علماً تمام تاریخی مذاہب مین موجود ہے۔ اور ان مذاہب کے پیرو باری تعالےٰ کی یکتائی ذات اور صفات مین بیشک ظاہر کرتے ہین۔ اور اسکے مقر ہین۔ الاّ توحید اُلوہیت کے پر تاثیر اور کامل واعظ حضرت قرآن کو اس فخر کا تاج پہنایا گیا کہ اوسنے ہر سہ اقسام توحید کو ہزارون پہلوؤن اور مختلف انداز بیان سے مکمل کر دیا۔ محققون اور علماے اسلام کا حال مین کیا لکھون۔ انکے حالات اور کمالات سے قطع نظر کرکے اگر زواید اور رسومات کو نظر انداز کیا جائے تو قرآن کے عام پیروون مین جاہل سے جاہل اور اُمی کیون نہو۔ جیسی توحید کی زبردست جڑ لگی ہوئی ہے کسی اہل مذہب مین اسکی نظیر نہین۔ اور اسی لیے وہ واجب التعظیم شخص جسپر ایسی کامل اور مکمل کتاب نازل ہوئی واجبی اور حقیقی استحقاق خاتم الانبیا والمرسلین ہونے کا رکھتا ہے۔

اسرائیلی انبیا برابر فرشتون کے آگے سجدے کرتے اور اونکو مالک اور خداوند پُکار پُکار کر اپنا ممد اور معاون جانتے۔ اور اونکے آگے قربانیان گذرانتے رہتے۔ دیکھو

یشوع کے وقت یشوع نے آنکھ اوپر اوٹھائی تو دیکھا ایک شخص تلوار کھینچے ہوئے کھڑا ہی
یشوع نے اوس سے پوچھا کہ تو ہماری طرف ہی یا ہمارے دشمن کی طرف ہی اوسنے کہا
کہ مین خداوند کے لشکر کا سوار ہوکے آیا ہون۔ تب یشوع زمین پر اوندھا گرا اور سجدہ کیا
اور اوس سے کہا میرا مالک اپنے بندے کو کیا ارشاد فرماتا ہی۔ خدا کے لشکر کے سردار
نے یشوع کو کہا اپنے پانون سے جوتی اوتار۔ کیونکہ یہ مقام جہان تو کھڑا ہی مقدس ہی۔
محمدؐ صاحب کی تکمیل یہ تھی کہ توحید الوہیت کے وعظ سے جسے توحید فی العبادت
کہتے ہین اپنی بات کے ماننے والون کو پورا موحد بنادیا فداہُ ابی و امی۔ اور
خدائی پرستش کے کام کو تعلیماً پورا کردیا۔

اس میرے قول کی شہادت موسیٰؑ کے بعد یہود کی عام حالت۔ اور محمدؐ صاحب کے
بعد عرب کی حالت مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتی ہی۔ موسیٰؑ علیہ السلام پہاڑ پر تشریف لے
گئے۔ اور اونکے پیچھے بچھڑو کی پرستش شروع ہوگئی۔ بلکہ عیسائی عالمون کے نزدیک
حضرت ہارون جیسے کاہن گوسالے کے بنانے والے ٹھہرے۔ اور کتاب قضات
کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ بنی اسرائیل کیسے جلد جلد مرتد ہوجاتے تھے۔
بخلاف اسکے عرب کے لوگ تیرہ سو برس گذرگئے ابتک بت پرستی کے قریب
بھی نہ گئے۔

چھٹی ضرورت

ابراہیم کے پلوٹھے اسمٰعیل کے حق مین خداے تعالےٰ نے برکت کا وعدہ کیا۔
اوس وعدے کا ایفا محمدؐ صاحب کے پیدا ہونے تک دنیا مین مخفی رہا۔

ساتوین ضرورت

[illegible]

موسےؑ نے اپنے مثل نبی کے قائم ہونے کی پیشین گوئی فرمائی تھی - اور وہ پیشین گوئی اسوقت تک تصدیق نہوئی جب تک اوسکا مصداق نہ آیا - اور جب اس پیشین گوئی کا مصداق آگیا تو اوسکی تصدیق ہوئی -

سوال

محمدی تعلیم کی فضیلت ثابت کرو - کیونکہ اگر ان اقتباسات کو جو مقدسہ کتب سے قرآن مین مندرج ہوئے ہین نکالدین تو محمد صاحب کی خاص تعلیم ناقص پائی جاتی ہے - یہ اسلام تو مقدسہ کتب کا اقتباس اور محمدی عندیات کا مجموعہ ہے -

جواب

ملک کے خیر خواہ اور قوم کے مصلح لوگ انبیا علیہم السلام ہون یا حکمائے عظام بشر طیکہ اس پچھلے گروہ کو طمع دامنگیر نہو - اور نبوت کے چراغ سے روشنی یافتہ ہون تو وہ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے ہین کہ لوگون مین سے انکی موجودہ برائیون کو دور کرین - اور آیندہ کے خطرات کا ایسا انتظام کرین جسکے باعث قوم اور ملک کی آیندہ نسلین برائیون سے محفوظ رہین -

سچے مصلحان ملک اور خیر خواہان قوم کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ اگر ملک یا قوم مین اچھی باتین موجود نہون - تو آیندہ وہ عمدہ باتین پیدا کر دکھلاوین - یا پیدا کرنے کی کوشش کرین - کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگون مین عمدہ باتون کے اصول موجود رہتے ہین - الا ملک کی آب وہوا اور قوم کے رسومات اور حکام کے ظلم یا عیاشی اور تعلیم کی کمی یا اصول حقہ کے ساتھ ناقص تعلیم کے ملجانے سے وہ عمدہ اصول چند برائیون کے ساتھ ملجاتے ہین - مصلحان قوم کا یہ بھی فرض ہوتا ہے کہ ان عمدہ اصولون کو ناپاک

عوارض سے پاک وصاف کرکے رائج رکھین۔

یہ قوم پر فدا اور قوم کے دلدادہ برائیون کے دشمن اور راستی کے جان دادہ ہوتے ہین۔

انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حکماے عظام کے وجود با جود سے یہ عظیم فائدہ دنیا کو پہونچتا ہی۔ کہ وہ ان سب عمدہ رسوم اور پاکیزہ اصول کو جو اونکے ظہور اور بعثت سے پہلے اونکی قوم مین رائج چلے آتے ہین خواہ وہ بطور عادت ہون یا بطرز عبادت ادیان حقہ کا بقیہ ہون یا کتب مقدسہ کا عطیہ انھین انکی حالت پر قائم اور بحال رکھتے ہین۔

قوم اوس سوتے آدمی کے مانند ہوتی ہی جسکے دائین بائین اور آگے پیچھے ہر قسم کا سامان عیش و آرام کھانے پینے پہننے اور دیکھنے کا موجود ہو۔ الاوہ غافل و سکے استلذاذ سے محروم ہو۔ اور نبی اوس بیدار اور ہوشیار خیرخواہ کے مثل ہوتا ہی جو باقتضاے فطرت اور جبلت کے اس سوئی ہوئی غفلت کی ماری قوم کو جگاتا ہی اور اس سوئی ہوئی قوم کو ان آرام کی اشیا سے بہرہ مند ہونے کی ترغیب دیتا ہی۔

انبیا علیہم السلام قدرتی صنائع اور بدائع کی طرف جن سے قوم غفلت کی وجہ سے چشم پوشی کررہی ہی توجہ دلا کر قوم کو خالق کا عاشق بنانا چاہتے ہین۔ اور قدرتی اشیا مین تدبر اور تفکر کی ترغیب دلاکر صانع عالم کا شکر گذار کرتے ہین۔ کیا وہ کوئی امر اپنی اٹکل سے گھڑ کر دہمیون کا دل لبھانا چاہتے ہین۔ اور کیا وہ ما فوق الفطرۃ کرشمے دکھلا کر توہمات مین پھنسانے کی طرح ڈالتے ہین۔ نہین اڑھائی اینٹ کی جدا مسجد بنانا اونکا کام نہین۔ اور یہی بات بقول ایک خیرخواہ اسلام کے انکی راستی اور سچائی خیرخواہی اور بے ریائی کا نشان ہی۔ فِدَاہُم اَبِی وَاُمِّی۔

سچ کہا جسنے کہا کیسے کافر نعمت وہ لوگ ہین جنھون نے اس قسم کے مقدسون کی اس راستی اور راستبازی کی قدر نہین کی - بے ریب اسلام اون تمام خوبیون کا مجموعہ ہی جو اسلام کے سوا اور مذاہب مین فرداً فرداً موجود ہین -

قرآن کو کہو بلکہ اسلام کو بیشبک یہ فخر حاصل ہی - اگر صحیح الفطرۃ اور مستقیم العقل والے سچے منصف بیجا التعصب کی آفت سے بچے ہوئے اسی پرجوش دل سے کہدین - ع

آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری *-

ناظرین سنو - اور دل کی کھڑکیان کھولکر سچے دل سے سنو - اسلام انسان کی داخلی اور خارجی مگر بھولی اور کھوئی ہوئی باتون کو ہم ہی سے لیکر اور اسی عالم ناسوت اور شاہد سے لے کر ہمپر وارد کرتا ہی -

اسی راستی اور سچائی کی تائید اور حقہ اصول کے بحال رکھنے کے باعث اسلام کی حقیقت نہ سمجھنے والون نے اسلام کو اقتباس کا الزام لگایا -

میرا یہ کہنا کہ قرآن ان تمام خوبیون کا مجموعہ ہی جو دوسری کتابون مین پائی جاتی ہین اور تمام اون پاک مضامین پر حاوی اور مشتمل ہی جو اور اور انبیا کی مقدسہ کتب مین فرداً فرداً موجود ہین - بعینہٖ قرآن کریم مین موجود ہی -

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ - سیپارہ ۶ - سورۃ مائدہ - رکوع ۷ -

ہان قرآن مجید کتب مقدسہ کے اون قوانین سے اختلاف رکھتا ہی جو مقدسہ کتب مین مختص الزمان یا مختص المکان یا مختص القوم تھے - اور اسی اختلاف کے باعث سے

سلہ اور تجھپر اتاری ہمنے کتاب تحقیق سچا کرتی سب اگلی کتابون کو اور سب پر شامل ۱۲

اسلام کے ناآشناؤن نے اسلام کو اقتباسات اور عندیات کا مجموعہ خیال کیا ہو

یہود مین قیامت کے منکر لوگ بھی موجود تھے (فرقۂ صدوقی) یہود مین ایک فرقے کا یہ بھی عقیدہ تھا - کہ بنی اسرائیل ابراہیم کی اولاد ہین - ابراہیم کی راستبازی سے ضرور راستباز ٹھہرینگے - (دیکھو عقائد فرقۂ فریسی) عیسائیون مین حضرت مسیح کی پرستش سے شرک جیسی بُری آفت لکوکھا بندگان الٰہی کے رگ و ریشے مین پھیل رہی تھی - رومن کیتھولک وغیرہ مین حضرت مسیح کی والدہ مریم صدیقہ کی عبادت نے جو ہند و عرب کی بت پرستی سے کسیطرح کم نہین ہزارہا مخلوق کی عقلی قوی پر چھُری پھیر دی -

عشاے ربانی کی رسم نے جسمین رومن کیتھولک کا یہ عقیدہ جزو ایمان ہو - کہ روٹی کے وہ ٹکڑے جو شراب مین ترکیے جاتے ہین - اور وہ شراب حقیقتًا اور فی الواقع نہ مجازًا حضرت مسیح کا گوشت اور خون ہو جاتی ہو - ایک جم غفیر کو انقلاب ماہیت کے کن بُرے توہمات مین پھنسا رکھا تھا - جسکے سامنے کیمیاگرون کی بوالہوسی اور بُت پرستون کا مورتون کو جیو دان دینا اور اونکا اداہن کرنا بالکل گرد ہو - جن ادیان کی یہ حالت ہو اونین سے ایسا اقتباس کرنا جسپر تمام قانون قدرت گواہ ہو اور جسکے لیے نور ایمان اور تمام قویٰ عقلیہ آمنّا و صدقنا کہہ اوٹھین - کِس آدمی کا کام ہو - آیا ایک بت پرست جاہل قوم کے بے الہام اُمّی کا - نہین نہین نہین - بلکہ ایک خاتم الانبیا سرور اصفیا کا - فداہ ابی و امی

ہمکو اس بات کے دیکھتے ہی کمال تعجب ہوتا ہو کہ عیسائیون نے اپنی کتابون اور تحریرون مین کیون اس امر کے ثابت کرنے مین اسقدر بے فائدہ کوشش کی ہو اور اپنا وقت ضائع کیا ہو - اور قواے عقلیہ دماغیہ کو صرف کیا ہو - جس سے ہم مسلمانون کے مذہب مین بڑا تعلق ہو - اور پچھلا پہلے پر مبنی ہے - اور جب وہ اس امر کو نہایت سعی بیجا حاصل سے

ثابت کر چکتے ہین۔ تو از راہ طعن ہمپر یہ الزام لگاتے ہین کہ ہمنے فلان فلان یہودیون کے
مذہب سے لی ہی گویا مذہب اسلام مین کوئی ایسی بات نہین ہی جو خود وہ اصول پر قائم ہو
بلکہ یہودیون کے بیان سے اقتباس کیا ہوا ہی۔ اور جب کہ مذہب عیسائی بالکل مذہب
یہود کا محتاج ہی ویسا ہی مذہب اسلام بھی مذہب یہود کا محتاج ہی۔

کیا عجیب عادت ہی کہ جب یہ لوگ قرآن کی بعض تعلیمات اور قصص کو بعینہ توریت
اور اپنی کتب مقدسہ مین موجود پاتے ہین۔ یا یہود کے تالمود اور مجوس کی قدیم کتابون مین
دیکھ پاتے ہین تو چلا اوٹھتے ہین کہ قرآن کتب سابقہ کا اقتباس ہی۔ اور جب بعض تعلیمات
اور جدید قصص قرآن کے کتب سابقہ مین نہین پاتے اونھین محمد صاحب کے عندیات
کہدیتے ہین۔ غرض دو ہی طرحکی باتین قرآن مین ممکن تھین۔ یا وہ جنکی نظیر اگلی کتابون
مین موجود ہو یا نہو۔ سو قسم اول کو اقتباس کہدیا اور قسم دوم کا نام عندیات دھر دیا۔

اگرچہ یہ امر کہ کونسا مذہب مسلمانی یا عیسائی زیادہ تر مذہب یہود اور دیگر مذاہب قدیمہ
کا محتاج ہی۔ ہر ایک پر روشن ہی۔ مگر ہم خوشی سے امر مذکورہ کو تسلیم کرینگے۔ کیونکہ جو مشابہت
ان دونون (مذہب یہود مذہب اسلام) ربانی الہامی مذہبون مین پائی جاتی ہی
اس سے انکار کرنے کے بدلے ہم اسکو اپنا نہایت فخر سمجھتے ہین۔ کہ ہم مسلمان ہی
ایسے ہین کہ ہر ایک سچّے اور خدا کے بھیجے ہوئے نبی کے سچّے پیرو ہین اور
ہم ہی یقین کرتے ہین کہ آدم و نوح و ابراہیم و یعقوب و اسحاق و اسمٰعیل و
موسیٰ و عیسیٰ اور محمد صلوۃ اللہ علیہم اجمعین سب کا ایک ہی دین تھا۔

ہم حیران ہین کہ عیسائی صاحبان اتنا نہین سوچتے کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو
محض اپنی رحمت ایجادیہ سے وجود کا جامہ پہنایا اور بلا سابقہ سوال یا درخواست

یا خدمات و عبادات کے ہر طرح کی راحت و رفاہیت جسمانی کا سامان موجود کیا۔ چاند سورج زمین آسمان نباتات جمادات حیوانات غرض دنیا و مافیہا سب کچھ بنی آدم کی آسائش کے لیے خلق کیا۔ اب غور کرنا چاہیے کہ جب اوس رحمٰن رحیم نے ایک فانی چیز یعنی جسم کی خاطر اسقدر اشیائے عجیبہ ابتدا ہی سے پیدا کر دین تو کیا روح انسانی کو جو باقی غیر فانی اور مقصود غائی آفرینش کی ہے نظر انداز کر دیا ہو گا۔ نہین نہین۔ کون شخص ایک لمحہ بھر کے لیے ایسا خیال کر سکتا ہے۔ اور اوس قدوس کی ذات کامل الصفات پر ایسا عیب لگانا گوارا کر سکتا ہے۔ بیشک بیشک وہ اوسیطرح ابتدا ہی سے روح کی تربیت و تہذیب کا سامان بھی بانواع مختلف مہیا کرتا چلا آیا ہے۔ اوس قادر مطلق نے جسطرح فیض ناسوتی (متعلق بعالم اجسام) کل اقطار و اطراف عالم پر مبذول فرمایا ہے۔ ویسے ہی اوس ہمہ محبت ہمہ رحم نے فیض لاہوتی (روحانی) کسی قوم کسی فرقے سے دریغ نہین رکھا۔ ہر زمانے مین۔ ہر قوم مین۔ ہر ملک مین بلکہ ہر فرقے مین انبیا بھیجے۔ اِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ۔ (کوئی فرقہ نہین جسمین نہین ہو چکا کوئی ڈر سنانے والا) سیپارۂ ۲۲ سورۂ فاطر رکوع ۳۔ کتابین اوتارین۔ حکما و علما پیدا کیے۔ اور خود انسان کی فطرت مین تعلیم روحانی رحمانی کے قبول کرنے کے لیے نور ایمان یا نور فراست ودیعت رکھا۔ اس لیے غالب آباد بہاے عالم مین پنجر اصول قائم ہو گئے۔ یا ہوتے رہے۔ تمام اصول کی اصل توحید سب قومون مین مشترک ہو گئی۔ اور اصول اخلاقی مثلاً شجاعت عفت عدل رحم کی عظمت۔ اور صفات رذیلہ مثلاً کبر جبن شہوت ظلم غضب اور جہل کی برائی کی کل قومین قائل ہو گئین۔ گو نقص و کمال کا تفرقہ ہمیشہ سے چلا آیا اور ادیان مذاہب مین توحید صفاتی و عبادی حق و باطل مین کیا جاتا رہا۔ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ یعنی توحید ذاتی و اخلاقی وغیرہ ضرور قائم رہی۔ اور بقدر معمول ہوتی رہی۔

ہمیشہ سے رب الافواج کا پیش خیمہ ایک ہی چھاؤنی مین لگا نہین رہا - اور ایک ہی یونیورسٹی اوسکی تعلیم کا مرکز نہین رہی - ایک ہی قوم تمام بلاد اور تمام بنی نوع کل ہادیون کی ہدایت کا سرچشمہ نہین ہوئے - محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی ہادی تھے - مصلح تھے - بنی نوع انسان کے خیرخواہ تھے - کیا یہ ہو سکتا تھا اور روا تھا کہ وہ اپنی اڑھائی اینٹ کی جدا مسجد بناتے - اور کچھہ نئی باتین مافوق الفطرۃ اپنی اُمت کو گھڑ سُناتے -

سنو سنو وہ اوس افراط و تفریط کو جو صفات و عبادات ایزدی کے لیے تھی - اوس التباس و تخلیط کو جو روحانی مسائل مین بدعتیون ہوا پرستون نے وضع کر دی تھی دور کرنے آئے - اوسکے مٹانے کو تشریف لائے - اوس شر عالم سوز کو توڑا یا - اون مذاہب سے استیصال کیا - اور اخلاقی تعلیم کو درجہ تکمیل و حُسن پر پونہچایا - گویا قبح کو رد کیا اور حسن کو بحال رکھا - اور اسی لیے بڑا وسیع التعلیم سچّا نبی خاتم المرسلین کے خطاب کا مستحق ہوا صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہٗ -

اس مقدّس نبی کو کچھہ ضرور نہ تھا کہ اپنی اُمت کو بعید از قیاس مسائل ہان معمّا چیستان سکھاتا - اور تثلیث جیسے نغز کی تعلیم دیکر عقل کی رسائی کا ہاتھہ کوتاہ کر دیتا - اور اسکے پر پرواز کاٹ ڈالتا - اپنے پیرو ون کو بیباک بے ادب گستاخ سیاہ درون کرنا اوسے منظور نہ تھا جو کفارے کا آتشین جام اونھین پلاتا - بتکرار مضمون ہم پھر بتائے دیتے ہین کہ اوس رسول نے صرف اتنا ہی کام کیا - اور بڑا کام کیا - کہ یہودیون اور عیسائیون کی اچھی باتون کی تصدیق کر دی - اور بُری باتون کی تکذیب - اللہ اکبر یہی ایک بات ہے - اوس رسول کا ہر ملت کی صداقت کو تسلیم کر لینا - اور اپنی امت کو ہر ایک کی سچی بات مان لینے کی نصیحت کرنا - جس سے ہمنے مانا - تصدیق کیا - سمجھا - اور خوب سمجھا - کہ وہ رسول برحق ہے سچا مصلح العالم

ہی۔ اور یہی بات ہی جس سے منکر کوتاہ فہم حقیقت فطرت سے ناواقف دور دور کے گمانون اور وسوسون مین بہکا پھرتا ہی۔

اب ہم یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہین کہ عیسائیون کی بڑی تعلیم اور انکے عقائد جو انکی سب تعلیمات کے گل سر سبد ہین کیسے ہندوؤن کی کتابون سے اقتباس کیے گئے ہین۔ یا اگر وسعت حوصلہ کو کام مین لائین تو اتنا کہہ سکتے ہین کہ ہندوؤن کے عقائد سے مطابقت کلی اور مشابہت تامّہ رکھتے ہین۔

(۱) حضرت مسیح کا خداے مجسّم ہونا جیسا عیسائی لوگ کہتے ہین بعینہٖ ہندوؤن کے اس عقیدے کے مطابق ہی جو وہ کہتے ہین کہ بھگوان نے اوتار دھارا[1]۔ یعنی خداے مجسّم ہوا۔ اور ٹھیک مسیح دسوین اوتار کی طرح ہین۔

(۲) مسیح کا دنیا مین آنا۔ عیسائی کہتے ہین کہ اونکے بچانے اور گناہ دور کرنے کے لیے ہوا۔ اور یہ عقیدہ بعینہٖ ایسا ہی جیسے ہندو کہتے ہین کہ جب دنیا مین پاپ بہت ہو جاتے ہین۔ بھگوان باغراض مختلف جسم کو قبول کرتا مجسم ہوتا اور اوتار دھارتا ہی۔

(۳) تثلیث کا مسلہ ہندوؤن کے تردیو کہنے کے مساوی ہی۔ عیسائی کہتے ہین خدا ایک ہے اور تین بھی ہین۔ بت پرست ہندو بھی ایسا ہی کہتے ہین کہ۔ بھگوان ایک ہی اور تین بھی ہین۔ برہما۔ بشن۔ مہیش۔

(۴) عیسائیون کا یہ عقیدہ کہ خدا باپ سے بیٹا اور باپ اور بیٹے سے روح القدس بعینہٖ ہندوؤن کے اس قول کے مطابق ہی کہ۔ نرگن سے سرگن ہوا یا نرگن سے ستوگن

[1] فی الواقع پولوس صاحب نے دین مسیحی کی تائید مین بڑے بڑے کارنمایان کیے۔ اپنے اپنے مرشد کے سیدھے سادھے احکام ونصائح مین فلسفہ فیثاغورث کے نہایت دقیق اصول داخل کر دیے۔ اور یہ وہ فلسفہ تھا جسمین عقول عشرہ اور تثلیث کا مسلہ مشرقی ملکون سے اخذ کرکے داخل کیا گیا تھا۔ لائف آف محمد از سید امیر علی ۱۲۔

بھوگن - رچوگن -

(۵) عیسائیون مین عشاے ربانی کا مسلہ جسکی بابت کیتھولک کا اعتقاد ہی - کہ اوسوقت روٹی اور شراب بعینہ حقیقتاً نہ مجازاً مسیح کا گوشت اور لہو ہوجاتا ہی - اور پروٹسٹنٹ اوسے مجاز کہتے ہین - ٹھیک بُت پرستون کے اوس اعتقاد کے برابر ہی - کہ بشنو پتھر بنگیا - اور سالگرام نام کہلا کر گنڈکا ندے مین جا پڑا - اور ترد یو ٹیر اور پیپل ور ڈھاک بنگئی -

(۶) حضرت مسیح کا یہودیون سے انتقام لینے کے لیے رومیون[1] مین آنا - جیسا مفسرین انجیل اور عیسائیون کا اعتقاد ہی - ویدانتیون کے اس خیال کے مساوی ہی - جو وہ کہتے ہین کہ "پرمیشر نے کہا مین نے چاہا کہ ایک سے بہت ہو جاؤن - اور بعینہ تناسخ کے مسلے کے ہمشکل ہی -

(۷) کفارے کا مسلہ ہندوؤن کی ندبلی نہین تو اور کیا ہی -

(۸) یوحنا اصطباغی کا الیاس مین ہونا بالکل ہندوؤن کے مسلے اواگون کے ہم معنی یا اوسیکا نتیجہ ہی - متی ۱۷ - باب - ۱۲ -

(۹) یوحنا کا دریاے یردن مین بپتسما دینا - گنگاجی کی ڈبکی نہین تو اور کیا ہی -

(۱۰) پولوس صاحب فرماتے ہین کہ پاکون کے لیے سب کچھ پاک صاف ہی -

پادری صاحبان ! یہ سب بھنگیون کا اعتقاد اور تعلیم نہین تو اور کیا ہی -

اب عہد عتیق کا بھی کچھ حال سُن لیجیے

(۱۱) نرسنگ بجانا اور اوسکو دائمی ابدی رسم قرار دینا بعینہ ہندوؤنکی آرتی ہی -

(۱۲) کاہنون کا ایک ہی قوم مین ہونا اور لادیون کا مقرر کرنا بعینہ ہندوؤن کی

[1] عیسائیون کے اس خیال کی بنا متی باب ۱۶ - ۲۸ ہی جسکی تائید اور تصدیق کے لیے اونکو اس دلیل کے گھڑنے کی ضرورت پڑی - اس مطلب کے لیے دیکھو تفسیر متی مخزن الاسرار - اور دیکھو تفسیر متی باب - ۱۰ - ۲۳ - اور غور سے پڑھو - ۱۲ -

اس رسم کی مطابق جسمین برہمن اور پروہت خاص قوم مین سے ہونے ضرور ہین۔ مذہبی چندون مین لاویون کی تخصیص برہمنون کے خاص مصرف خیرات ہونے کا نشان بتاتی ہے۔

(۱۳) زبور ۲۶-۶-۸- مین جس عبادت کا ذکر ہی وہ ہندوؤن کی سنی پرکرما نہین تو اور کیا ہے۔

(۱۴) سوختنی قربانی جسکا ذکر تمام توریت بھر مین ہی۔ مثلاً خروج باب ۱۹-۱۸- یہ ہندوؤن کی ھُوم کی رسم نہین تو اور کیا ہی۔

(۱۵) احبار باب ۲۱-۱- و گنتی باب ۶-۹ کی رسم ہندوؤن کے بھدر کا مقابلہ یا اقتباس نہین تو اور کیا ہے۔

(۱۶) ایوب اور داؤد کا راکھ مین بیٹھنا۔ ایوب باب ۲-۸- ہندوؤن سنّاسیون کی بھبوت مین رہنے کی نظیر نہین تو اور کیا ہی۔

۱۷ جدعون نے ایک بکری کا بچہ اور سیر بھر آٹے کی فطیری روٹیان طیار کین۔ گوشت کو ٹوکری مین رکھا اور شوربا ایک کٹورے مین ڈالا۔ اور ایک دیوتا کے پیے بلوط کے درخت کے تلے لاکر گذرانا۔ تب اوس دیوتا نے کہا فطیری روٹیون کو اوس چٹان پر رکھدے اور اونپر شوربا ڈال۔ سو جدعون نے ایسا ہی کیا۔ قاضیون باب ۶-۱۹- اور دیوتا نے اپنے عصا کی نوک سے چھوا۔ اور اوسے آگ کھا گئی۔ بس یہی ہندوؤن کی بلی کی رسم ہے۔

نماز

اس مضمون مین پانچ امرون پر بالاختصار نظر کرینگے (۱) حقیقت نماز (۲) باطن کو

ظاہر سے تعلق ہے۔ (۳) ارکان نماز۔ (۴) فوائد ضبط اوقات (۵) سمت قبلے کے تعیین کی وجہ۔

دنیا کے مذاہب پر غور کرنے۔ اور قریبًا کل اقوام عالم کو ایک ہی بڑے مرکز اور مرجع کی طرف بالاشتراک رجوع ہوتے ہو دیکھنے اور قانون قدرت کے معجز بے نقص کتاب کے مطالعہ کرنے سے فطرت سلیم قوت ایمانی نور فراست کے اتفاق سے فورًا شہادت دے اوٹھتی ہے کہ ایک ہمارا خالق زمین و آسمان ہے۔ جسکی قدرت کاملہ کل عالم پر محیط اور تمام اشیا میں جاری و ساری ہے۔ غرضکہ ایک ہمہ قدرت فوق الکل وجود کا خیال یا اعتقاد قریبًا کل اقوام دنیا مین پایا جاتا ہے۔ یہ فطرت کا اشتراک ورقواے باطنیہ کی اضطراری توجہ ایک اعلے ہستی کی جانب وجود باری کی عجیب دلنشین دلیل ہے۔ اب عالم اسباب یا اسباب عالم پر جب انسان نظر کرتا ہے تو خوب سمجھتا ہے کہ عالم کون و فساد کے انقلابات مین وہ ہمیشہ مجبور و معذور ہے۔ اور یہ کہ تمام اختیارات کے مواد اور مقدورات کے اسباب اوسکی قدرت سے باہر ہین مثلًا جب دیکھتا ہے کہ بڑے بڑے قواے طبعی سورج چاند ستارے ہوا بادل وغیرہ میرے بے مزد خدمتگار ہین۔ بلکہ جب وہ اپنے اسباب قریبہ یعنی جسم ہی کو دیکھتا ہے کہ کیسے مناسب آلات اور موافق ادوات اوسکو ملے ہین کہ اگر اونمین سے ایک بھی مفقود ہو جائے تو جبر کسر کے لیے اوسکا یا اوسکے مثل بے نقص جزو کا موجود کرنا اوسکے امکان سے خارج ہے پس یہ تصورات انسان کے دل مین ضرور سخت جوش و عجیب جذبات پیدا کرتے ہین اور دلی نیاز بڑی شکر گذاری کے ساتھ بلکہ اوسکو اوس منعم و محسن کی ستائش و حمد کی طرف مائل کرتا ہے۔ اور جسقدر زیادہ اوسکو اپنی احتیاج و افتقار کا علم اور فوق القدرت سامانون کے بآسانی بہم پہونچ جانے کا یقین ہوتا ہے اوتنا ہی زیادہ اوسکا دل اوس منعم کے

احسانات کی شکرگذاری سے بھر جاتا ہی۔ یہی دلی نیاز اور قلبی شکرگذاری جو سچی محبت اور باطنی اخلاص سے ناشی ہوتی ہی۔ اور یہی جوش و خروش جو انسان کے دلمین ہوتا ہی واقعی اور اصلی نماز ہی۔

اسمین کچھ شک نہین کہ ہمارے ظاہری اقوال و افعال حرکات و سکنات کا اثر ہمارے قلب پر پڑتا ہی۔ یا یون کہو کہ جو کچھ ہمارے باطن مین مرکوز ہی حرکات ظاہری ہی اوسکی آئینہ دار ہین۔ بہت صاف بات ہی کہ اچھا بیج اپنے پھلون سے پہچانا جاتا ہی۔ مشاہدہ گواہ ہی کہ جس وقت ہم کسی سچے دوست یا کسی بڑے محسن کو دیکھتے ہین جسکی مہربانیان اور عطایات ہمارے شامل حال ہین تو بے اختیار بشاشت اور طلاقت کے آثار ہمارے چہرے پر آشکار ہوتے ہین۔ اور اگر کسی مخالف طبع مکروہ شکل کو دیکھ پاوین تو فی الفور کشیدگی اور انزجار کا نشان پیشانی پر نمودار ہوجاتا ہی۔ غرض اس سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہین ہوسکتی کہ تمام واردات اور عوارض مثلاً انبساط انقباض یاس رجا فرحت غم محبت اور عداوت اعضای ظاہری کو باطنی سمیت یکسان متغیر و متاثر کردیتے ہین۔ پس اب سوچنا چاہیے کہ جب اوس خالق مالک رازق منعم کا تصوّر انسان کے قلب مین گذریگا اور اوسکے عطایات اور نعمتون کی تصدیق سے اوسکا دل و جان معمور ہوجائیگا تو یہ دلی جوش اور اضطراری ولولہ اوسکو ساکن غیر متحرک چھوڑ دیگا۔ نہین نہین ضرور طوعاً و کرہاً اعضاے ظاہری سے ٹپک پڑے گا۔ جڑ کو صدمہ پہنچے اور شاخون کو حس تک نہو غیر معقول بات ہی۔

غیر مہذب اقوام کے مذہبی رسوم کے آزادی سے تحقیقات کرو تو عجیب و دلکش اصول کا مجموعہ تمھین ملیگا کہ اس ذی پر دیکھنے والی ہستی نے قواے روحانی کی ابتدائی شگفتگی کے زمانے مین جسکو زمانہ حال مہذبین زمانہ جہالت و تاریکی بولتے ہین کن کن صورتون اور رنگون مین اوس فیاض مطلق کی حمد و سپاس

کے قلبی زبردست اثر کو ظاہر کیا ہی۔ خارجی بدآثاری او رعوارض کو چھوڑ دو اصلی بے رنگ بے لوث فطرت پر غور کرو تو تمہین دنیا کی قومون مین رنگارنگ حرکات دکھائی دینگے جو باہم رنگارنگی کیسے اوس بے رنگ کا معبود و مسجود ہونا ثابت کر رہے ہین۔

اس بیان سے صرف اسقدر مقصود ہی کہ ہر قوم کے نزدیک کوئی نہ کوئی طریق معبود حقیقی کی یاد کا ضرور ہی۔ جسکو وہ لوگ اپنی نجات کی دستاویز سمجھتے ہین۔ اور یہ کہ عقائد باطنی کے حسن و قبح کی تصویر اعضاء و جوارح کے آئینے مین دیکھی جا سکتی ہی۔

ہر قوم مین جوش قلبی کی تحریک اور اوسکی آگ بھڑکانے کے لیے کوئی ایک ظاہری اعمال کا التزام پایا جاتا ہی۔ مثلاً بدن کو پانی سے طاہر کرنا۔ کپڑا صاف رکھنا۔ مکان لطیف و نظیف رکھنا۔ ظاہری صفائی اور حسب فطرت اصلاح بدن سے بیشک اخلاق پر قوی اثر پڑتا ہی۔ نجاست گندگی ناپاکی چرک غلاظت سے کبھی وہ علو ہمت بلند حوصلگی پاکیزگی اخلاق پیدا نہین ہو سکتی جو واجبی صفائی اور طہارت کا لازمی نتیجہ ہی۔ بدیہی بات ہی کہ ہاتھ منہ دھونے وغیرہ افعال جوارح سے حتماً ایک قسم کی بشاشت اور تازگی عقلی قوی مین پیدا ہوتی ہی۔ علی الصباح بستر غفلت سے اوٹھکر بدنی طہارت کی طرف متوجہ ہونا تمام ہند مین بلاد مین ایک عام لازمی عادت ہی۔ صاف عیان ہوتا ہی کہ تقاضائے فطرت سے اوسکے زور و اجبار سے یہ دائمی عادات پیدا ہوئے ہین۔ اور طبیعت اعضاء جوارح سے جبراً اس خدمت کا لینا پسند کرتی ہی۔ پس اگر ایسی عبادت مین جسمین روحانی جوشون اور اصلی باطنی طہارت کا اظہار مقصود ہو ایسی طہارت ظاہری کو لازمی اور لابدی کر دیا جاوے تو کسقدر اوس شوق و ذوق کو تائید ہوگی۔ صاف واضح ہی کہ جہان فانی طہارت اور ظاہری صفائی کا حکم ہوگا وہان باطنی طہارت اور باقی صفائی کی کتنی اور زیادہ تاکید ہوگی۔

طہارت ظاہری - وضو -

غرض اسمین شک نہین کہ صفائی ظاہر کی طرف طبعاً ہر قوم متوجہ ہے - اور اسمین بھی شک نہین کہ نہایت بدبخت سیاہ درون ہین جو صرف جسمانی صفائی اور ظاہری زیب و زینت کی فکر مین لگے رہتے ہین - یقیناً بت سے انھین ظاہری رسوم کی پابندی اور انھین فانی قیود مین ایسے اولجھے ہین کہ قساوت قلبی اور بد اخلاقی کے سوا کوئی نتیجہ اونکے اعمال و افعال پر مترتب نہین ہوا - اسکی وجہ صرف یہہ ہوئی کہ انھون نے ظاہری کو مقصود بالذات اور قبلہ ہمت ٹھہرالیا - یا انکے پاس کوئی روحانی شریعت نہ تھی جو مجاز سے حقیقت کی طرف اونکو لیجاتی - مگر اس سے نفس فعل طہارت قبیح یا مستوجب ملامت نہین ٹھہرتا - اس عملی افراط و تفریط کے اور ہی موجبات اور بواعث ہین -

ہمین اسوقت اور قومون کے رسوم سے تعرض کی ضرورت نہین - اسوقت ہم اسلامی طہارت (وضو) کو پیش نظر رکھتے ہین - ہم دیکھتے ہین کہ غیر قومون نے اسلامی اعمال پر انصاف سے غور نہین کیا - اور انھین یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمانون نے - ہان محمد رسول اللہ صلعم کی سنت پر چلنے والون نے ہرگز ظاہری طہارت مین خوض نہین کیا - وہ اسکو مقصود بالذات نہین سمجھے - کیونکہ ایک پیچھے آنے والے جلیل الشان حقیقی فعل نماز کا یہ عمل مقدمہ ہونا ثابت کرتا ہے - کہ یہ عمل تو صرف نشان یا دلیل دوسرے امر کی ہے -

وضو مین مسلمانون کو جو دعا پڑھنے کی نصیحت کی گئی ہے - یقیناً معترض کو راہ حق پر آنے کی ہدایت کرتی ہے - سنو اور غور کرو - وھو ھذا -

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ[1] سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ -

[1] اے اللہ مجھے اپنی طرف خالص رجوع کرنیوالونمین بنا اور مجھے پاک شدے والونکی جماعت مین شامل کر - اے اللہ تو قدوس ہے تیری حمد ہی مین لگے شہادت دیتا ہون کہ تیرے سوا کوئی معبود نہین - تجھسے مغفرت چاہتا ہون اور تیری طرف رجوع لاتا ہون ۱۲

غسل جنابت مین بھی یہی دعا مانگی جاتی ہے۔ اور بعد اس دعا کے یہ فقرہ کہا جاتا ہے "اب غسل پورا ہوا" یعنی ظاہر باطن سے ملکر پورا ہوا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ عذر اور ضرورت کے وقت یہ طہارت ساقط ہو جاتی ہے یہ کافی دلیل اس امر کی ہے کہ عمل بھی صرف مقصود بالعرض ہے۔ مثلاً پانی نہ ملنے کی صورت مین غسل اور وضو دونون حالتون مین بر آسان شریعت نے تیمم کر لینے کا حکم دیا ہے جس سے مقصود اتنا ہے کہ اعضائے ظاہری کا جرس بجا کر قوائے باطنی کے غافل قافلے کو بیدار اور بر سر کار کیا جائے۔

یہ ناپاکی اور پاکی (طہارت) کا لفظ اور اوسکا مفہوم اسلام مین ایسا نہین برتا گیا جیسا وسوسہ ناک طبائع اور وہمی مزاجون کے درمیان معمول ہوا ہے۔ کہ انسان کی ذات مین کوئی ایسی نجاست نفوذ کر گئی ہے جسنے اوسکو گھنونا اور لوگون کے پرہیز و اجتناب کا محل بنا دیا ہے اور جسکا ازالہ سوائے اس ظاہری طہارت کے ہو نہین سکتا۔ مین سچ سچ تمھین بتاتا ہون کہ اسلام ان توہمات سے بالکل پاک ہے۔

احبار ۱۵ باب ۵ اور ۱۸ باب ۱۹ مین ہے کہ "جریان والا کپڑے دھووے اور غسل کرے شام تک ناپاک ہے اور جسپر وہ سوار ہوا اور جو کوئی اوسکی سواری کو چھوئے وہ بھی ناپاک ہے" اور خروج ۹ ا باب ۱۰۔ "اور خدا نے موسیٰ سے کہا کہ لوگون کے پاس جا اور آجکل مین اوکھین پاک کر اور اونکے کپڑے دھلوا۔ اور تیسرے دن طیار رہین کہ خداوند تیسرے دن لوگون کی نظر مین کوہ سینا پر اوتر آئیگا" اسلامی شریعت کے احکام سے انھین مقابلہ کر لو۔ صاف کھل جائیگا اسلامی شریعت نے روحانیت کی کیسی توجہ دلائی ہے ذرا رنگ یا پانی چھڑکنا۔ اور چلو بھر . . . . مین . . . . کفارے والی بادشاہت مین داخل ہونے کی شرط قرار دی گئی ہے۔ اسپر رسوم ظاہری سے انکار۔ ا۔ قرآن

سنیے۔ اسکے مقابل مین کیا فرماتا ہی۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ سیپارہ ۱ سورۂ بقر رکوع ۱۶
(رنگ اللہ کا اور کس کا رنگ اللہ سے بہتر ہی)

یہی اعتقاد قدیم سے مسلمانون مین چلا آیا ہی کہ طہارت باطنی ہی راسًا مطلوب ہی۔ چنانچہ اسلام
کے قدیم فلاسفر امام غزالی نے اون لوگون کی نسبت جو صرف ظاہری طہارت پر مرتے ہین
اور جنکے قلوب کبر وریا سے بھرے ہوئے ہوتے ہین لکھا ہی کہ رسول اللہ صلعم فرمایا کرتے
تھے کہ سب سے اہم اور اعظم طہارت پاک کرنا دل کا ہی تمام بری خواہشون اور بیہودہ
رغبتون سے۔ اور رفع کرنا ہی نفس سے تمام مکروہ و مذموم خیالات کو اور اون تصورات
کو جو انسان کے دل کو خدا کی یاد سے باز رکھتے ہین۔

جب ہمنے اتنا ثابت کر دیا کہ قلبی حالت اعضا و جوارح کو حرکت دیے بغیر رہ نہین سکتی
اور یہ کہ ظاہر و باطن مین لازم و ملزوم کی نسبت ہی۔ تو گویا نفس ارکان نماز سے کچھ بحث
نہین۔ کیونکہ جذبات قلب اور اوسکی واردات کا ظہور اور کیفیت روحانی کے عروض کا
ثبوت اعضا و جوارح کی زبان حال ہی سے مل سکتا ہی۔ البتہ گفتگو اس امر مین رہجاتی ہی
کہ آیا یہ ہیئت مقتضاے فطرت انسانی سے مناسبت رکھتی ہی یا نہین۔ یا اس سے
بڑھکر اور پسندیدہ صورت و ترکیب فلان قانون اور فلان مذہب مین رائج ہی۔ یا اب
نئی صورت وہم و تصور مین آسکتی ہی۔

مین بڑی جرأت اور قوی ایمان سے کہتا ہون کہ اسکی مثال یا اس سے بڑھکر
مقبول و مطبوع صورت نہ تو کسی مذہب مین رائج ہی اور نہ اور نئی عقل مین آسکتی ہے
یہ جامع مانع طریق اون تمام عمدہ اصولون اور مسلمہ خوبیون کو حاوی ہی جو دنیا کے اور مذاہب
مین فرداً فرداً موجود ہین۔ اور تمام اون نیازمندی کے آداب کو شامل ہی جو ذو الجلال

معبود کے عرش عظیم کے سامنے قواے انسانی مین پیدا ہونے ممکن ہین - وہ خاص اوراد و کلمات جو اس مجموعی ترکیب کے اجزا - قومہ رکوع قعدہ سجود جلسے وغیرہ مین زبان سے نہین دلسے نکالے جاتے ہین اسکی بے نظیری کے کافی ثبوت ہین -

انصاف سے سوچیے کہ یہ ہیأت قواے قلبی پر کسقدر قوی اثر کرنے والی ہے تعیین ارکان سے کون قوم انکار کر سکتی ہے - دعا مین سر ننگا کرنا سیدھا کھڑا ہونا آنکھین بند کرنا آخر مین برکت دیتے وقت ایک ہاتھ لنبا کرنا - اور ذرا او نگلیون کو نیچے کی طرف جھکانا اور کبھی کبھی خاص حالت مین گھٹنے ٹیکنا یا گھٹنے پر کبھی ٹکا کر اوسپر سر رکھدینا - یہ سب امور جو عبادت نصارٰی مین معمول ہین - کوئی اونھین کے ان ظاہری رسوم سے کیا نکلتا ہے عبادت دل سے تعلق رکھتی ہے اوسی پر اکتفا کرنا چاہیے - صاف بات کا وہ کیا جواب دینگے - پس اسلامی صورت سے کیون چڑتے ہین -

مجھے امید ہے کہ نصارٰی نفس وجود ارکان سے تو کچھہ تعرض نہ کرینگے - کیونکہ اس طبعی حالت مین وہ اضطرارًا اہل اسلام کے ساتھہ شریک کر دیے گئے ہین یا ین معنی کہ وہ بھی دعا یا نماز مین کسی نہ کسی صورت و رکن کا ہونا تو ضرور تسلیم کرتے ہین - اگر زبان سے اور مذہبی مباحثہ کے وقت نہین عملًا تو ثابت کر رہے ہین - پس اب اصل وجود ارکان پر زیادہ قلم فرسائی کرنے کی ضرورت نہین رہی - ان شاءاللہ مقابلہ مین الصورتین منظور ہو تو خدا پرست قلب کی اعانت سے غور کرین کہ اسلامی طریق مین کیسا جلال کمال تمکین اور وقار پایا جاتا ہے - اوس بیرنگ بیچون واحد احد لم یلد لم یولد کے حضور اقدس مین بے رنگ بے تصویر مکان مین باوقار ہاتھہ باندھکر کھڑے ہونا اللہ اکبر سے افتتاح کرنا اور سورۂ فاتحہ جیسی پر معنی دعا کا پڑھنا - اور پھر فرط انکسار سے اللہ اکبر کی عظمت کا تصور کرکے پشت مستقیم

کو جھکا کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھنا اور پھر زمین پر منہ رکھکر بال گرا کر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کہنا کیا یہ کم اثر کرنے والے اعمال ہین۔ کیا یہ فطرت انسانی کے موافق نہین ہین۔ مین نہین سمجھتا کہ ایک ایسے شخص کو جو عبادت حق کو کسی صورت مین کیون نہو انسان کی عبودیت کا لازمی فرض جانتا ہے۔ اسلامی صورت نماز سے انکار ہو۔

یہان ایک اور لطیف بات سوچنے کے قابل ہے کہ اسلامی احکام دو قسم کے ہین احکام اصلی اور تابع یا محافظ اصلی مقصود بالذات احکام اصلی ہوتے ہین۔ اور احکام محافظ صرف احکام اصلی کی بقا اور حفاظت کے لیے وضع ہوئے ہین۔

نماز کے سب ارکان ظاہری احکام محافظ ہین۔ اور اس امر کا ثبوت اوس وقت بخوبی ہوتا ہے جب یہ ارکان عذر کی حالت مین انسان کے ذمے سے ساقط ہو جاتے ہین۔ مثلاً نماز مین بحالت مرض علی اختلاف الاحوال قومہ قعدہ جلسہ وغیرہ سب معاف ہو جاتے ہین۔ مگر وہ اصلی حکم اور حقیقی فرض جو مقصود بالذات ہے یعنی قلبی خشوع و خضوع جب تک قالب عنصری مین سانس کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری ہے کبھی بھی انسان کے ذمے سے نہین ٹلتا ہی اور صرف یہی نماز ہے جسے اسلام نے لائق اعتبار اور مستحق ثواب کہا ہے۔ سنو۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ۔ سیپارہ ۹۔ سورۂ اعراف۔ رکوع ۲۴۔[1]

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ۔ سیپارہ ۲۱۔ سورۂ عنکبوت رکوع ۵۔[2]

---

[1] اور یاد کرتا رہ اپنے رب کو دل مین گڑگڑاتے اور ڈرتے اور پکارنے سے کم آواز بولنے مین صبح اور شام کے وقتون اور مت رہ بے خبر ۱۲

[2] تو پڑھ جو اوتری تیری طرف کتاب اور کھڑی رکھ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی سے اور بری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو ۱۲

ان آیات سے نماز کی علت غائی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ نماز منکرات اور فواحش سے محفوظ رہنے کے لیے فرض کی گئی ہے۔ اگر نماز کی اقامت اور مداومت سے نمازی کے اقوال و افعال میں کچھ روحانی ترقی نہیں ہوئی تو شریعت اسلامی ایسی نماز کو مستحق درجات ہرگز نہیں ٹھہراتی۔ اب مجاز و ظاہر کہاں رہا۔

نبی عرب علیہ الصلوٰۃ کے لیے کچھ کم فخر کی بات نہیں۔ اور اوسکے خدا کی طرف سے ہونے کی قوی دلیل ہے کہ اوسنے خدا کی عبادت کو طبلوں ہزاروں سارنگیوں اور بربطوں سے پاک کر دیا۔ اللہ کے ذکر کی مسجدوں کو رقص و سرود کی محفلیں نہیں بنایا۔ اور یہاں تک احتیاط کی کہ تصاویر اور مجسمہ بنانے کی اور مسجدوں میں موہم بالشرک نقش و نگار کرنے کی قطعی ممانعت کر دی کہ ایسا نہو یہی مجاز رفتہ رفتہ مبدل بحقیقت ہو کر اور یہی مجسمی معبودی تماثیل بنکر توحید کے پاک چشمے کو مکدر کر ڈالیں۔

جب ہم ایک خوش قطع گرجا میں عیسائی جھنڈ کو بر عزم عبادت جمع ہوئے دیکھتے ہیں۔ سجے سجائے بنے ٹھنے۔ نیکٹوانیاں اور گوری گوری یورپانیاں قرینے سے کرسیوں پر ڈٹی ہوئیں اوسوقت ہمیں عیسائیوں کا یہ فقرہ "کہ مسلمانوں میں صرف رسمی اور مجازی عبادت ہے" بڑا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً اہل اسلام کی غیور طبیعت نصاریٰ کی اس حقیقت سے آشنا ہونے کی کبھی کوشش نہ کریگی۔

اس موقع پر طریق اذان پر بھی کچھ تھوڑا سا لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔
ہر قوم نے پراگندہ افراد کو جمع کرنے یا منشاے عبادت کو حرکت دلانے کے لیے کوئی نہ کوئی آلہ بنا رکھا ہے۔ کسی نے ناقوس نرسنگا۔ کسی نے گھنٹے گھنٹیاں۔ مگر انصاف شرط ہے ان میں سے کوئی وضع بھی اذان سے مقابلہ کر سکتی ہے۔

اوس پیارے رسول نے جسکی واقعی صفت مین قرآن فرماتا ہو۔
وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔ سیپارۂ ۹ سورۂ اعراف رکوع ۱۹
ان تمام رسمی بندشون سپیون اور سینگون کی تلاش سے اُمت کو سبکدوش کردیا۔ ذری
انصاف سے اون کلمات کو سوچو اس ترکیب کے سربزانگاہ کرو کہ کوئی قوم بھی دنیا مین ہو جو
اس شد و مد سے پہاڑون اور منارون پر چڑھکر اپنے سچے اُصولون کی ندا کرتی ہو۔ عبادت
کی عبادت اور بُلاہٹ کی بُلاہٹ۔ دنیا مین ہزارون حکما و ریفارمر گذرے ہین اور قومی
گڈریے پیدا ہوئے ہین مگر تتر بتر ہوئی بھیڑون کے اکٹھا کرنے اور ایک جہت مین لانے کا
کس نے ایسا طریق نکالا۔ کس نے کبھی ایسی تُرہی پھونکی جسکی دلکش آواز معار و حانی جوش
اور ولولہ تمام ظاہر و باطن مین پیدا کردے۔ اللہ اکبر کیسی صداقت ہو کہ ایک قوم علی الاعلان
صبح و شام پانچ دفعہ اپنے بے عیب عقیدے کا اشتہار دیتی ہو۔!

تعیین اوقات۔ پابندی وقت!۔ آہ کیسے مقبول کلمات ہین۔ کہ جب کسی قوم کی ترقی کی
راہ کھلی۔ اسی مشعل جان افروز کے نور سے تمام موانعات کی تاریکی دور ہوئی۔ شریعت موسوی
مین احکام نماز منضبط نہین ہوئے تھے۔ توریت طریق نماز سے بالکل ساکت ہو۔ صرف علما
دین کو دہکی دیتی اور پلوٹھے لڑکے کو ہیکل مقدس مین لاکر نذر دیتی۔ وقت خاص دعا پڑھی
جاتی۔ اور لڑکے کا باپ تمام احکام شرعی کو بجا لاکر یہوواہ سے دعا مانگتا تھا۔ کہ اس اسرائیلی
لڑکے کو برکت دے۔ جیسے تو نے اسکے آباو اجداد پر برکت نازل کی تھی۔ لیکن جب یہودا
اور نکے علما کا اعتقاد باری تعالےٰ کی نسبت زیادہ تر معقول اور پاکیزہ ہو گیا۔ اور خدا و ند عالم
کے مشکل بشکل انسان ہونے کا فاسد عقیدہ دفع ہونے لگا تب نماز یا دعا کی حقیقت و نکی سمجھ مین

لہ اور اوتارتا ہی اونسے بوجھ اونکے اور پھانسیان جو اونپر تھین۔ ۱۲

آنے لگی۔ کہ نماز انسان کے لیے بارگاہ الٰہی سے تقرب کا وسیلہ ہی۔ مگر چونکہ شریعت موسوی
مین کوئی خاص قاعدہ نماز کا مقرر نہ تھا لہذا روایت اور رواج پر مدار رہا۔ اور بقول ڈاکٹر
صاحب کے یہود بھی ایک نماز گذار قوم ہوگئے۔ اور ہر روز تین گھنٹے عبادت خدا کے قرار
دیے گئے یعنی نو بجے اور بارہ بجے اور تین بجے۔ مگر چونکہ نماز مین مجتہدین کی ضرورت تھی
اور اوسکا علم قطعی تھا کہ خود حضرت موسیٰ کیونکر نماز پڑھتے تھے۔ لہذا اکثر اوقات یہود کی نماز
صرف ایک مصنوعی فعل ہوتا تھا۔

حضرت مسیح نے جو آخری رسول یہود کے تھے اور اونکے حوارین نے بھی عبادت کی
تاکید کی۔ مگر افسوس اومین بھی یہ نقص رہگیا کہ کوئی محدود و معین قاعدہ نماز کا اونھون نے
ترتیب نہ دیا۔ اسیلیے چند عرصے کے بعد عبادت خدا کا معاملہ بالکل عوام الناس کی رائے
موقوف ہوگیا۔ اور پادریون ہی کے اختیار مین رہا۔ جنھون نے نماز کی تعداد اور مدت
اور الفاظ وغیرہ مقرر کرنا اپنے ہی ذرقے مین منحصر کردیا۔ اسی وجہ سے دعاؤن کی کتابین
تصنیف ہوئین اور قسیسین کی کمیٹیان اور مجلسین منعقد ہوئین۔ تاکہ اصول دین اور ارکان
ایمان مقرر کرین۔ اور اسیوجہ سے راہبون نے عجیب پر تکلف طریقہ عبادت کا نکالا اور
گرجون مین ہفتہ وار نماز قرار دیگئی۔ یعنی چھہ روز کی غذاے روحانی نہ ملنے کی مکافات صرف
ایک روز کی نماز سے کی گئی۔ الغرض یہ سب خرابیان منتہی درجے کو پہونچگئیں کہ ساتوین صدی
عیسوی مین رسول عربی نے ایک مہذب اور معقول مذہب تلقین کرنا شروع کیا۔ آنحضرت
نے نماز پنجگانہ کا طریقہ اسیلیے جاری کیا کہ آپ خوب جانتے تھے کہ انسان کی روح حق سبحانہ
و تعالیٰ کی حمد و ستائش کرنے کی کیسی مشتاق رہتی ہی۔ اور نماز کے اوقات مقرر کردینے سے
آپنے ایک ایسا مضبوط قاعدہ نماز گذاری کا معین کردیا کہ نماز کے وقت انسان کا دل عالم

روحانی سے عالم مادی کیطرف ہرگز متوجہ نہین ہو سکتا۔ جو صورت اور ترکیب آپنے نماز کی اپنے قول و فعل سے مقرر کردی ہو اوسمین یہ خوبی ہو کہ اہل اسلام اون خرابیون سے محفوظ رہے ہین جو اوس لڑائی جھگڑے سے پیدا ہوتی تھین جو عیسائیون مین نماز کی ترکیب پر ہمیشہ ہوا کرتے تھے اور پھر ہر مسلمان کو گنجایش رہی کہ بکمال خشوع و خضوع عبادت خدا مین مصروف ہو۔[1]

پابندی اوقات مین ایک قدرتی تاثیر ہو کہ وقت معینہ کے آنے پر قلب انسانی مین بے اختیار جذب و میلان اوس ڈیوٹی کے ادا کرنے کے لیے پیدا ہو جاتا ہو۔ اور روحانی قوی اوس مفروض عمل کیطرف طوعاً و کرہاً منجذب ہو جاتے ہین۔ جو ہین اوس غیر مصنوعی ناقوس (اذان) کی آواز سنائی دیتی ہو ایک دیندار مسلمان فی الفور اوس الیکٹریسیٹی کے عمل سے متاثر ہو جاتا ہو۔ پابند صلوٰۃ گویا ہر وقت نماز ہی مین رہتا ہو۔ کیونکہ ایک نماز کے ادا کرنے کے بعد معاً دوسری نماز کی طیاری اور فکر ہو جاتی ہو۔

نماز پنجگانہ کا با جماعت پڑھنا اور جمعہ و عیدین کی اقامت جس حکمت کے اصول پر مبنی ہین انتظامات ملکی کا دقیقہ شناس اوسکی خوبی سے انکار نہین کرسکتا۔ ہزارون برسون کے دور کے بعد جو دنیا نے ترقی کی اور چارون طرف غلغلہ تہذیب بلند ہوا اس سے بڑھکر اور کوئی تجویز کسی کی عقل مین نہ آئی۔ کہ کلب بنائے جائین انجمنین منعقد ہون۔ اور وقت کی ضروریات کے موافق قوم کو بیدار کرنے والی تقریرین کیجائین۔ لیکن ظاہر ہو کہ باین ہمہ ترقی علوم ایسی انجمنون کے قیام و استحکام مین کسقدر دقتین واقع ہوتی ہین۔ مگر مبارک ہو اوس افضل الرسل خاتم الرسالۃ کو کہ اوسنے کیسے وقت مین کیسی انجمنین قائم کین۔ اونکے قیام و استحکام کے کیا کیا طریقے نکالے جنھین کوئی مزاحم کوئی مانع توڑ نہین سکتا۔

[1] تنقید الکلام ترجمہ لائف آف محمد۔ بائی سید امیر علی ۱۲

اعضاے انجمن کے اجتماع کے لیے ٹکٹ جاری کیے جاتے ہین۔ اشتہار چھاپے جاتے ہین۔ اس آلہی طریق مین وقت معین پر اذان دیجاتی ہے۔ جو اوس پاک انجمن (مسجد) مین پونہچائے بغیر چھوڑ ہی نہین سکتی۔

قرب وجوار کے لوگون کا ہر روز پانچ مرتبہ ایک جگہ مین جمع ہونا۔ اور پھر شانے سے شانہ جوڑ اور پانوٗن سے پانوٗن ملاکر ایک ہی سچے معبود کے حضور مین کھڑا ہونا قومی اتفاق کی کیسی بڑی تدبیر ہے۔ ساتوین دن جمعہ کو آس پاس کے چھوٹے قریون اور بستیون کے لوگ صاف ومنظف ہوکر ایک بڑی جامع مسجد مین اکٹھے ہون اور ایک عالم بلیغ تقریر (خطبہ) حمد ونعت کے بعد ضروریات قوم پر کرے۔

عیدین مین کسیقدر دور کے شہرون کے لوگ ایک فراخ میدان مین جمع ہون اور زمانے بادی کی شوکت مجسم کثیر جماعت بنکر دنیا کو آفتاب اسلام کی چمک دکھاوین۔ اور بالآخر اوس پاک سرزمین مین اوس فاران مین جہان سے اوّلاً نور توحید چمکا کل اقطار عالم کے خدادوست حاضر ہون۔ ساری بکھری ہوئی متفرق اُمتین اوسی دنگل مین اکٹھی ہون وہان نہ اوس مٹی اور پتھر کے گھر کی بلکہ اوس رب الارباب معبود الکل کی جسنے اوس ارض مقدسہ سے توحید کا عظیم الشان واعظ بے نظیر ہادی نکالا۔ حمد وستایش کرین۔

اسیطرح ہر سال اوس یادگار (بیت اللہ) کو دیکھکر ایک نیا جوش اور تازہ ایمان دل مین پیدا کرین۔ جو بحسب تقاضاے فطرت ایسی یادگارون اور نشانون سے پیدا ہونا ممکن ہے۔ سخت جہالت ہے اگر کوئی اہل اسلام کیسی موحد قوم کو مخلوق پرستی کا الزام لگاوے۔ ایسے شخص کو انسانی طبیعت کے عام میلان اور جذبات کو مدنظر رکھکر ایک واجب القدر امر پر غور کرنا چاہیے۔ کہ اگر قرآن کے پورے اور خالص معتقدین کے طبائع

نکتہ

مین بُت پرستی ہوتی تو اونکو اپنے ہادی منجی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ سے بڑھکر کونسا مرجع تھا۔ اللہ تعالےٰ نے مکہ معظمہ مین آنحضرتؐ کا مرقد مبارک نہین ہونے دیا تاکہ توحید الٰہی کا سرچشمہ پاک ہر قسم کے شائبون اور ممکن خیالات کے گرد و غبار سے پاک صاف رہے۔ اور مخلوق کی فوق العادۃ تعظیم کا احتمال بھی اوٹھ جائے

مسلمانون کے ہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آخری دعا۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ مِنْ بَعْدِیْ عِیْدًا — اے اللہ میری قبر کو میرے بعد عید نہ بنائیو۔ خوب یاد ہو۔ اور وہ بجان و دل اپنے نبیؐ کی اس دعا کے ظاہر نتیجے کی تصدیق کر رہے ہین۔ اور ہمیشہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھکر اللہ اور عبد مین امتیاز بیّن دکھلاتے ہین۔

بہت صاف امر ہے اور حقیقت شناس عقل کے نزدیک کچھ بھی محل اعتراض نہین اوس ہادی کو جسنے تمام دنیا کی متداول عبادت کے طریقون سے جنمین شرک اور مخلوق پرستی کے جزو اعظم شامل تھے اپنے طریق عبادت کو خالص کرنا منظور تھا۔ اور ایک واضح و ممتاز مسلک قائم کرنا ضرور اسلیے واجب ہوا کہ وہ اپنی امت کے رخ ظاہر کو بھی ایسی سمت کیطرف پھیرے جسمین قواے روحانی کی تحریک اور اشتغال کی قدرت و مناسبت ہو۔

ہر ایک مسلمان کو یقین ہے کہ مکے مین بیت اللہ کو توحید کے ایک بڑے بوا عظ نے تعمیر کیا۔ اور آخری زمانے مین اوسی کی اولاد مین سے ایک زبردست کامل نبیؐ مکمل شریعت لیکر ظاہر ہوا۔ جسنے اوس پہلی تلقین و تعلیم کو پھر زندہ اور کامل کیا۔ پس نماز مین جب اودھر رخ کرتے ہین یہ تمام تصوّر آنکھون مین پھر جاتے ہین اور اوس مصلح عالم کی تمام خدمات اور جانفشانیان جو اوسنے اعلاے کلمۃ اللہ مین دکھلائین یاد آجاتی ہین۔

یاد رہے کہ نماز علاوہ اون تمام خوبیون کے جواوسپر مداومت کا لازمی نتیجہ ہین بڑا بھاری قومی امتیاز اور نشان ہی۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ وغیرہ مین ایک منافق مسلمانون کو دھوکا دینے یا اونکے رازون پر مطلع ہونے کے لیے شامل ہوسکتا ہی۔ اور اوسکی قوم کو اوسپر اطلاع بھی نہو۔ کیونکہ ان امور کی بجاآوری مین اپنی قوم کے نزدیک وہ کسی بیماری لزوم فاقہ سفر و تفرج یا تجارات کا حیلہ تراش سکتا ہی۔ اور مسلمان بھی اوسے بلے تردد وفادار مسلمان کہہ سکتے ہین۔ بشرطیکہ انھین امور مین مسلمان ہونا محصور ہو۔ مگر سخت مشکل اور بپردہ برانداز امر نماز ہی۔ جسے کوئی شخص بھی جو اپنے مذہب کا کچھ بھی پاس اور محبت دل مین رکھتا ہو کبھی بھی ادا کرنا گوارا نہین کر سکتا۔ خصوصًا ایک علحدہ قومی نشان اور ایک بالکل الگ ہیأت مین الگ مذہبی سمت کیطرف متوجہ ہوکر۔ اور بایں ہمہ اپنی قوم مین بھی شامل رہے ناممکن ہی۔ اب غور فرمایئے آنحضرتؐ کو اس خصوص مین کیا مشکلات پیش آئین۔

تاریخ اور قومی روایت متفقًا شہادت دیتی ہی کہ بیت اللہ زمانۂ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے برابر ابًا عن جدٍّ قومون کا مرکز اور جائے تعظیم چلا آیا ہی۔ کفار مکہ گو بت پرستی کے لباس مین تھے اس بیت ایل کو مقدس عبادتگاہ یقین کرتے۔ جب آنحضرتؐ نے دین حق کا وعظ شروع فرمایا۔ اور خدا کا کلام دن بدن پھیلنے لگا۔ اور دشمنان دین مخالفت مین ہر طرح کے زور لگا کر تھک گئے۔ آخر یہ حیلہ سوچا کہ نفاقًا اسلام مین داخل ہوگئے اور اسطرح وہ لوگ سخت اذیتین اور مخفی دیرپا مصائب مسلمانون کو پونہچانے لگے۔ بنائً علی ہذا بانی مذہب کو ضرور ہوا کہ اوس معجون مرکب کے اجزا کی تحلیل کے لیے کوئی بھاری کیمیاوی تجویز لگائے۔ آپنے ابتدائً مکے مین بیت المقدس کی جانب

نماز مین منہ پھیرا - اس ربانی الہامی تدبیر سے قریش کہ جو نہایت بت پرست تھے - اور اہل کتاب اور اونکے مذاہب کو بہت بُرا جانتے تھے مسلمانون کی جماعت سے بالکل الگ ہوگئے - اب کوئی منافق ظاہر طور پر بھی شامل ہونے کو گوارا نہ کرسکا - اور خاص کے مین بجز خالص مخلص اصحاب و یاران جان نثار کے اور کوئی پیرو نہ بنا - اس تدبیر سے ایک اور عظیم فائدہ یہ ہوا کہ بانی کو اپنے مشن کی ترقی اور خالص پیرو ونکا اندازہ معلوم ہوگیا - اور آیندہ کے واسطے معتمد وفاداروں اور غدار منافقون مین امتیاز کلی ہوگیا -

پھر جب مدینے مین آپ تشریف لے گئے جہان بکثرت یہود رہتے تھے اور جو اوّل اوّل باغراض مختلفہ آپکی تشریف آوری سے خوش ہوئے - اور آپکے تابعین مین خوب مل جل گئے - پھر آخر اپنی امیدون کے برخلاف دیکھکر خفیہ خفیہ اضرار وافساد مین ریشہ دوانی کرنے لگے - تب آنحضرت نے ربانی الہامی ہدایت سے جو ایسے تاریک وقتون مین اپنے پاک نبیون کو کشایش کی راہ دکھاتی ہی اصلی قدیمی ابراہیم اسمٰعیل کے بیت اللہ کیطرف نماز مین توجہ کی - اس سے خالص انصار اور غدار یہودیون مین امتیاز کی راہ نکل آئی - قرآن بھی اسی مطلب کا اشارہ کرتا ہی -

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ - سیپارہ ۲ - سورۂ بقر - رکوع ۱۰ -

اس بات کو بھولنا نہین چاہیے کہ ایسی جدید قوم کو جسکے استیصال کے درپے مختلف قومین ہو رہی تھین - ایسے نئے مذہب کو جسے اوّلاً مخلصین و منافقین مین تمیز کرنا اور دشمنون کے جابرانہ حملون کا اندفاع اختیار کرنا تھا نہایت ضرور تھا اور عقلاً نقلاً اس سے

ے اور وہ قبلہ جو تونے ٹھہرایا جس پر تو تھا نہین مگر اسواسطے کہ معلوم کرین کون تابع رہیگا رسول کا اور کون پھر جاویگا اولٹے پانؤن ۱۲

بہتر نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسی ہی تدبیر سے کام لے۔

پس گو ابتدا میں سمت قبلہ کسی مصلحت کے لیے معین کی گئی ہو۔ اور عادۃ اللہ نے اوسمین کوئی راز مرکوز رکھا ہو۔ مگر انتہا میں بھی یادگار کے طور پہ اور اس امر کے نشان اور یاد آوری کے لیے کہ یہ کامل مذہب یہ توحید کا آفتاب اوسی پاک زمین سے نمودار ہوا۔ وہ خداوندی حکمت بحال رکھی گئی۔ ورنہ اہل اسلام کا عقیدہ تو یہ ہی۔ کہ خدائے تعالے کی ذات مکان اور جہت کی قید سے منزہ ہی۔ اور عنصری و کونی صفات سے اعلے اور مبرا ہی۔ کوئی جہت نہیں جسمین وہ مقید ہو۔ کوئی خاص مکان نہیں جسمین مخصوصا وہ رہتا ہو۔ اسی مطلب کیطرف قرآن کریم اشارہ کرتا ہی اور معترض کے اعتراض کو اپنے علم بسیط سے پہلے ہی رد کر دیا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ [1]۔ سیپارہ ۱ سورۂ بقرہ رکوع ۱۴۔

پھر اور زیادہ مقصود حقیقی کی راہ بتاتا اور فرماتا ہی۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ [2] ○ سیپارہ ۲ سورۂ بقرہ رکوع ۲۲۔

[1] اور اللہ کی ہی مشرق اور مغرب سو جسطرف تم منہ کرو وہان ہی متوجہ ہی اللہ۔ ۱۲

[2] نیکی یہی نہیں کہ منہ کرو اپنے مشرق کی طرف یا مغرب کی و لیکن نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور فرشتون پر اور کتابون پر اور نبیون پر اور دیوے مال اوسکی محبت پر ناتے والون کو اور یتیمون کو اور محتاجون کو اور راہ کے مسافر کو اور مانگنے والون کو اور گردنین چھڑوانے مین اور کھڑی رکھے نماز اور دیا کرے زکوۃ اور پورا کرنے والے اپنے قرار کو جب اقرار کرین اور ٹھہرنے والے سختی مین اور تکلیف مین اور وقت لڑائی کے وہی لوگ ہین جو سچے ہوئے اور وہی بچاؤ مین آئے۔

ان آیات نے صاف بتادیا کہ سمت قبلہ کی جانب توجہ کرنا مقصود بالذات اور اہم نہین ہے۔ اصلی اور ابدی نیکیان اور آسمانی خزانے مین جمع ہونے والی خوبیان ہی ہین جو ان آیات مین مذکور ہوئین۔

ایک اور لطیف بات قابل غور ہے۔ کہ آغاز نماز مین جبکہ مسلمان رو بقبلہ کھڑا ہوتا ہے یہ آیت پڑھتا ہے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ[1] سیپارہ ۷۔ سورۂ انعام۔ رکوع ۹۔

اور یہ آیت اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ[2] سیپارہ ۸۔ سورۂ انعام۔ رکوع ۲۰۔

اس آیت کا افتتاح مین پڑھنا خوب آشکار کرتا ہے کہ اہل اسلام کا باطنی رخ اور قلبی توجہ کدھر ہے۔ کعبۂ حقیقی اور قبلۂ تحقیقی انھون نے کس چیز کو ٹھہرا رکھا ہے۔

ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ فضائل اسلام مین سے ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ اسلام کے معابد ہاتھ سے نہین بنائے جاتے۔ اور خدا کی خدائی مین ہر مقام پر اوسکی عبادت ہو سکتی ہے "اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ"[3] سیپارہ ۱۔ سورۂ بقر رکوع ۱۴۔ جس مقام پر خدا کی عبادت کیجا وے وہی مقام مقدس ہے۔ اور اوسی کو مسجد سمجھ لیجیے مسلمان چاہے سفر مین ہو چاہے حضر مین جب نماز کا وقت آتا ہے چند مختصر اور پر جوش فقرات مین اپنے خالق سے اپنے دل کا عرض حال کر لیتا ہے۔ اور اوسکی نماز اتنی طولانی نہین ہوتی کہ اوسکا جی گھبرا جائے۔ اور

---

[1] مین نے اپنا منہ کیا اوسکی طرف جسنے بنائے آسمان اور زمین ایک طرف کا ہو کر اور مین نہین شریک کرنے والا۔ ۱۲۔

[2] میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کیطرف ہے کوئی نہین اوسکا شریک اور یہی مجکو حکم ہوا اور مین سب سے پہلے حکم بردار ہون۔ ۱۲۔

[3] جس طرف تم منہ کرو وہان ہی متوجہ ہے اللہ۔ ۱۲۔

نماز مین جو کچھ وہ پڑھتا ہے اوسکا مضمون یہ ہوتا ہی کہ اپنے عجز و خاکساری کا اظہار - اور خداوند عالم کی عظمت اور جلال کا اقرار اور اوسکے فضل و رحمت پر توکل - عیسائی کیا جانین کہ اسلام مین عبادت خدا کا مزا کیسا کوٹ کوٹ کے بھرا ہے[1] -

انسان کی نجات قیامت کے روز کیونکر ہوگی - آیا صرف اعمال حسنہ کے سبب یا کسی شفیع کی شفاعت سے یا اعمال حسنہ اور شفاعت شفیع کے اجتماع سے

جواب - مخلوق کی نجات کا مدار ایسا تنگ اور محدود نہین - جو پادریون نے بیان کیا - کیا خدائی ارادے محدود ہین - کیا اس بجد ہستی کے کام کسی مخلوق کے خیال اور وہم پر موقوف ہین - بندگان خدا کی نجات قیامت کے روز محض باری تعالے کے فضل و کرم سے ہوگی - اور صرف اوسکے رحم اور غریب نوازی سے ہم نجات پائینگے - اگر اعمال وغیرہ سے نجات ہی تو فضل کچھ بھی نہین - ناظرین یقین کرو کہ فضل و کرم خداوندی سے نجات ہے - اور یہی فضل و کرم اسلام مین نجات کا باعث ہی - دیکھو سورۂ دُخانْ - اسمین اہل جنت کے انعامات کا ذکر ہوتے ہوتے بتایا ہی کہ جنت مین جانے والے دوزخ سے اللہ کے فضل سے بچے -

وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ[2] - سیپارہ ۲۵ - سورۂ دخان - رکوع - ۳ -

اور سورۂ حدید مین ہے -

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ[3] - سیپارہ ۲۷ - سورۂ حدید - رکوع ۳ -

---

[1] تنقید الکلام ترجمہ لائف آف محمد - از سید امیر علی ۱۲ -

[2] اور بچا یا اونکو دوزخ کی مار سے فضل سے تیرے رب کے ۱۲ -

[3] دوڑو اپنے رب کی معافی کی طرف اور بہشت کو جسکا پھیلاؤ ہی جیسے پھیلاؤ آسمان و زمین کا - رکھی گئی ہی اونکے واسطے جو یقین لائے اللہ پر اور اوسکے رسولون پر یہ بڑائی اللہ کی ہی دیوے اوسکو جسکو چاہے اور اللہ کا فضل بڑا ہی ۱۲ -

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۞ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ۞ سیپارہ ۵ - سورۂ نسا - رکوع ۹ -[۱]

قرآن بیان کرتا ہی گناہ تین قسم کے ہوتے ہین - اول شرک - دوم کبائر - سوم صغائر[۲] شرک کی نسبت قرآن کریم فیصلہ دیتا ہی کہ وہ ہرگز بدون توبہ معاف نہوگا اوسکی سزا بھگتنی ضرور ہی

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ - سیپارہ ۵ سورۂ نسا - رکوع ۸[۲]

انجیل بھی باوجود اینکہ بڑی بشارت اور بشیر ہی فرماتی ہی - متی ۱۲ باب - ۳۱ - روح کے خلاف کا کفر معاف نہوگا -[۳]

دوسری قسم گناہونکی وہ کبائر اور بڑے بڑے گناہ جو شرک کے نیچے ہین - اور صغائر یا عبارۃً کبائر سے اوپر - اور یہ بالکل ظاہر ہی کہ ہر ایک کبیرہ اور بڑے گناہ کی ابتدا مین چھوٹے چھوٹے گناہ جو اس کبیرہ سے کم ہین ہوتے ہین - مثلاً جو شخص زنا کا مرتکب ہوا - ضرور ہی کہ ارتکاب زنا سے پہلے وہ اوس نظربازی کا مرتکب ہو جس سے زنا کے ارتکاب تک نوبت پہنچی - یا ابتدائً وہ باتین سُنین جنکے باعث اس بدکاری کے ارتکاب تک اس زنا کنندہ کی نوبت پہنچی - ایسے ہی ان باتون کا ارتکاب جنکے وسیلے سے اسکو وہ شخص ملا جس سے زانی نے زنا کیا - اور بالکل ظاہر ہی کہ ان ابتدائی کارروائیونکی

---

[۱] اور جو لوگ چلتے ہین حکم مین اللہ کے اور رسول کے سو وے اونکے ساتھ ہین جنکو اللہ نے نوازا نبی اور صدیق اور شہید اور نیک بخت اور خوب ہی اونکی رفاقت - یہ فضل ہی اللہ کی طرف سے - اور اللہ بس ہی خبر رکھنے والا - ۱۲

[۲] اللہ یہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک ٹھہرایا جاوے اور اس سے نیچے بخشتا ہی - ۱۲

[۳] قرآن مجید کی تنذیر و تبشیر برخلاف توریت و انجیل کی افراط و تفریط کے ٹھیک انسان کی حالتِ امید و بیم کے مناسب ہی - خوب فطرت اسکی جبلت مین مرکوز ہی - کیا ہی عجیب آیت قرآن کی ہی نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۙ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ - سیپارہ ۱۴ - سورۂ حجر - رکوع ۴ - ترجمہ - خبر سنا دے میرے بندون کو کہ مین اصل بخشنے والا مہربان ہون - اور یہ بھی کہ میری مار وہی دکھ کی مار ہے - ۱۲ -

برائی زناکی برائی سے ضرور کمی پڑی - ایسے کبائر اور بڑے گناہونکی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے -

[1] إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ - سیپارہ سورۂ نسا رکوع ۶ -

کیا معنی جن بڑے بڑے گناہون کے ارتکاب سے تم لوگ منع کیے گئے - اگر ان بڑے گناہون سے بچ رہو تو انکے مبادی اور انکے حصول کی ابتدائی کارروائی صرف ان بڑے گناہون سے بچ رہنے کے باعث معاف ہو سکتی ہے -

مثلاً کسی شخص نے کسی ایسی عورت سے جماع کرنا چاہا جو اسکے نکاح مین نہین - اور اس عورت کے بلانے پر کسی کو ترغیب دی - یا کچھ مال خرچ کیا اور اوسے خالی مکان مین لایا اور اوسے دیکھا - بلکہ اوسکا بوسہ بھی لے لیا - لیکن جب وہ دونون برضا و رغبت برائی کے مرتکب ہونے لگے اور کوئی چیز روک اور بدکاری کی مانع وہان نہ رہی - اور اس بد کارروائی کا آخری نتیجہ بھی ظاہر نہوا تھا کہ اس زانی کے ایمان نے آکر اسے زنا سے روک دیا - اب یہ شخص باوجودیکہ مال خرچ کر چکا ہے - یا ثانی کی رضامندی پا چکا - صرف ایمان کے باعث ہان صرف ایمان ہی کے باعث اور خدا کے خوف سے باہمہ وسعت طاقت اس بڑی برائی کے ارتکاب سے ہٹ گیا - اور اسکا مرتکب نہوا - تو صرف اسی اجتناب سے اوسکی ابتدائی کارروائیان جو حقیقت مین مبادی گناہ اور گناہ کی محرک تھین - معاف ہو جائینگی - کیونکہ اسکا ایمان بڑا تھا - جس نے آخری حالت مین خدا کے فضل سے دستگیری کی -

اور تیسری قسم گناہ کی صغائر ہین جنکا ذکر کبائر مین ضمناً آگیا -

---

[1] اگر تم بچتے رہوگے بڑی چیزون سے جو تمکو منع ہوئین تو ہم اوتار دینگے تم سے تقصیرین تمھاری ۱۲ -

ناظرین۔ نجات صرف رحم اور فضل سے ہی۔ اور رحم اور فضل کا مستحق ایماندار ہی۔
إِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ[1]۔ سیپارہ ۸۔ سورۂ اعراف۔ رکوع ۷۔

اور ایمان کے پھل نیک اعمال ہین۔ پس کل اعمال یا اکثر اعمال اگر عمدہ ہین تو معلوم ہوا کہ اون عمدہ اعمال کے عامل کا ایمان بڑا اور قوی تھا۔ جب ایمان بڑا اور قوی ہوا تو بہت بڑے فضل کا جاذب ہوگا۔ اور اگر نیک اعمال کے ساتھ تیسری قسم کے چھوٹے بد اعمال یا چھوٹے بڑے دونون قسم کے برے اعمال مل گئے تو ظاہر ہی کہ ایسے شخص کے ایمان مین بمقابل کچھہ کفر بھی ہی۔ جس کے بد ثمرات یہ معاصی چھوٹے اور بڑے ہین۔ کیونکہ ایمان کا پھل تو یہ بد اعمال ہو نہین سکتے۔ پھر لامحالہ کفر سے یہ ثمرات ہونگے۔ گو وہ چھوٹا ہی کفر کیون نہو اور کفر فضل کا جاذب نہین۔ بلکہ فضل کو روکتا ہی جیسے اندھیری کوٹھری کی دیوارین اور چھت سورج کی روشنی کو روکتی ہین۔

پس ایسے شخص مین ضرور جنت اور نجات کے اسباب اور فضل کے کھینچنے اور لینے کے ذریعے۔ دوزخ مین جانے کے اسباب اور بہشت و نجات مین جانے کی روکین ملجائینگی۔ اسلیے ایک میزان کی ضرورت پڑی۔ مگر یہ میزان دکانداروں کی ترازو سے یا ریلوے والون کی ماپ تول سے نرالی ہی۔ دیکھو سموئیل ۱ باب ۲۔ یہ ترازو خدا کے عدل اور قدوسیت کی ترازو ہی۔ نیک اعمال کی زیادتی مین ایمان کی قوت ظاہر ہی۔ اسلیے وہ ایمان بڑے فضل کا لینے والا ہوا۔ اور مساوات اور کمی کی صورت میں قرآن کی اس امید بھری آیت سے

وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ[2]

[1] بیشک مہر اللہ کی نزدیک ہی نیکی والون سے۔
[2] اور بعضے لوگون نے مان لیا اپنا گناہ ملایا ایک کام نیک اور دوسرا بد شاید اللہ معاف کرے اونکو ۱۲۔

اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ - سیپارہ ۱۱ - سورۂ توبہ - رکوع ۱۳ -

امید ہی کہ خداوندی رحم اوسکے غضب پر سبقت لیجاوے - اور اوسکا فضل بچالے - الٰہی فضل کبھی کسی شفیع کو اپنے پہونچنے کے لیے ذریعہ بنا لیتا ہی - اہل اسلام مین بے اذن شفاعت ثابت نہین - اور جب اذن سے شفاعت ہوئی تو وہ شفاعت حقیقت مین فضل ہو گیا - یہی فضل نجات کا باعث ہی - اور اس بالاذن شفاعت کا ثبوت جسسے خدا کے رحم اور فضل نے گنہگار کے بچانے کے لیے تحریک دی قرآن مین یہ ہی -

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا - سیپارہ ۵ - سورۂ نسا - رکوع ۹ -

یاد رکھو - جب نیک اعمال کثرت سے نہین ہوتے - اور ایمانی قوت کا قوی ہونا ثابت نہین ہوتا اوسوقت بڑے فضل کو یہ چھوٹا سا ایمان نہین کھینچ سکتا - اور فضل لینے کے سبب مین کمزوری ہوتی ہی - اسلیے باری تعالیٰ کا رحم اور کرم چھوٹے سے ایمان کے ساتھ کسی شفیع کی شفاعت اور داعیون کی دعا کو ملا دیتا ہی - اور اسی کمزور ایمان کو اس ذریعے سے قوت دیکر فضل کے لائق بنا دیتا ہی - بلکہ صرف ایمان ہی ابدی سزا سے بچانے کے لیے اس فضل کو لے لیتا ہی - جسکے ساتھ انسان دوزخ کی ابدی سزا سے بچ جاوے - پادری صاحب پولوس بھی کیا کہتا ہی - پھر اگر فضل سے ہی تو اعمال سے نہین - نہین تو فضل فضل نہ رہیگا -

---

لہ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہی ۱۲ -

سلہ اور ان لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا تھا اگر آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا اونکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنیوالا مہربان ۱۲

سلہ اعمال - ایمان - گناہ - ثواب - فضل - ان سب اصطلاحات کی نسبت حکیمانہ طور پر ہمارا خیال کچھ کیون نہو - اور عیسائی مفہوم اور مذاق سے بالکل الگ کیون نہو - لیکن بہرحال ان اصطلاحات کا اطلاق مخاطبین ہی کے مذاق کے موافق ہم کیے جاتے ہین - کیونکہ ہماری اس کتاب کا موضوع و منشا بھی یہی ہی - ۱۲ -

اور اگر اعمال سے ہی تو پھر فضل کچھ نہین۔ نہین تو عمل عمل نہ رہیگا۔ نامۂ رومیان ۱۱ باب ۶
پادری صاحبان آپ کو عہد جدید نے دکھلا دیا کہ آپکا یہ سوال کہ نجات اعمال سے ہی یا
شفاعت سے کیسا کمزور ہی۔ نجات نہ اعمال سے ہی نہ شفاعت سے۔ نجات صرف خدا کے
فضل سے ہے۔

ہان اتنی بات رہی کہ خداوندی فضل کو کون چیز جذب کرتی ہی۔ اور کس کے
ذریعے ہم محض فضل سے نجات پا سکتے ہین۔ تو اسکا جواب یہ ہی کہ ایمان فضل ربانی
کو جذب کرتا ہی۔ قرآن فرماتا ہی۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ

سیپارہ ۶۔ سورۂ نسا۔ رکوع ۲۴۔

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہی کہ جو لوگ ایمان لائے اونکو خداوند کریم فضل
ورحمت مین داخل کریگا۔

عہد جدید بھی یہی کہتا ہی۔ دیکھو نامۂ رومیان ۳ باب ۲۸۔
کیونکہ ہمنے یہ نتیجہ نکالا ہی کہ آدمی ایمان ہی سے بے اعمال شریعت کے راستباز ٹھہرتا ہی۔
اور نامۂ رومیان ۴ باب ۳ فرشتہ کیا کہتا ہی۔ یہی کہ ابرہام خدا پر ایمان لایا۔ اور
یہ اوسکے لیے راستبازی گنا گیا۔

نجات اور فضل اور ایمان کی مثال بعینہ ایسی ہی۔ کہ ایک شخص جسکی آنکھین تندرست
ہین ایک ایسے مکان مین جو بالکل بند ہی بیٹھا ہی۔ اور کہین اوس مکان مین روشنی
آنے کا راستہ نہین۔ اب اس شخص کو ایک نہایت عزیز اور پیارے دوست کا دیدار

۱؎ سو جو یقین لائے اللہ پر اور اوسکو مضبوط پکڑا۔ تو اونکو داخل کریگا اپنی مہر مین اور فضل مین ۱۲

مطلوب ہی- اور وہ دوست بھی اس مکان مین موجود ہی- اور ظاہر ہی کہ روشنی سے
بدون اپنے دوست کا چہرہ نہین دیکھ سکتا- اور اس دوست کے دیدار سے اس
طالب دیدار کے دل اور روح کو کوئی راحت نہین مل سکتی جب تک روشنی نہ آوے
اور دوست کا چہرہ نہ دکھلاوے- روشنی لینے کے مختلف ذریعے ہین- یا تو اس
مکان مین روشندان نکالے- یا چراغ وغیرہ سے کام لے- غرض کوئی چیز روشنی
کی جاذب ہی نہین تو روشنی دیدار لینے مین امداد نہ کریگی- گو روشنی فی الحقیقۃ دیکھنے
کا آلہ ہی- جب روشندان یا چراغ وغیرہ سے روشنی لے تو دوست کے دیدار سے
وہ دیدار کا طالب آرام پا سکتا ہی- ایسا ہی دیدار اور دیدار سے آرام تو نجات ہی اور
وہ روشنی فضل وکرم خداوندی ہی- ایمان ایک روشندان یا چراغ ہی- جو فضل کی
روشنی کو کھینچتا ہی- اور ایمان کو اس روشنی کا جاذب قرآن نے بھی کہا ہی-

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ[1]- سیپارہ ۳-

سورۂ بقر- رکوع ۳۴-

پس جسقدر مومن کا ایمان بڑھتا ہی- اوسیقدر وہ بڑے فضل کو جذب کرتا ہی-
اور اوسے حاصل کرتا ہی- جیسے جسقدر روشندان اور فتیلہ بڑا ہوگا اوسیقدر زیادہ
روشنی کو کھینچیگا- اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ جب ایمان فضل کو بلاتا ہی اور فضل سے
نجات ہی تو اعمال کیا ہوئے- کیا اعمال لغو اور بیکار ہونگے- تو معلوم ہوا کہ سائل نے
ایمان اور اعمال نیک کا تعلق نہین سوچا- کیونکہ نیک اعمال اور سچا ایمان ایک دوسرے
کو لازم وملزوم ہی- سچا ایمان نیک اعمال کا بیج ہی- اور اچھے بیج کا ضرور ہان-

[1] اللہ حاکم بنانے والا ہی ایمان والون کا نکالتا ہی اونکو اندھیرون سے اوجالے مین ۱۲

اچھے بیج کا ضرور اچھا ہی پھل ہوتا ہی۔
پولوس نامۂ رومیان ۶ باب ۱۵ مین صاف فرماتے ہین۔ کہ تم فضل کے اختیار مین ہو۔ پس تو کیا ہم گناہ کیا کرین۔ اسلیے کہ ہم شریعت کے اختیار مین نہین۔ بلکہ فضل کے اختیار مین ہین۔ ایسا نہو۔ کیا تم نہین جانتے کہ جسکی تابعداری مین تم اپنے آپکو غلام کے مانند سونپتے ہو۔ اوسی کے غلام ہو جسکی تابعداری کرتے ہو۔ خواہ گناہ کی جسکا انجام موت ہی۔ خواہ فرمان برداری کی جسکا پھل راستبازی ہی۔ بھلا کچھ شک ہی کہ درخت اپنے پھلون سے ہی پہچانا جاتا ہی۔ بالکل سچ ہی کہ سچا ایمان اچھے اور نیک اعمال کا باعث ہی۔ اور کفر اقسام بدکاریون کا تخم۔ انسان کی کمزوریان کبھی اُسے کفر کے باعث فضل کے لینے مین بدنصیب کرکے گناہ کا مرتکب بناتی ہین۔
اور غفلت کی حالت مین شیطان کڑوے بیج بوتا ہی۔ متی ۱۲ باب ۲۵۔
اسواسطے عادل خدا کی ذات بابرکات نے اسکی تدبیر فرمائی۔
[1] فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ سیپارہ سورۂ اعراف رکوع
[2] وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔ سیپارہ ۲۴۔ سورۂ مؤمن۔ رکوع ۵۔
کیا معنی کہ جب ایک انسان بد اور نیک اعمال دونون قسم کے عملون کا مرتکب ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ اوسمین ایمان اور اوسکے مدمقابل کے بیج بوئے گئے ہین۔ اسلیے میزان کی ضرورت ہوئی۔ تاکہ عدل کی صفت پوری ہو۔ پس جسکے نیک اعمال بڑھگئے عدل اور رحم اوسکا شفیع ہوا۔ اور فضل وکرم سے ایسے شخص کا بیڑا پار ہوگیا۔ سچ ہی بھلے اور

[1] سو جنکی تولین بھاری پڑین سو وہی ہین جنکا بھلا ہوا۔ ۱۲۔
[2] اور جسنے کی ہی بھلائی وہ مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائینگے بہشت مین روزی پائینگے وہان بیشمار ۱۲

جنگے کو طبیب کی ضرورت نہین متی ۹ باب ۱۲- اور جسکے اعمال نیک اور بد ملے جُلے ہین تو اوسکے لیے بھی رحم اور کرم کا پلہ اُمید ہی کہ فضل سے بھاری ہو جاوے

سوال

اگر شفیع کی ضرورت ہی تو اوسکے شرائط اور وجہ خصوصیت کیا ہے

جواب

شفیع کے شرائط وہی جاننے جسے شفیع بنانا ہو- یعنی خدا جسکے رحم اور کرم اور فضل سے نے شفیع بنایا ہو- اِلّا جہان جہان شفاعت کا ثبوت ہی وہان وہان قرآن نے وہ شرائط بتلا دیے ہین- غور کرو انبیا اور ملائکہ کی شفاعت اوسی کے رحم اور فضل سے ہی- اور اوسی کے اذن اور اجازت سے- دیکھو-

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ [۱]- سیپارہ ۱۷ سورۂ انبیا رکوع ۲

وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ [۲]- سیپارہ ۱۷ سورۂ انبیا- رکوع ۲-

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ [۳]- سیپارہ ۲۵- سورۂ زخرف- رکوع ۷-

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ [۴]- سیپارہ ۲۴ سورۂ مومن رکوع ۱

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ [۵] سیپارہ ۲۵- سورۂ شوریٰ- رکوع ۱-

---

[۱] لیکن وہ بندے ہین جنکو عزت دی ہی اوس سے بڑھکر نہین بول سکتے اور وہ اوسی کے حکم پر کام کرتے ہین- ۱۲-

[۲] اور سفارش نہین کرتے مگر اوسکی جسپر وہ راضی ہو- ۱۲-

[۳] اور اختیار نہین رکھتے جنکو یہ پکارتے ہین سفارش کا- مگر جسنے گواہی دی سچی اور اونکو خبر تھی ۱۲-

[۴] اور گناہ بخشواتے ہین ایمان والون کے اے رب ہمارے ہر چیز سمائی ہی تیری مہر اور خبر مین سو معاف کر اونکو جو توبہ کرین اور چلین تیری راہ اور بچا اونکو آگ کی مار سے- ۱۲-

[۵] اور گناہ بخشواتے ہین زمین والون کے ۱۲-

سوال

اگر نیک اعمال سے نجات ہی تو نیک اعمال سے کل اوامر اور نواہی کا بجالانا ضرور ہے یا جسقدر ہو سکین۔

جواب

صاحب نجات فضل ہے اور فضل کو ایمان لے سکتا ہی۔ ایمان اچھے پھلون کا بیج ہی۔ اچھے بیج سے اچھے ہی پھل حاصل ہوتے ہین۔ اگر ایمان بڑا اور قوی ہی تو اعمال نیک ہی ہونگے پس آپکے اگر مگر کی گنجایش ہی کہان ہی۔ سنو۔

نجات دو قسم کی ہی۔ ایک جہنم مین ہمیشہ رہنے سے بچے رہنا۔ وہ فضل سے ہوگی بشرطیکہ ایمان ہو۔ اور فضل کو چاہے۔ بلکہ صحیح مسلم جیسی سچی انجیل شریف مین محمد رسول اللہ فرماتے ہین۔ بِغَیْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْہُ وَلَا خَیْرٍ قَدَّمُوْہُ یعنی جنت مین ایسے لوگ بھی جائینگے جنھون نے کوئی عمل اور خیر نہین کی۔

اور جن کبائر گناہون پر ابدی سزا کا ہونا بیان ہوا۔ وہ بیان بالکل راست ہی۔ وہ کبائر ایسے ہین کہ ابدی سزا مین پھنسائین۔ الا خدا پر ایمان لانا اور اوسکی توحید پر ثابت قدم ہونا۔ اور جس بلا سے بد شرک مین مشرک پھنسکر تباہ ہوئے اوس بلا سے الگ ہوجانا۔ بلکہ صرف حرم بھی ایسے فضل کے لائق کردیتا ہی۔ کہ بڑے گناہ کے مرتکب کو وہ فضل ابدی جہنم سے نکال لاتا ہی۔ اور اس ابدی سزا کے موجب پر یہ فضل نجات کا موجب غالب آجاتا ہی۔ مثلاً ایک شخص نے تھوڑی سی گرم چیز کھالی۔ وہ گرم چیز ضرور گرمی کریگی الا اگر اوسکے ساتھ بہت سی سرد چیز کھائی گئی تو ظاہر ہی کہ اس سردگی سردی اوس گرم کی گرمی کو باطل کردیگی۔ اور دوسری قسم کی نجات اون نیک اعمال کی کثرت سے ہوگی

جو سچّے ایمان کا ثمرہ ہین ۔ خدا کے فضل وکرم سے حاصل ہوگی۔

[1] اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ۔ سیپارہ ۱۲ سورۂ ہود رکوع ۱۰۔

[2] اِنْ تَجْتَنِبُوا الْکَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ ۔ سیپارہ ۵ ۔ سورۂ نسا ۔ رکوع ۶ ۔

اور بصورت کمی اعمال کے عفو الٰہی اور شفاعت شفیع خدا کے فضل سے ضعیف ایمان کے ساتھہ ملکر فضل بلکہ نجات کو حاصل کرینگے۔ قانون قدرت اور دنیا کے اسباب اور موانع پر غور کرنے سے یہ بات بہت آسانی سے حل ہوسکتی ہی۔

شفاعت کبریٰ اور صغریٰ کی کیا تعریف ہی۔ شفاعت کبریٰ یا صغریٰ کا قرآن سے بہ نسبت محمد صاحب کے کیا ثبوت ملتا ہی لفظی معنی لکھ کے آیت سے ثابت کرین تاویلین اور مرادی معنی مطلوب نہین۔

جواب

پادری صاحب ۔ آپنے کتنا پرزور سوال کیا ہی ۔ اور اعتراض مین کتنے پہلوون پر نگاہ رکھی ہی ۔ اور جواب سے بزعم خود روکا ہی ۔ الّا مین سچ کہتا ہون یہ قرآن ہی وہ کتاب ہی جو ہر زمانے کے فلسفے مین اپنے آپ کو راستباز ثابت کرتی رہی اور ثابت کریگی ۔ جسقدر علوم دنیا مین ترقی پاوینگے یہ کتاب اونکے سچّے اصولون سے کبھی مخالفت نہ کریگی ۔ اور اپنا صدق ظاہر کرنے کو بے تعصب محققون کو اپنی راستی پر کھینچ لائیگی ۔ اگر حق طلبی مد نظر ہی اسی سوال کے جواب پر اکتفا کیجیے ۔ اور دیکھیے ہم آپ کے تمام پہلوؤن کو دیکھہ کے جواب دیتے ہین ۔ اور لفظی معنی لکھکے آیتین دکھلاتے ہین۔

---

[1] البتہ نیکیان دور کرتی ہین برائیون کو ۱۲۔

[2] اگر تم بچتے رہوگے بری چیزون سے جو تمکو منع ہوئین توہم اوتار دینگے تمسے تقصیرین تمھاری ۱۲۔

اور دونون قسم کی شفاعتون کا قرآن سے ثبوت دیتے ہین - شفاعت کے معنی سفارش - صغری کے معنی چھوٹی اور کبری کے معنی بڑی - شفاعت صغری چھوٹی سپارش - شفاعت کبری بڑی سپارش - ھان نہین سپارش بڑی - چھوٹا اور بڑا ہونا ایک نسبتی امر ہی - جیسے ایک اور تین - ایک تین سے چھوٹا اور تین ایک سے بڑا -

اب قرآن سے ثبوت لیجیے - اور ثبوت بھی کیسا جسمین یہ بات بھی ثابت ہوجائیگی کہ دونون قسم کی سفارش محمد صاحب کے حق مین ثابت ہی - پہلے چھوٹی سفارش -

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا - سیپارہ ۵ - سورۂ نسا - رکوع ۹ -

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ سیپارہ ۱۱ سورۂ توبہ - رکوع ۱۳ -

دیکھو یہان صرف منافقون کے گروہ کی شفاعت کا تذکرہ ہی - اسلیے یہ شفاعت صغری شفاعت ہوئی -

اور کبری شفاعت کا ذکر ان آیات شریفہ مین ہی - جنکے ذریعے آپ بڑے جوش وخروش سے محمد صاحب کے گناہگار ہونے کا استدلال کرتے ہین - وہ آیات اس قسم کی ہین -

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ - سیپارہ ۲۶ سورۂ محمد رکوع ۲

---

۱ اور ان لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا تھا - اگر آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا انکو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان - ۱۲

۲ لے انکے مال مین سے زکوۃ کہ انکو پاک کرے اس سے اور تربیت اور دعا دے انکو البتہ تیری دعا انکے واسطے آسودگی ہے اور اللہ سب سنتا ہو جانتا - ۱۲

۳ اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردون اور عورتون کے لیے - ۱۲

آپکے ان اعتراضات کا جواب کہ اس قسم کی آیات سے محمد صاحب کا گناہگار ہونا ثابت ہوتا ہی عنقریب آتا ہے۔

سوال

کوئی گنہگار گنہگار کو بہشت مین داخل نہین کرسکتا۔ اور قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ محمد صاحب خود گنہگار ہین۔ اسلیے وہ اس لائق نہین کہ وہ شفاعت صغرٰے اور کبرٰی کرنے کا اختیار پاوین۔ بلکہ صاف آشکارا ہی کہ وہ خود بھی نجات نہ پائینگے۔

جواب

نجات اور بہشت مین پہونچنے کی راہ اور اوسکا طریقہ بیان کرچکا ہون۔ کہ نجات فضل سے ہی اور فضل ایمان کے وسیلے سے مل سکتا ہی۔ اور ایمان نیک اعمال کا بیج ہی۔ الّا آپکا یہ فقرہ کہ گنہگار گنہگار کو بہشت مین نہین پہنچا سکتا۔ کیا کوئی الہامی کلام ہی یا عہد عتیق یا عہد جدید کا حکم ہی۔ کیا روح القدس سے نکلا۔ نہین نہین۔ بلکہ آپکا خیال ہی۔ یا آپکی عقل کی تجویز۔ یہ فقرہ نہ تو کلام آلہی ہی نہ روح القدس کی تحریر۔ اور آپکے خیالات اور تجاویز سے واقعات نفس الامریہ کا ابطال محال ہی۔ آپ کو اگر اپنی عقل پر کچھہ بھروسا ہی تو اسے پہلے تثلیث کے مسئلے پر اور کفارے کے خیال پر پرکھہ لیجیے۔ اور دیکھیے کارگر ہی یا نہین۔ پھر کتب اللہ مین سے مقدسہ کتب پر نظر کیجیے۔ جنمین صاف لکھا ہی کہ ابراہیم۔ ایوب۔ اور موسٰی۔ اور ایلیا۔ اور سموئیل۔ دانیال۔ با اینکہ سب کے سب عیسائی اعتقاد کے موافق گنہگار ہین۔ کیونکر شفیع ہوئے۔ دیکھو یرمیاہ باب ۱۔ زبور ۹۹ باب ۶۔ حزقیل ۱۴ باب ۱۴۔ پیدائش ۱۸ باب ۲۳۔ خروج ۸ باب ۸ و ۳۰۔ ۱۴ باب ۱۸ و ۱۹۔

شفاعت ایک قسم کی دعا ہی۔ اور دعا کا موثر ہونا کل مذاہب تاریخیہ مین مسلم اور
دعا کے لیے یا دعا کی قبولیت کے لیے گناہون سے پاک ہونا ہرگز ہرگز شرط نہین۔

سوال

نفظی معانی قرآن سے ثابت کرو۔ خدا کے عدل و رحم مین بھی فرق نہ آوے۔
اور گنہگار بے سزا پاے بہشت کا جاودانی آرام پاۓ۔ قرآن کی لفظون سے خدا
کا قدوس رحیم و عادل ہونا ثابت کرو۔

الزامی جواب

متی ۲۱ باب ۲۳-۲۴۔ مسیح سے کاہنون اور بزرگون نے پوچھا۔ "تو کس اختیار
سے یہ کرتا ہی۔ اور کسنے تجھے یہ اختیار دیا۔ مسیح نے کہا مین بھی تمسے ایک بات پوچھتا
ہون اگر وہ مجھسے کہو تو مین بھی تمسے کہونگا"۔

سو مین بھی بطور مسیح تم سے پوچھتا ہون۔ بتاؤ۔ شیطان بھی گنہگار ہی۔ یہودا
اسکریوطی بھی جسنے مسیح کو پکڑوایا گنہگار ہی۔ اور کافا جسنے مسیح کے قتل کا فتویٰ دیا
گنہگار ہی۔ اب بتائیے بے سزا پاۓ بہشت مین کیونکر داخل ہونگے۔ تمام بت پرست
قومین اور تمام منکرین مسیح کیا بے سزا جنتی ہین۔

جس دولتمند نے دوزخ مین ابراہیم سے عرض کی کہ لعاذر کو بھیج پانی سے
میری زبان ٹھنڈی کرے۔ (لوقا ۱۶ باب ۲۲-۲۴)۔ کیا وہ گنہگار بے سزا پاۓ
جاودانی آرام مین داخل ہوا۔

اب آپ لوگ ان تمام مثالون مین اپنی انجیل سے جسکے معنی بشارت ہین۔ رحم
و عدل کو جمع کر دین۔ شیطان کی نجات کا ذریعہ انجیل سے نکال دین۔

اگر صرف رحم اسطرح باعث نجات ہی کہ اعمال یا ایمان نہو - اور بدکار نجات پاوے تو چھٹی ہوئی - بقول معترض مسیح ملعون ہوا یادریون کو کیون منادی کی فکر ہی -

اور ہم مسلمان تو ضرور ہی نجات پاوینگے کیونکہ بقول (لوقا ۹ باب ۵۰ -) "جو مسیح کے خلاف نہین گو مسیح کی پیروی نہین کرتا وہ مسیح کی طرف ہی" -

ہم مسلمان تو حضرت مسیح کے سچے پیرو ہین - اونکو دل سے مانتے ہین - اور اونکی سب کیسے اعلےٰ اور آخری وصیت پر دل سے کاربند ہین - جو بعضاءے ۱ باب ۳ مین مذکور ہی مین صدق دل سے اصالتًا اور تمام اہل اسلام کی طرف سے وکالتًا اقرار کرتا ہون کہ خدا اکیلا سچا خدا ہی - اور یسوع مسیح جسے اوسنے رسول کرکے بھیجا واعظ نجات اور سچا رسول ہی - اور آخر مین ہزارون صلوات و سلام اوس مبارک فخر المرسلین ہادی کو جس نے آخری زمانے مین کل نبیون کی اصلی اور واقعی تعلیم کو پھر دنیا مین پھیلایا - اور مسیح کی خالص اور پاک تعلیم کو تمام کفر و شرک کے شائبون اور اونکی خلاف منشا آمیزشون سے مبرا کرکے ہزارون لاکھون مخلوق کو ابدی نجات کی راہ بتائی - اور بڑی صفائی سے فرمایا

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ[1] - سیپارہ سورۂ بقر رکوع ۱۶

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ[2] سیپارہ ۳ - سورۂ آل عمران - رکوع ۷ -

عدل و رحم یہ دو لفظ اکثر نصاریٰ کی گفتگو کا سرمایہ ہین - ہم حیران ہین کہ ان لفظون کا

[1] کہو ہمنے یقین کیا اللہ پر اور جو اوترا ہمپر اور جو اوترا ابراہیم پر ۱۲ -
[2] تم کہو اے کتاب والو آؤ ایک سیدھی بات پر ہمارے تمہارے درمیان کی کہ بندگی نہ کرین ہم مگر اللہ کو اور شریک نہ ٹھہراوین اوسکا کسی چیز کو اور نہ پکڑین آپس مین ایک ایک کو رب سوا اللہ کے ۱۲ -

مفہوم ان لوگون نے کیا سمجھا ہی - کیا عدل یونہین قائم ہوتا ہی کہ خداے قدوس
ایک عورت کے پیٹ مین کسیطرح گھس کے اور پھر اوسمین سے نکل کے مصلوب و
ملعون ہو تب لوگ نجات پائین - لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ - لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ -
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا[1] - سیپارہ ۱۵ سورۂ کہف رکوع ۱
اس موقع پر مجھے ایک دلچسپ واقعہ یاد آگیا جسکا بیان کرنا خالی از فائدہ نہوگا
ایک پادری صاحب رحم و عدل کی منادی کررہے تھے - وہان ایک سلیم الفطرت
زمیندار آنکلا - اوسنے پادری صاحب سے عرض کیا - مین نہایت غریب آدمی ہون
اتنا اثاثہ بھی نہین جس سے رات کو میرے بچے پیٹ بھر کھا دین - اور میری اولاد
کثیر ہی - اور ہر سال میرے یہان ایک بچہ پیدا ہوتا ہی - اور میرے پڑوس مین ایک
ذلیل اور بڑا معزز مالدار ہی - مگر بالکل لاولد ہی - اب پادری صاحب ہمارے دیکھتے دیکھتے
دنیا ہی مین خدا کا عدل و رحم جمع کر دکھلائیے - اگر یہان جمع نہین تو قیامت مین
کیسے ثابت ہو کہ جمع کریگا -
پادری صاحب نے جھنجلا کر کہا او نادان کیا تو خدا کا بھید پا سکتا ہی کیا تو سمندر کو
چلو سے ناپتا ہی - اسپر زمیندار بولا پس او نادان ہمین کیسے کہتا ہی کہ جمع کا بھید بتلاؤ
کیا تو ہمسے سمندر کو چلو سے نپواتا ہے -
حقیقی جواب - خدا کے رحم و عدل اور اوسکی قدوسیت کے بیان سے تمام قرآن
مالامال ہے - سنو -
هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ[2] -

---

[1] کیا بڑی بات ہی جو نکلتی ہے اونکے منہ سے سب جھوٹ ہی جو کہتے ہین ۱۲
[2] وہ ہی مہربان رحم والا - ۱۲ -

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ - سیپارہ ۲۸

سورۂ حشر رکوع ۳-

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ - سیپارہ ۱۴ سورۂ حجر رکوع ۴-

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ - سیپارہ ۲۴ - سورۂ زمر رکوع ۶

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ سیپارہ ۹ سورۂ اعراف - رکوع ۱۹-

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۚ سیپارہ ۲۵ سورۂ زخرف رکوع

كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۱ سیپارہ ۷ سورۂ انعام - رکوع ۶-

تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ سیپارہ ۸ سورۂ انعام رکوع ۱۴

مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ - سیپارہ ۲۶ سورۂ قاف رکوع ۲

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ - سیپارہ ۵ سورۂ نسا - رکوع ۶-

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ سیپارہ ۱۳ سورۂ رعد رکوع ۲

وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ - سیپارہ ۲۴ - سورۂ حٰم سجدہ - رکوع ۶-

---

۱ وہ اللہ ہے جسکے سوا بندگی نہیں اور کی - وہ بادشاہ ہے پاک ذات چنگا ۱۲

۲ خبر سنادے میرے بندوں کو کہ میں اصل بخشنے والا مہربان ہوں - ۱۲

۳ کہدو اے بندو میرے جنھوں نے زیادتی کی اپنی جان پر نہ آس توڑو اللہ کی مہر سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان ۱۲

۴ اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو - ۱۲

۵ اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن اور نہ غم کھاؤ ۱۲

۶ لکھی ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر مہر کرنی ۱۲

۷ تیرے رب کی بات پوری سچ ہے انصاف کی - کوئی بدلنے والا نہیں اسکے کلام کو ۱۲-

۸ بدلتی نہیں بات میرے پاس - اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر ۱۲-

۹ اللہ حق نہیں رکھتا کسی کا ایک ذرے برابر ۱۲

۱۰ اللہ نہیں بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اپنے بیچ ہے ۱۲

۱۱ اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر ۱۲-

[1] اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ط لَا يَسْتَوٗنَ ۔ سیپارہ ۲۱ سورۂ سجدہ رکوع ۲

[2] وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ج وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ط ۔ سیپارہ ۲۲ سورۂ فاطر رکوع ۳

[3] وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ۔ سیپارہ ۱۲ سورۂ ہود رکوع ۹۔

قرآن کا عدل و رحم تو یہ ہی۔ اور بیشک یہ نصاری کے فرضی ذہنی اور مسلم عدل و رحم کے خلاف ہی۔ جب ہم فطرت انسانی پر اور عادۃ اللہ پر جو اس عالم مشاہدہ مین جاری ہی۔ اور جس سے آیندہ اور بعد الموت عالم غیب پر ایمان و ایقان لانے کی راہ اور ثبوت ملتا ہی۔ بغور نظر کرتے ہین تو انسانی حالت اور اوسکے قومی کی ترکیب اور اوسکے فطری تقاضے اور لازمی افعال و اعمال کو ٹھیک اوسی رحم و عدل کے مطابق اور بالکل موافق پاتے ہین۔ جسکی بابت قرآن کریم کی آیتین خبر دیتی ہین اور اسی لیے ہم اس مقدس کتاب کو خدا کا کلام کہتے اور اعتقاد کرتے ہین کہ خدا کے فعل یعنی قانون قدرت کے مطابق ہدایات کرتا ہی۔

چونکہ قانون قدرت ٹھیک نمونہ شرعی قانون کا ہی۔ یا یون کہو کہ شرعی قانون ایک مقولی صورت اور سچا فوٹو قانون قدرت کا ہی۔ اور انسان کو معاملات عقبیٰ اور حالات اخروی کے فہم کی راہ اسی عالم مشاہدے اور محسوسات کے ذریعے سے کھلی ہی۔ اور خود خدا نے بھی اپنی ذات و صفات کے غیب الغیب اسرار کو اسی عالم کے مجازی محسوسی صورتون اور تمثیلون سے مطابق کرکے سمجھایا ہی۔ اسلیے ہمکو ضرور ہوا اور لازمی طور پر ہم پابند کیے گئے کہ ان صفات (عدل و رحم) کی محک اوسکے فعل یعنی

---

[1] بھلا ایک جو ہوا ایمان پر برابر ہوا اوسکے جو بے حکم ہے۔ نہیں برابر ہوتے ۱۲

[2] اور برابر نہین اندھا اور دیکھتا اور نہ اندھیرا اور نہ اوجالا اور نہ سایہ اور نہ لوئ۔ اور برابر نہین جیتے نہ مردے ۱۲

[3] اور ہمنے اونپر ظلم نہ کیا۔ لیکن ظلم کر گئے اپنی جان پر ۱۲

قانون قدرت کو ٹھیراوین - کہ وہ قدوس اپنے فعل سے ان موجودات مین کیسا
صفاتی نمونہ بتاتا ہی -

ہم دیکھتے ہین کہ انسان جتنا معلومہ قوانین قدرت کا اتباع کرتا ہی - اور اپنے
قوی سے اونکی ترکیب اور فطرت کے اصلی تقاضے کے موافق کام لیتا ہی اوتنے ہی
زیادہ فائدے اور تمتع اوٹھاتا ہی - اگر اوسکے ثمرات شخصی محنت اور ذاتی ہمت سے
حاصل ہونے والے ہین تو شخصی محنت ہی اونکی تحصیل کرنے والی ہوتی ہی - اور اگر
قومی کوشش اور متفق سعی اونکے حصول کا سبب ہی - تو شخصی محنت وہان کارگر نہین
ہوسکتی ہے - اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ قانون قدرت کے اون خفی اسباب سے
جنکا علم سردست علی العموم لوگون کو حاصل نہین ایک انسان کو آرام وراحت حاصل
ہوجاتی ہی - جسے قدرت کے اسرار سے ناآشنا اور کتاب اللہ سے ناواقف لوگ اتفاقی
بات کہتے ہین -

اور ایسا بھی ہوتا ہی کہ کبھی اعمال کے ثمرات تدریجاً ملتے ہین - اور کبھی نہایت جلد
گویا عمل کے تابع اور لازم ہوتے ہین - غرض ہر چیز کا ایک اندازہ اور تقدیر ہی - جسکے
خلاف ذرا سر مو تفاوت ممکن نہین -

ایسا ہی حال شرعی قانون کے وعید و وعد یعنی اُخروی آلام و نعما کا ہی -
بحسب مراتب و دفعات کوئی فرد بشر اونکے نتائج سے محروم اور غیر محفوظ رہ نہین سکتا -
شخصی عبادت اور شخصی نیکیون کے ثمرات - قومی عبادات اور قومی نیکیون کے
نتائج اور وہی فیضان الٰہی پر غور کرو - اور شخصی نافرمانیون بدکاریون اور قومی بدکاریون اور بغض و طغیان
پر نگاہ دوڑاؤ - کوئی بادشاہ ہی - کوئی دولتمند - کوئی میعادی قیدی - کوئی دائم الحبس

کوئی بیمار۔ کوئی نہایت صحیح الحال۔ فارغ البال۔ ایساہی بحسب قانون قدرت قیامت کے دن کوئی الٰہی لقاسے لذائذ ونعمت مین سرشار۔ کوئی عالم آرام مین۔ کوئی خدائی خوشنودی کے بلند تختون پر۔ کوئی دانت پیستا اتھاہ کنوئین مین جھونکا ہوا پیاس سے مراجاتا ہے۔

باآنکہ خداے تعالےٰ اسوقت بھی عادل ورحیم ہی۔ پھر کوئی آرام مین ہی کوئی آلام مین۔ ایساہی آخرت مین بھی کوئی بہشت مین کوئی دوزخ مین۔ پھر بھی خداویسا ہی قدوس ورحیم وعادل رہیگا۔

خدائی عدل ورحم کی عجیب نظیر ہم دنیامین دیکھتے ہین۔ کہ مخلوق کو آرام کا محتاج بنایا اور اوسکے قویٰ مین اونکی ترکیب کے بموجب مختلف تقاضے اور جذبات اور گوناگون میلان اور تعلقات رکھدیے۔ اور پھر اس عالم مین اسباب وآلات بھی اوسکی قویٰ کے تعلقات کے مناسب پیدا کردیے۔

اگر کوئی شخص عمدًا یا سہوًا قانون قدرت کی خلاف ورزی کے سبب سے کسی مرض وعلت مین گرفتار ہوا۔ اور عدل نے اوسے ماخوذ کیا۔ تو معًا رحم نے ہزارون لاکھون دوائین اوسکے لیے بہم پہونچادین۔ اورفضل نے اوسے اوس بلا سے نجات دیکر پھر اصلی صحت کا مزہ چکھادیا۔

ایساہی ایک بدکار قانون شرع کی خلاف ورزی مین اپنی عافیت تباہ کرچکا اور قریب تھا کہ دارالعدالت مین پہونچکر ابدی عذاب مین مبتلا ہو۔ رحم الٰہی نے معًا سچی توبہ وانابت جو حقیقۃً محرک رحم ہی اوسکے لیے مہیا کردی۔ اگر اوسنے خلوص قلب سے سچی توبہ کی اور بڑی تضرع سے اپنے خالق کی طرف رجوع کی تو فضل اوسکے

سارے گناہون کے دفتر کو دھوڈالتا ہی۔ اسلیے اور اسی لیے ہم کہتے ہین اور مشاہدے سے کہتے ہین کہ فضل کا دروازہ ہر وقت کھلا ہی کبھی بند نہین ہوا۔

مگر جسطرح روشنی اور اوسکے انوار فی حد ذاتہ روشنی بخش ہین لیکن اگر کوئی تاریک جھونپڑے مین گھسا ہوا ہو اور اوسے روشنی نہ پہنچے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ روشنی نور بخش نہین ہی۔ نہین وہ فی ذاتہ نور ہی اور اسی لیے نور بخش ہی۔ مگر اوسے حاصل کرنا چاہیے اور روشنی لینے اور اوسکے انوار مظہر بننے کے لیے جمیع سامان کی ضرورت پڑتی ہی مثلاً اندھیری کوٹھری سے باہر اور اوسکے خطوط شعاعی کے محیط مین موجود ہونا۔ ایسا ہی آخرت کے نور اور اوسکے سامان کے حصول کے لیے یہان فضل اور نجات کے سامان کی ضرورت ہی۔ اور وہ سامان جاذب فضل اور مقناطیس رحم سچا ایمان ہے۔ جسے قرآن بیان کرتا ہے۔

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۬ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ[۱]۔ سیپارہ ۳۔ سورۂ بقر۔ رکوع ۳۴۔

پس جو شخص ولایت الٰہیہ کو اختیار کرے اور سچا ایمان باری تعالےٰ کے ساتھ رکھے یقیناً فضل اوسکا دستگیر ہوگا۔ پر جسطرح درخت اپنے پھلون سے پہچانا جاتا ہی اور بیج کی خوبی اپنے ثمر سے ظاہر ہوتی ہی۔ اسیطرح جسکے اندر سچا ایمان ہوگا۔ اور جسکے دل مین ایمان کے پاک بار آور درخت نے جڑ پکڑی ہوگی لامحالہ اوسکے پھل یعنی اعمال و افعال بھی اچھے ہونگے۔ اور جسکا ایمان ناقص ہی اوسکے اعمال بھی ناقص ہونگے۔ جسکی مثال قرآن اسطرح

[۱] اللہ کام بنانے والا ہی ایمان والون کا نکالتا ہی اونکو اندھیرون سے اوجالون مین۔ اور جو منکر ہین اونکے رفیق ہین شیطان نکالتے ہین اونکو اوجالے سے اندھیرون مین ۱۲۔

بیان فرماتا ہے۔
مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ[1]

سیپارہ ۱۳- سورۂ ابراھیم- رکوع ۴-

یہی سچی تعلیم ہے اور یہی اقتضا ہے باری تعالےٰ کا عدل و رحم و انصاف ہے جیسے قرآن عظیم اور فرقان حمید تعلیم کرتا ہے۔ نہ یہ کہ ایک شخص کے مصلوب و مقتول و ملعون ہونے سے (کوئی کیون نہو) انسان کی نجات ہو اور عدل و رحم کی تکمیل۔ جسکی کوئی نظیر عالم امر و مشاہدے مین پائی نہین جاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کفارہ مسیح کے اعتقاد نے جسکی تسلیم کل اخلاقی نیکیون اور قوائے فطرت کے اصلی مقتضیات کی رأسًا جڑ کاٹ ڈالتی ہے۔ ان فرضی اور مخترع مقدرات ذہنی پر نصاری کو مجبور کر رکھا ہے۔ اور اوسکو اوّلاً ایک عقیدۂ مسلمہ اور اصول موضوعہ کے طور پر فرض کر کے پھر ایسے ناشدنی امور کا بیڑا اوٹھایا ہے کہ فلان صورت مین عدل و رحم جمع ہو سکتا ہے۔ اور فلان صورت مین نہین ہو سکتا۔ مگر افسوس یہ لوگ ان الفاظ کا موضوع اصلی اور مفہوم حقیقی سمجھنے سے قاصر رہے ہین۔ اور اپنے ذہنی او فرضی مخترعات کو قانون قدرت کی محک پر کسنے کی کبھی کوشش نہین کی۔

مسئلہ تقدیر

پادری صاحب کے اعتراض کا خلاصہ

مسلمان گناہ کو ایک خفیف سی حرکت اور وہ بھی خدا کی کرائی جانتے ہین۔ مسلمان گناہ کو خدا کا فعل اور اوسی کے مجبور کرنے سے سرزد ہوا ہوا یقین کر کے گناہ کرنے

[1] ایک مثال ایک بات ستھری جیسے ایک درخت ستھرا اوسکی جڑ مضبوط ہے اور ٹہنی آسمان مین ۱۲

مین بیباک ہین۔
مسلہ تقدیر نے مسلمانون کو بے دست و پا کرکے ایسا سست کر رکھا ہی کہ اس
قوم کی ترقی کی کبھی اُمید نہین ہوسکتی۔

جواب

معترض کے قصور فہم پر مجھے سخت تعجب آتا ہی۔ کیونکہ یہی مسلہ اسلام مین ترقی کی جڑ
تھا۔ اور یہی اصل حقیقت مین تمام بلند ہمتیون کا سرچشمہ تھا جسے معترض صاحب نے
مانع ترقی اور سبب تنزل تصور کیا ہے۔
بیشک مدتون سے یہ مسلہ زیر بحث ہی۔ اور ایک عالم نے اسپر خامہ فرسائی کی ہے
غالبًا عالم کی کل قومون مین یہ مشترک خیال پایا جاتا ہی۔ حقیقت یہ ہی جسوقت انسان
باوجود موجودگی اسباب و ترتیب سامان کے امر مطلوب کے حصول سے محروم رہجاتا ہے
یا کبھی کسی دوسرے آدمی کو بے ترتیب اسباب کامیاب دیکھتا ہی۔ تو طبعًا اپنی کمزوری
کا معترف ہوکر اور اپنے عجز و کوتاہ دستی سے گھبراکر فطرۃً اوس ہمہ قدرت محیط علی الکل
ہستی کی طرف آنکھ اوٹھاتا ہی۔ اور قواے طبعی اور اسباب معدّہ کو اپنے قبضہ قدرت سے
خارج اوس علۃ العلل مخفی ذات ہی کے قابو مین یقین کرتا ہی۔
جب تو لامحالہ کوئی تقدیر۔ کوئی قسمت۔ کوئی فیٹ یا پریڈیسٹینیشن۔ کوئی پرشیر
بھاوی وغیرہ اس قسم کے الفاظ استعمال کرتا ہی۔ بیشک ایسے وقت مین اوسکو
اپنی عبودیت کے ضعف اور اپنے معبود کی فوق الفوق قدرت کا نہایت کامل
اعتقاد ہوجاتا ہی جس سے صفت تذلل و خشوع و خضوع اوسکے قلب مین پیدا ہوجاتی
ہی۔ غرض یہ امر طویل البحث ہی۔ دوسری قومون مین اسکی نسبت کچھہ ہی خیال کیون نہو

لکرچ تو یون ہے کہ اسلاالم تقدیر کا مضمون کم ہی سمجھے ہین - اور اکثر جو سمجھے ہین تو غلط سمجھے ہین - اس عدم فہم کا بھاری باعث قرآن مجید کی آیات پر بحالت مجموعی غور نکرنا ہے - الگ الگ ایک ایک آیت سے کچھ کا کچھ استدلال کر لیا ہے - اور یہ بات اس مضمون مین ہم دکھلا دینگے -

دو قسم کے لوگ آجکل معترض کے خطاب سے سرفراز ہین - اصحاب معقول یا منقول - اصحاب معقول سے ہمارے برادر وہ لوگ مراد ہین جو کسی ایک کتاب کے الہامی آسمانی کتابون سے قائل نہین - وہ لوگ تو ہماری کتاب کے موضوع اور منشا سے خارج ہین - اب اہل منقول رہگئے - ازانجملہ اہل کتاب اسوقت ہمارے مخاطب ہین گویا وہ اور ہم آسمانی کتابون کے ماننے اور ان کتابون کے طرز عبارات و طریق ادائی مطالب کے اعتقاد کرنے مین مساوی ہین - اگر ایک فریق کی کتاب مین کوئی بیان یا مجاز یا اصل ایسی ہو جو اصحاب معقول کے نزدیک بظاہر محل اعتراض ہو - گو نفس الامر مین نہو) اور دوسرے فریق کی کتاب مین بھی ویسا ہی یا اوسکے قریب قریب پایا جاوے تو لیقین اطمینان دلاتا ہے اور عقل گواہی دیتی ہے کہ ہردو فریق مین سے کوئی ایک دوسرے پر اعتراض کرنے کی جرأت نکریگا - کیونکہ اعتراض کی زد (اگر وہ اعتراض ہے) دونون پر پڑتی ہے - بلکہ دونون سے اسکے ڈیفنس اور دفاع مین متحد زور لگانے کی درخواست کی جاوے گی -

اب ہم عیسائی قوم کے وتیرے کو اس مادے مین دیکھنا چاہتے ہین - کہ یہ عقلمند باحیا قوم کس مسلک پر چلتی ہے - ہٹ - ضد - تعصب - بیجا حملہ - متہورانہ نبرد - اچانک - یہ سب چیزین انکی صورت حال مین ہمین دکھلائی دیتی ہین - افسوس

یا تو یہ لوگ اپنی مسلم الہامی کتابون کا بالاستقصا تفحص نہین کرتے۔ یا عمداً حق کا خون کرنے پر کمر باندہ کھڑے ہوجاتے ہین۔

خدا کے لیے کوئی حق کا طالب اس بے خوف دلیر قوم سے پوچھے۔ کہ الہامی کتابون کا یا ملہم شخصون کا کچھہ پاس بھی ان لوگون کو ہی۔ کسطرح انکا دل گواہی دیتا ہی کہ بیبا کانہ قرآن مجید کے اوس مسلے کو تیر اعتراض کا نشانہ بنا دین جو بالسویہ توریت و انجیل مین بھی موجود ہی۔ کاش یہ لوگ سوچتے اور پھر سمجھتے کہ عبری اور عربی زبان کا طریق اداے مطالب خصوصاً مادۂ الہام مین بہت ہی متشابہ ہی۔ بلکہ بہت نزدیک ہی کہ متحد ہوجاوے۔ پھر قرآن پر اعتراض کرنے سے پہلے اپنے بیان ٹٹو لیے۔ یقیناً تعصب کی تاریک رات مین ہواے نفس کے سرکش گھوڑے پر سوار ہو کے جہالۃً اپنے ہی گھرون پر آپ شبخون مارتے ہین۔

ہم بڑی جرأت سے قرآن کے اصول و مسائل کو ہر قوم و فرقے کے رد بر و کلام حق ثابت کرنے کو طیار ہین۔ کیونکہ ہمارا کامل اعتقاد اور با دلائل اعتقاد ہی کہ صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہی جسے کسی عالم معقول و منقول یا کسی فلاسفر و محقق کے اعتراض کا کچھہ بھی خطر نہین۔ بنا بران قرآن کی ہر آیت کی صداقت کے اثبات مین وسیع و مدلل مضمون لکھنے کو ہم آمادہ ہین۔ مگر اس مضمون کی تطویل و بسط مین اسقدر زحمت ہم گوارا نہ کرینگے کیونکہ بات واضح ہی۔ ہان ایک غافل اور مست خواب قوم کی تنبیہ اور اشعار کے لیے اول کتب سابقہ انبیا سے اسی مضمون کی آیتین پیش کرین گے پھر قرآن کریم کی آیات کو لکھکر تھوڑا ترجمہ کردینگے۔ اور آیات کی تطبیق بھی بیان کردین گے۔

عہد عتیق اور جدید اور مسئلہ تقدیر

۱- خروج ۴ باب ۲۱- اور خداوند نے موسیٰ کو کہا کہ جب تو مصر مین داخل ہوئے تو دیکھ سب معجزے جو مین نے تیرے ہاتھہ مین رکھے ہین فرعون کے آگے دکھلائیو لاکن مین اوسکے دل کو سخت کرونگا کہ وہ ان لوگون کو جانے نہ دیگا-

۲- خروج ۷ باب ۳- اور اوسنے فرعون کے دل کو سخت کردیا- کہ اوسنے انکی جیسا خداوند نے کہا تھا نہ سُنی-

۳- خروج ۱۰ باب ۲۰- پر خداوند نے فرعون کے دل کو سخت کردیا-

۴- استثنا ۲ باب ۲۹ و ۳۰- حسبون کے بادشاہ سیحون نے ہمکو یہان گذرنے نہ دیا- کیونکہ خداوند تیرے خدا نے اوسکا مزاج کڑا کردیا- اور اوسکے دلکو سخت تاکہ اسے تیرے ہاتھہ مین دیوے جیسا آج ہے-

۵- استثنا ۲۹ باب ۴- لاکن خداوند نے تمکو وہ دل جو سمجھے اور وے آنکھین جو دیکھین اور وے کان جو سُنین- آجتک نہین دیئے-

۶- یشوع ۱۱ باب ۲۰- کیونکہ یہ خداوند کی طرف سے تھا کہ انکے دل سخت ہو گئے تھے- تاکہ وے جنگ کے لیے اسرائیل کا مقابلہ کرین- تاکہ وہ انکو حرم کرے- تاکہ وے مورد رحم کے نہ رہین- بلکہ وہ اونکو نیست و نابود کردیوے-

۷- زبور ۱۰۵- ۲۵- اوسنے اونکے دلون کو پھیرا- کہ وے اسکے لوگون سے عداوت کرنے لگے- اور اسکے بندون سے دغابازی-

۸- سلاطین ۲۲ باب ۲۱ و ۲۲- جھوٹی روح بہ ترغیب کو آئی

۹- ۴۸- زبور- اوسنے ایک تقدیر مقرر کی جو ٹل نہین سکتی-

۱۰- یسعیاہ-۶ باب ۹- اور اوسنے فرمایا کہ جا اور اون لوگون کو کہہ کہ تم سُنا کرو پر سمجھو نہین- تم دیکھا کرو پر بوجھو نہین-

۱۱- حزقیل- ۱۵ باب ۶- اسلیئے خداوند یہواہ یون کہتا ہے کہ جسطرح تاک کی لکڑی بن کے اور درختون کی بہ نسبت کہ جسے مین نے آگ کے لیے ایندھن ٹھہرایا اسیطرح مین نے یروشلم کے باشندون کو ٹھہرایا ہے-

ھان- مین نے اپنا منہ انکے برخلاف ثابت کیا ہے-

۱۲- امثال- ۱۶ باب ۴- خدا نے ہر ایک چیز اپنے لیے بنائی- ھان شریرون کو بھی اوسنے بُرے دن کے لیے بنایا-

۶۳ باب ۱۷- یسعیاہ- اے تو نے کیون گمراہ کیا- اور ہمارے دل سخت بنائے-

۱۳- صفنیا- ۲ باب-۱- تم عقل پکڑو اور تامل کرو- اے ناپسند قوم- اس سے آگے کہ تقدیر الٰہی- یسعیاہ- ۴۵ باب ۷ مین- سلامتی کو بناتا اور بلا کو پیدا کرتا ہون- الیٰ آخر کہاں سے کہی-

۱۴- یسعیاہ- ۲۹- باب- ۹- ٹھہر جاؤ اور تعجب کرو عیش و عشرت کرو اور اندھے ہو جاؤ- وے مست ہین پر مے سے نہین- وے لڑکھڑاتے ہین پر نشے سے نہین- کہ خداوند نے تمپر اونگھنے والی روح کو ڈھالا ہے- اور تمہاری آنکھین جو کہ نبی ہین مونڈ دی ہین

۱۵- ۲- سموئیل- ۱- باب- ۲۴ مین ہے- بعد اسکے خداوند کا غصہ بنی اسرائیل پر بھڑکا- کہ اسنے داؤد کے دل مین ڈالا- جو بنی اسرائیل اور بنی یہودا کو گنے- (پھر اس گننے پر کیسا برا نتیجہ داؤد اور اوسکی رعایا پر گذرا)-

۱۶- ۱- باب- ملاکی- لاکن مین نے یعقوب کو پیار اور عیسو سے دشمنی رکھی-

۱۷- القضاۃ - ۹ باب ۲۳ - تب خدا نے ابی ملک اور سکم کے لوگون کے درمیان روحِ فساد کو بھیجا-

۱۸- ۲ باب ۲- نامۂ تسلو- نیکیون کی آیت ۱۱ مین ہی - اسلیے خدا انکے پاس تاثیر کرنے والی دغا کو بھیجیگا- یہان تک کہ وہ جھوٹ کو سچ جانینگے-

۱۹- مرقس- ۴ باب ۲۵- و متی ۱۳ باب ۱۲ - اسلیے کہ جسکے پاس کچھ ہی اوسے دیا جائیگا- اور جسکے پاس کچھ نہین اوس سے وہ بھی جو اوسکے پاس ہی لے لیا جائے گا-

۲۰- یوحنا- ۶ باب ۴۴- کوئی شخص مجھہ پاس آ نہین سکتا- مگر جس حال کہ باپ جسنے مجھے بھیجا ہی اوسے کھینچ لاوے - اعمال ۱۴ باب - ۴۸-

۲۱- اور جتنے ہمیشہ کی زندگی کے لیے طیار کیے گئے تھے - ایمان لائے-

۲۲- نامۂ رومیان - ۱ - باب - ۲۴ - اسواسطے خدا نے بھی اونکے دلون کی خواہش پر اونھین ناپاکی مین چھوڑ دیا-

نامۂ رومیان ۹ باب - بلکہ ربقہ بھی جب ایک سے یعنی ہمارے باپ اضحاق سے حاملہ ہوئی تب ہی اوس سے کہا گیا- کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کریگا خطوط وحدانی مین لکھا- اور جب ہنوز لڑکے پیدا نہوئے اور نہ نیک و بد کے فاعل تھے - تاکہ جتنے مین خدا کا ارادہ جو کامون پر نہین - بلکہ بلانے والے پر موقوف ہی قائم رہے -

جیسا لکھا ہی کہ مین نے یعقوب سے محبت رکھی اور عیسو سے عداوت - پس ہم کیا کہین - کیا خدا کے یہان بے انصافی ہی - ایسا نہوئے کہ وہ موسیٰ سے کہتا ہے - مین جسپر رحم کیا چاہتا ہون اوسپر رحم کرونگا - اور جسپر مہر کرنی چاہتا ہون اوسپر مہر کرونگا

پس یہ نہ چاہنے والے پر نہ دوڑنے والے پر بلکہ خداے رحیم پر موقوف ہے۔ کیونکہ کتاب مین وہ فرعون سے کہتا ہے۔ کہ مین نے اسیلیے تجھے برپا کیا ہے کہ تجھپر اپنی قدرت ظاہر کرون۔ اور میرا نام تمام روے زمین پر مشہور ہووے۔ پس وہ جسپر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے سخت کرتا ہے۔ پس تو یہ مجھسے کہیگا۔ پھر وہ کیون الزام دیتا ہے کسنے اوسکے ارادے کا مقابلہ کیا۔ اے آدمی تو کون ہے جو خداسے تکرار کرتا ہے۔ کیا کاریگری کاریگر کو کہہ سکتی ہے کہ تو نے مجھے کیون ایسا بنایا۔ کیا کمہار کا مٹی پر اختیار نہین کہ وہ ایک ہی لوندے مین سے ایک برتن عزت کا اور دوسرا بے عزتی کا بنا دے۔ اگر خدا اس ارادے سے اپنے غصے کو ظاہر کرے اور قدرت کو دکھاوے۔ قہر کے برتنون کی جو تباہ کرنے کے لائق تھے نہایت برداشت کی اور اپنے بے نہایت جلال کو رحم کے برتنون پر جو اوسنے حشمت کے لیے آگے طیار کیے تھے ظاہر کیا تو کیا ہوا۔ (قلتی ۲ باب ۱۲۔ افسی۔ ۱۔ باب۔ ۴۔

۲۳۔ تمطاؤس۔ ۱۔ باب۔ ۹۔ اوسنے ہمین بچایا۔ اور پاک بلاہٹ سے بلایا نہ ہمارے کامون کے سبب سے بلکہ اپنے ارادے ہی اور اوس نعمت سے جو مسیح یسوع کے واسطے ازل مین ہمین دیگئی۔

لوقا۔ ۸ باب۔ ۱۰۔ اوسنے کہا کہ خدائی بادشاہت کا بھید جاننا تمھین دیا گیا ہے۔ پر اورون کو تمثیل مین کہ وہ دیکھتے ہوئے نہ دیکھین۔ اور سنتے ہوئے نہ سمجھین۔

۲۴۔ متی۔ ۱۰ باب ۲۹۔ کیا پیسے کو دو چڑیان نہین بکتین۔ اور اونمین سے ایک بھی تمھارے باپ کی بے مرضی زمین پر نہین گرتی۔ تب خدا نے سرکی چھوڑ دیا کہ آسمان کی فوج کو پوجین۔ ۷ باب۔ ۴۲۔ اعمال۔

۲۵- متی-۱۱ باب-۲۵ و ۲۶- تیری ستایش کرتا ہون کہ تونے ان باتون کو عالمون اور دانا ؤن سے چھپایا- اور بچون پر ظاہر کیا- ہان ای باپ کہ یونہین تجھے پسند آیا-

۲۶- متی-۱۳ باب ۱۱- اسنے جواب دیکے اونہین کہا اسلیے کہ تمھین آسمان کی بادشاہت کے بھیدون کی سمجھ دی گئی ہی پر انہین دی گئی ہی-

۲۷- متی-۱۸- باب-۷- کہ ٹھوکرون کا آنا تو ضرور ہی- پر افسوس آدمی پر جسکے سبب ٹھوکر آوے-

۲۸- وا- قرنتی-۱۱ باب-۱۹- آیت- اور تاکہ کامل غیر کامل ظاہر ہون- استثنا ۱۳- باب-۳- و یوحنا ۲ باب-۱۰- یہوداہ کا خط-۱- باب-۴- کیونکہ بعضے شخص چپکی سے گھسے جو آگے سے قدیم زمانے مین اس سزا کے حکم کے واسطے لکھے گئے تھے- وے بے دین ہین اور ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل کرتے ہین- اور خدا کا جو اکیلا مالک ہی اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کا انکار کرتے ہین

تحقیقی جواب مسلۂ تقدیر پر مختصرًا

تقدیر کے معنی حسب لغت عرب اور محاورۂ قرآن کے کسی چیز کا اندازہ اور مقدار ٹھہرانا ہین- دیکھو آیات مرقومۃ الذیل-

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا- سیپارہ ۱۸ سورۂ فرقان- رکوع ۱-

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ- سیپارہ ۲۷- سورۂ قمر- رکوع ۳-

وَكُلُّ شَيْءٍ عِندَهُ بِمِقْدَارٍ- سیپارہ ۱۳- سورۂ رعد- رکوع ۲-

---

[۱] اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اوسکو ماپ کر- ۱۲- [۲] ہمنے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر ۱۲-
[۳] اور ہر چیز کی ہی اوسکے پاس گنتی ۱۲-

خدائے تعالےٰ نے ہر ایک چیز کو موجودات سے ایک خلقت (نیچر) اور انداز پر بنایا ہی۔ اور جیسا اوسکی ترکیب اور ہیأت کذائی کا مقتضا ہوگا ویسے افعال اور آثار اوس سے سرزد ہوتے ہین۔ گویا جیسے اوسکے مقدمات ہونگے لامحالہ ویسا نتیجہ اوس سے ظہور پذیر ہوگا۔ ممکن نہین ہی کہ کوئی شخص اون خدائی حدون کو توڑ سکے۔ اور اون اصلی خواص کو جو قدرت نے کسی چیز مین خلق کیے ہین بدون اون اسباب کے جنکو خالق نے بمقتضائے فطرت اونکا سبب مبطل قرار دیا ہو کوئی شخص کسی اور طرح پر باطل کردے۔ سلسلۂ کائنات کے خالق کا کلام اس مطلب و مقام مین فرماتا ہے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا[1] سیپارہ ۲۲۔ سورۂ فاطر رکوع ۵۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا[2] سیپارہ ۲۲۔ سورۂ فاطر رکوع ۵۔

مثلاً توحید اور عبادت اور طاعت اور اتفاق اور صحیح کوشش اور چستی کو جن ثمرات اور پھلون کا درخت بنایا ہی۔ ممکن نہین کہ وہی پھل اور وہی ثمرات شرک اور ترک عبادت اور بغاوت اور باہمی نفاق اور تفرق اور غلط کوشش اور سستی سے حاصل ہوسکین۔ جن باتون کے لیے تریاق کا استعمال ہوتا ہی۔ اون باتون کے لیے زہر مار سے کام نکلنا دشوار کیا محال ہی۔

ع گندم از گندم بروید جو زجو ۔ گناہ اور جرائم کے ارتکاب سے نیکی اور فرمان برداری کے انعامات کو طلب کرنا بے ریب تقدیر اور خدائی اندازے کے خلاف ہی۔ اور نیکی اور فرمان برداری پر دوزخ مین جانے کا یقین بے شبہہ رحیم اور کریم عادل ذات کے

[1] سو تو نہ پاویگا اللہ کا دستور بدلنا ۱۲۔
[2] اور نہ پاویگا اللہ کا دستور ٹلنا۔ ۱۲۔

ظلم کا الزام قائم کرتا ہے - قرآن کہتا ہی-

[1] أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ - سیپارہ ۲۱ سورۂ سجدہ رکوع ۲

[2] أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ - سیپارہ ۲۳ - سورۂ ص - رکوع ۲ -

اسلام تقدیر کے مسئلے پر یقین دلاکر اہل اسلام کو اس بات پر اوبھارتا ہی - کہ بُرے کاموں کے نزدیک مت جاؤ - بُرے بیج بُرا پھل لاتے ہین - آرام و آسودگی کے سامان مہیا کرو - بیدل مت ہو - کیونکہ ہر ایک چیز کا اندازہ خدا کی درگاہ سے معین ہو چکا ہے - نقصان کے اندازے والی چیزین نافع نہونگی - اور منافع کی مثمر اشیا دُکھوں کی موجب نہونگی - ہر ایک چیز اپنی فطرت پر ضرور قائم ہی - اور تمہارا ہر فعل وجوبًا وہی نتیجہ دیگا جو اوسکی ترکیب کا مقتضا ہی -

[3] فِطْرَةَ اللهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللهِ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ - سیپارہ ۲۱ - سورۂ روم - رکوع ۴ -

[4] وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ - سیپارہ ۲۷ سورۂ نجم - رکوع ۳ -

بالتفصیل سنیے - قرآن مین اللہ تعالیٰ نے - یا یون کہو قرآن نے بندونکو انکے کسبون اور اعمال اور افعال کا کاسب اور عامل و فاعل فرمایا ہی - دیکھو کاسب اور کسب کا ثبوت

(۱) [5] وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا - سیپارہ ۲۲ سورۂ فاطر - رکوع ۵ -

---

[1] بھلا ایک جو ہی ایمان پر برابر ہی اوسکے جو بے حکم ہی - نہین برابر ہوتے ۱۲ -

[2] کیا ہم کرین گے ڈر والون کو برابر ڈھیٹھ لوگون کے - ۱۲ -

[3] وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو بدلتا نہین اللہ کے بنائے کو یہی ہی دین سیدھا ۱۲ -

[4] اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہی جو کمایا اور یہ کہ اوسکی کمائی اوسکو دکھاتی ہی ۱۲

[5] اور اگر پکڑ کرے اللہ لوگون کو اونکی کمائی پر ۱۲

۲- لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ - سیپارہ ۳ سورۂ بقر - رکوع ۴۰

۳- وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا - سیپارہ ۵ سورۂ نساء رکوع ۱۶-

اور عامل ہونے اور عمل کا ثبوت

۱- وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ - سیپارہ ۵- سورۂ نسا- رکوع ۱۶-

۲- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ - سیپارہ ۲۴- سورۂ سجدہ رکوع ۶-

۳- لِمِثْلِ هَٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ - سیپارہ ۲۳- سورۂ صافات رکوع ۲

اور فاعل ہونے کا ثبوت

۱- وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ - سیپارہ ۲۸ سورۂ ممتحنہ رکوع ۱

۲- هَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ - سیپارہ ۱۳ سورۂ یوسف رکوع ۱۰

۳- فَعَلْتُهَا إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ - سیپارہ ۱۹- سورۂ شعرا- رکوع ۲-

بلکہ خالق بھی کہا ہو جہان فرمایا - وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا - سیپارہ ۲۰ سورۂ عنکبوت رکوع ۲

اور مختلف افعال کی نسبت بندون کی طرف قرآن مین ہزارون جگہ موجود ہی دیکھو نمونہ

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ - سیپارہ ۱- سورۂ بقر- رکوع ۴-

قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا - سیپارہ ۶- سورۂ مائدہ رکوع ۱۰-

---

ف۱ اوسی کو ملتا ہو جو کمایا اور اوسی پر پڑتا ہے جو کیا - ۱۲

ف۲ اور جو کوئی کماوے تقصیر یا گناہ پھر لگاوے بے گناہ کو اوسنے سر دھرا طوفان اور گناہ صریح ۱۲

ف۳ اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنا برا کرے ۱۲

ف۴ جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے ۱۲

ف۵ ایسی چیزون کے واسطے چاہیے محنت کرین محنت کرنے والے ۱۲

ف۶ اور جو کوئی یہ کام کرے تم مین سے وہ بھولا سیدھی راہ ۱۲

ف۷ کچھ خبر رکھتے ہو تم کیا کیا تم نے یوسف سے اور اوس کے بھائی سے ۱۲

ف۸ کیا تو تھے مین نے وہ اور مین تھا چوکنے والا ۱۲

ف۹ جو کوئی چلا میرے بتائے پر ۱۲ ف۱۰ جو بہک گئے مین آگے اور بہکا گئے بہتون کو ۱۲

وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ [1] سیپارہ ۲۲۔ سورۂ سبا۔ رکوع ۶۔

پھر اتنی ہی بات پر اکتفا نہین کیا۔ بلکہ یہ بھی فرمایا کہ تمھارے بُرے افعال اور قبیح اعمال کے سبب سے تمکو زوال آتا ہے۔

۱۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ [2] سیپارہ ۱۳۔ سورۂ رعد رکوع ۲

۲۔ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ [3] كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ ۔ سیپارہ ۱۔ سورۂ بقر۔ رکوع ۷۔

۳۔ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۔ [4] سیپارہ ۵ سورۂ نسا رکوع ۹

۴۔ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ [5] سیپارہ ۵۔ سورۂ نسا۔ رکوع ۱۱۔

۵۔ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا [6] ۔ سیپارہ ۵۔ سورۂ نسا۔ رکوع ۱۲۔

۶۔ فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ [7] ۔ سیپارہ ۹۔ سورۂ اعراف۔ رکوع ۱۲۔

۷۔ أُولٰئِكَ مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ [8] ۔ سیپارہ ۱۱ سورۂ یونس رکوع ۱

۸۔ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ [9] ۔ سیپارہ ۶۔ سورۂ مائدہ۔ رکوع ۳۔

۹۔ سَيُصِيبُ الَّذِينَ أَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ [10] ۔ سیپارہ ۸۔ سورۂ انعام۔ رکوع ۱۵۔

ف ۱ اور اگر مین سوجھا ہون تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجکو ۱۲

ف ۲ اللہ نہین بدلتا جو ہے کسی قوم کو جب تک وے نہ بدلین جو اونکے جی مین ہے ۱۲

ف ۳ ڈالی گئی اون پر ذلت اور محتاجی اور کما لائے غصہ اللہ کا یہ اسپر کہ وے تھے نہ مانتے حکم اللہ کے ۱۲

ف ۴ پھر وہ کیسا کہ جب اونکو پہنچے مصیبت اپنے ہاتھون کے کیے سے ۱۲

ف ۵ اور جو تجکو برائی پہنچی سو تیرے نفس کی طرف سے ۱۲

ف ۶ اور اللہ نے اونکو اولٹ دیا اونکے کامون پر ۱۲

ف ۷ تو پکڑا ہمنے اونکو بدلا اونکی کمائی کا ۱۲

ف ۸ ایسون کا ٹھکانا ہے آگ بدلا اوسکا جو کماتے تھے ۱۲

ف ۹ سو اونکے عہد توڑنے پر ہمنے اونکو لعنت کی ۱۲

ف ۱۰ اب پہنچیگی گنہگارون کو ذلت اللہ کے یہان اور عذاب سخت بدلا حیلہ بنانے کا ۱۲

۱۰ وَنَقُولُ ذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ - سیپارہ ۴ - سورۂ آل عمران - رکوع ۱۹ -

۱۱ اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ - سیپارہ ۴ - سورۂ آل عمران - رکوع ۱۷ -

۱۲ - فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَظْلِمُونَ - سیپارہ ۹ سورۂ اعراف - رکوع ۲۰ -

۱۳ - كَذٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ - سیپارہ ۹ سورۂ اعراف رکوع ۲۱ -

۱۴ - ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوا وَهَلْ نُجٰزِي اِلَّا الْكَفُورَ - سیپارہ ۲۲ سورۂ سبا رکوع ۲

ان آیات کریمہ سے صاف واضح اور ظاہر ہی کہ آدمی کے اعمال بد اور افعال مکروہ سے آدمی پر وبال آتا ہی - جب ہر ایک تکلیف کا سرچشمہ گناہ ٹھہرا - جب ہر ایک گناہ کا نتیجہ تکلیف ٹھہری - تو منصفو - بیجا تعجب مین ہلاک نہ ہونے والو - قیامت مین نجات کے امید وارو - راستی پسندو - سوچو اور اندازہ کرو - کہ حسب تعلیم قرآن حضرت انسان کو گناہ سے کیسی نفرت ضرور ہی - اور آدمی کو خدا کی نافرمانی سے بچنا کیسا لابد ہوا - بھلائی کے لینے مین اور برائی سے بچنے کے لیے مسلمانون قرآن کے ماننے والون کو کیسی تاکید ہوئی - جب ہر ایک تنزل اور مصیبت گناہ کا نتیجہ ہوا - تو اہل سلام کو کہانتک ترقی کرنے اور عصیان الٰہی سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے - جن نافہم لوگون نے کہا ہی کہ گناہ کو

ف ۱ اور کہین گے چکھو جلن کی مار یہ بدلا اسکا جو تمنے بھیجا اپنے ہاتھون اور اللہ ظلم نہین کرتا بندون پر ۱۲

ف ۲ کیا جس وقت تمکو پہونچے ایک تکلیف کہ تم پہونچا چکے ہو اوسکے دو برابر کہتے ہو یہ کہاں سے آئی تو کہہ یہ آئی تمکو اپنی طرف سے ۱۲

ف ۳ پھر بھیجا ہم نے اونپر عذاب آسمان سے بدلا اونکی شرارت کا ۱۲

ف ۴ یون ہم آزمانے لگے اونکو اسواسطے کہ بے حکم تھے ۱۲

ف ۵ یہ بدلا دیا ہمنے اونکو اسپر کہ ناشکری کی اور ہم بدلا اوسی کو دیتے ہین جو ناشکر ہو ۱۲ -

مسلمان ایک خفیف حرکت اور وہ بھی خدا کیطرف سے مانکر گناہ مین بیباک ہین۔ وہ چھوٹین کہ اونکی بات کچھ بھی راست ہی۔

مین ان آیات کا مفصل ذکر کرونگا جنکے معانی نہ سمجھنے سے عربی لغت یا قرآنی محاورات سے بے بہرہ لوگون نے یہ غلط خیال کیا ہی۔ کہ قرآن جبر کی تعلیم دیتا ہی۔ اور انسان کو جیسے حیوانون سے صرف دو ہی باتون مین امتیاز حاصل ہی۔ کہ انسان غیر محدود ترقی کی استعداد رکھتا ہی۔ اور حیوانات محدود عروج کی۔ انسان کسبی ترقی دوسرے بنی نوع یا بنی جنس کو سکھا سکتا ہی۔ اور حیوان اسمین عاجز ہی۔

لیکن ان آیات کے بیان سے پہلے اس امر کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہون۔ کہ شیطان کو مذہب اسلام مین ایسا اختیار حاصل نہین کہ وہ آدمیون کو خواہ مخواہ گمراہ کردے یا گناہ کرنے پر مجبور کردے۔

شیطان چاہو اوسے موجود خارج عن الانسان مانو۔ چاہو اوسے انسانی قوت۔ چاہے کسی بڑے شریر کو کہو۔ چاہے اون شریر امراکو کہو جنکی خوشامد اور ڈر سے آدمی کسی وقت معاصی کا مرتکب ہوتا ہے۔ غرض شیطان کو یہ اختیار نہین کہ انسان کی اس استطاعت اور قدرت کو جسکے باعث انسان نیک و بد کا فاعل اور عامل اور کاسب کہا گیا سلب کر دے۔

ا‌ے اہل اسلام جسطرح اس قوت امارہ یا ساکن جن جنبین یا خون کے مانند انسان کے رگ و ریشے مین چلنی والی۔ یا قوت بہیمی کی تعریف و تحدید کرکے ہرگز عقلا کے نزدیک یا محل اعتراض نہین۔ الا انجیلی شیطان کا جو خدا کے مقابل ایک قادر مطلق مانا گیا ہی جسکے ہاتھ سے تنگ آکر اور جسکی دست درازی سے سخت مجبور ہوکر اپنے بندونکے بچانے کے لیے اوسے پھانسی ملنا پڑا۔ اور پھر بھی وہ وہین دریدہ شیرا ونکی ذریت کے پیچھے ہی لگا رہا اور سیکڑون روح القدسون کے دل خوش کن وعدے خدا کے بیٹون کو اوسکے ہاتھون سے چھوڑا نہ سکے۔ وہ زبردست محیط جسنے مسیح کو ایک ٹیلے پر چڑھا کر کل دنیا دکھا دی وہ چالاک جسنے پطرس شمعون سے عجب کھیل کھیلے۔ عیسائیون کو فلسفے کے قانون کے موافق ثبوت دینا ضرور ہے۔ قرآن کو مبارکی ہو کہ اون مضحکات سے پاک اور بالکل پاک ہی۔ ہان ایوب کی کتاب کا پہلا دوسرا باب ضرور ضرور مطالعہ فرمائیے۔ اور انصاف اور ایمان سے سوچکر قرآن پر اعتراض کیجیے۔ ۱۲

بلکہ ہدایت اور ضلالت کی نسبت قرآن نے صاف بتایا ہے کہ وہ مکلف انسان کی وسعت اور استطاعت میں ہے۔ دیکھو آیات ذیل۔

مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ۔ سیپارہ ۱۵۔ سورۂ کہف۔ رکوع ۴۔

اور آیہ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى۔ سیپارہ ۲۴ سورۂ حم سجدہ رکوع ۲

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ سیپارہ ۳۔ سورۂ بقر رکوع ۴۰۔

اب ہم اون آیات کو لکھتے ہیں جنمیں گمراہ کنندوں کا تذکرہ ہے۔ ان پر غور کرو۔

يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ۔ سیپارہ ۵۔ سورۂ نسا۔ رکوع ۹۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ۔ سیپارہ ۱۹۔ سورۂ نمل۔ رکوع ۲۔

ان آیات مذکورہ میں شیطان کی ترغیب ثابت ہے۔ اور یہ ظاہر امر ہے۔ شیطان کا انسان کو مجبور کرنا ثابت نہیں۔

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ۔ سیپارہ ۲۰۔ سورۂ قصص رکوع ۵۔

وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ سیپارہ ۲۳۔ سورۂ ص رکوع ۲۔

وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ۔ سیپارہ ۱۳ سورۂ یوسف۔ رکوع ۷۔

ف ۱ جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے ۱۲

ف ۲ جو ثمود تھے سو ہم نے اونکو راہ بتائی پھر اونکو خوش لگا اندھے رہنا ۱۲

ف ۳ اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے ۱۲

ف ۴ چاہتا ہے شیطان کہ اونکو بہکائے۔ ۱۲

ف ۵ اور بھلے دکھلائے ہیں اونکو شیطان نے اونکے کام ۱۲۔

ف ۶ تو جان لے کہ وے چلتے ہیں پیچھے اپنی خواہش کے اور اوس سے بہکا کون جو چلے اپنی خواہش پر بن راہ بتائے اللہ کے ۱۲

ف ۷ اور نہ چل جی کی چاہ پر پھر تجھکو بہکا دے اللہ کی راہ سے ۱۲

ف ۸ اور میں پاک نہیں کہتا اپنے جی کو جی تو سکھاتا ہے برائی ۱۲

ان آیات مین اضلال اور گمراہ کرنے کی نسبت انسانی خاص قومی کیطرف ہے۔

وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا۔ سیپارہ ۵ سورۂ نساء رکوع ۵

وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ۔ سیپارہ ۱۹۔ سورۂ شعرا۔ رکوع ۵۔

إِنَّكَ إِن تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ۔ سیپارہ ۲۹۔ سورۂ نوح۔ رکوع ۲۔

ان آیات مین اضلال کی نسبت اشرار اور بدکار لوگون کی طرف ہے۔

۱۔ وَكَذَٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَتْلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَاؤُهُمْ۔ سیپارہ ۸ سورۂ انعام رکوع ۱۶

۲۔ قَالَتْ أُخْرَاهُمْ لِأُولَاهُمْ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ أَضَلُّونَا۔ سیپارہ ۸ سورۂ اعراف رکوع ۴

۳۔ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ۔ سیپارہ ۳۔ سورۂ بقر رکوع ۳۴۔

۴۔ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا۔ سیپارہ ۲۲۔ سورۂ احزاب۔ رکوع ۸۔

۵۔ فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا۔ سیپارہ ۱۳ سورۂ ابراہیم رکوع ۴

۶۔ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ۔ سیپارہ ۲۲۔ سورۂ سبا۔ رکوع ۳۔

سه ۱ اور جو لوگ لگے ہین اپنے مزون کے پیچھے وے چاہتے ہین کہ تم مڑ جاؤ راہ سے بہت دور ۱۲۔

سه ۲ اور ہمکو راہ سے بہلایا ان گنہگارون نے ۱۲

سه ۳ اگر تو چھوڑے تو یقیناً بہکا دین تیرے بندون کو ۱۲۔

سه ۴ اور اسیطرح بھلی دکھائی ہے بہت مشرکین کو اولاد مارنی اونکے شریکون نے ۱۲

سه ۵ کہا پچھلون نے پہلون کو رب ہمارے ہمکو انھون نے گمراہ کیا ۱۲

سه ۶ اور وے منکر ہین اونکے رفیق ہین شیطان ۱۲

سه ۷ اور کہین گے اے رب ہمنے کہا مانا اپنے سردارون کا اور اپنے بڑون کا پھر انھون نے بہکا دیا ہمکو راہ سے ۱۲

سه ۸ پھر کہین گے کمزور بڑائی والون کو ہم تھے تمہارے پیچھے ۱۲

سه ۹ کہتے ہین جنکو کمزور سمجھا تھا بڑائی کرنے والون کو تم نہوتے تو ہم ایماندار ہوتے ۱۲

ے وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا - سیپارہ ۱۹ سورۂ فرقان - رکوع ۳ -

قانون فطرت پر نظر کرنے سے یہ سب ضلال کے اسباب ظاہر و باہر ہین - اب شیطانی طاقت کے محدود ہونے کی دلیل قرآن سے سنو -

ے إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ - سیپارہ ۱۴ - سورۂ حجر - رکوع ۳ -

ے إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ - سیپارہ ۲۲ - سورۂ فاطر - رکوع ۱ -

ے يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ - سیپارہ ۲۲ سورۂ سبا - رکوع ۳ -

ے قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ - سیپارہ ۲۲ - سورۂ سبا - رکوع ۴ -

معلوم ہوگیا شیطان کی طاقت ہمکو ہرگز ہرگز مجبور نہین کرتی - ہم طوعاً و کرہاً ضلالت کی طرف کھنچے چلے جاوین -

اب مین اون آیات کریمہ کا ذکر کرتا ہون جنسے پادری صاحبون یا اور نافہمون نے استدلال کیا ہے کہ انسان مجبور ہے - یہ مجبور کا لفظ عربی ہے - تمام قرآن اور کسی حدیث مین اسکا ثبوت نہین - اور نہ یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے - خدا کو کیا ضرور ہے کہ کسیکو مجبور کرے -

---

ے ۱ اور جسدن کاٹ کاٹ کھاویگا گنہگار اپنے ہاتھ کہیگا کسیطرح مین نے پکڑی ہوتی رسول کے ساتھ راہ اے خرابی میری کسی نہ پکڑی ہوتی مین نے فلانے کی دوستی ۱۲

ے ۲ جو میرے بندے ہین تجکو اونپر کچھ زور نہین - ۱۲

ے ۳ تحقیق شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم سمجھ رکھو اوسکو دشمن وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اسیواسطے کہ ہوین دوزخ والون مین ۱۲

ے ۴ کہتے ہین جنکو کمزور سمجھا تھا بڑائی کرنے والون کو تم نہوتے تو ہم ایماندار ہوتے ۱۲

ے ۵ کہنے لگے بڑائی کرنیوالے کمزورون سے کیا ہمنے روک رکھا تمکو سوجھ کی بات سے تمہارے پاس پہنچے پیچھے کوئی نہین تم تھے گنہگار ۱۲

پہلی آیت

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰٓی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ [1] سیپارہ ۱

سورۂ بقر - رکوع ۱ -

سوال - جب خدائی مُہر دلون پر لگ گئی تو ہدایت کیونکر ممکن ہوگی -

جواب - اسی قرآن مین مُہر کی وجہ اور جس لاکھ کی مُہر ہی اوسکا پتہ اور اوسکا سبب مرقوم ہی وہ سبب اور وہ مہر وہ لاکھ ہٹادو وہ خدائی مُہر خود اُکھڑ جائیگی سنو -

وَقَوْلِھِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْھَا بِکُفْرِھِمْ [2] - سیپارہ ۶ سورۂ نسا رکوع ۲۲

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ [3] - سیپارہ ۲۴ - سورۂ مومن رکوع ۴ -

کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ [4] - سیپارہ ۳۰ سورۂ مطففین رکوع ۱

دیکھو کفر اور تکبر اور بد اعمالی کے سبب مُہر لگتی ہی - ان بُری باتون کو چھوڑ دو - مہر ہٹی ہوئی دیکھلو - خدا تعالے نے اپنے قانون مین یہ بات رکھدی ہی - کہ جن قوی سے کام نہ لیا جا دے وہ قوی بتدریج اور آہستہ آہستہ کمزور ہوتے جاتے ہین - یہانتک کہ وہ قوی جنسے کام نہین لیا گیا اسیطرح سے بیکار اور معطل رہتے رہتے بالکل نکمے ہوجاتے ہین -
اور اوپر صادق آتا ہی کہ اب ان قوی پر اور ان قوی کے رکھنے والون پر مُہر لگ گئی ہے -
ہر ایک گناہ کا مرتکب دیکھ لے - جب وہ پہلے پہل کسی بُرائی کا ارتکاب کرتا ہی - تو اوسوقت اوسکے ملکی قوی کیسے مضطرب ہوتے ہین - پھر جیسے وہ ہر روز برائی کرتا جاتا ہی ویسے آہستہ آہستہ وہ اضطراب اور حیا اور تامل جو پہلے دن اس بدکار کو لاحق ہوا تھا وہ اُٹھ جاتا ہی - تمھین تعجب

---

[1] مُہر کردی اللہ نے اونکے دلون پر اور اونکے کانون پر اور اونکی آنکھون پر ہی پردہ ۱۲
[2] اور اس کہنے پر کہ ہمارے دل پر غلاف ہے کوئی نہین پر اللہ نے مہر کی ہے اونپر مارے کفر کے ۱۲
[3] اسیطرح مہر کرتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے ۱۲
[4] کوئی نہین پر زنگ پکڑ گیا ہے اونکے دلون پر جو وے کماتے تھے - ۱۲

اور انکار کیون ہی۔ انسانی نیچر اور فطرت اور اوسکے محاورے کی بولی پر غور کرو شریر اور بدذات آدمی کو ایک ناصح فصیح نہین کہتا کہ انکی عقل پر پتھر پڑ گئے۔ انکے کان بہرے ہو گئے۔ انکی سمجھ پر تالے لگ گئے۔ کیا ان مجازون سے حقیقت مراد ہوتی ہے۔

دوسری آیت

فَرِیْقًا ھَدٰی وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْہِمُ الضَّلٰلَۃُ[1]۔ سیپارہ ۸۔ سورۂ اعراف۔ رکوع ۳۔

اسکا جواب خود اسی آیت کے آگے موجود ہے

اِنَّہُمُ اتَّخَذُوا الشَّیَاطِیْنَ اَوْلِیَاۗءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّہُمْ مُّہْتَدُوْنَ[2]۔ سیپارہ ۸۔ سورۂ اعراف۔ رکوع ۳۔

جب شیطان کی محبت چھوڑ دی جاوے تو یہ سزا اوٹھ جاتی ہے۔

تیسری آیت

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِہِمْ فَہُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ[3]۔ سیپارہ ۲۲ سورۂ یٰسٓ۔ رکوع ۱۔

اسکا جواب خود قرآن کریم دے چکا ہے۔

وَکَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّہُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ[4]۔ سیپارہ سورۂ مؤمن۔ رکوع ۱۔

وَفَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْہِمُ الضَّلٰلَۃُ اِنَّہُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَاۗءَ[5]۔ سیپارہ ۸۔ سورۂ اعراف۔ رکوع ۳۔

---

[1] ایک فرقے کو راہ دی اور ایک فرقے پر ٹھہری گمراہی ۱۲

[2] اونھون نے پکڑا شیطان کو رفیق اللہ چھوڑکر اور سمجھتے ہین کہ وے راہ پر ہین ۱۲

[3] ثابت ہو چکی ہے بات اون بہتون پر سو وے نہ مانینگے ۱۲

[4] اور ویسی ہی ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکرون پر کہ یے ہین دوزخ والے ۱۲

[5] اور ایک فرقے پر ٹھہری گمراہی اونھون نے پکڑا شیطان کو رفیق ۱۲

[1] وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا يَنْطِقُونَ - سیپارہ ۲۰ - سورۂ نمل - رکوع ۶ -

قول اور کلمے کے معنی وہ لازمی معین سزا اور عذاب ہی جو بحسب قانون قدرت اعمال بد کا نتیجہ ہوا کرتا ہی - انھین امور کو الہامی زبان مین اس قسم کے محاورات مین ادا کیا جاتا ہی - اونکے لیے معیّن ہو چکا - اونکے لیے لکھا گیا - وغیرہ وغیرہ ان امور مشاہدہ کا کون انکار کر سکتا ہے -

چوتھی آیت

[2] فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ۝ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۝ سیپارہ ۲۹ سورۂ مدثر - رکوع ۲۶ -

[3] لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۝ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

سیپارہ ۳۰ - سورۂ کورت رکوع - ۱ -

جواب - معدوم کو موجود کرنا خدا کا کام ہی مخلوق مین ہان حیوان اور انسان کے دل مین کسی ارادے اور مشیّت کا پیدا کر دینا بیشک باری تعالیٰ کا کام ہی - الّاہر ایک منصف جانتا ہی کہ صرف مشیّت اور ارادے کے وجود سے کسی فعل کا وجود ضروری اور لازمی امر نہین - یقیناً قواے فطری کا خلق اور عطا کرنا جنپر ہر گونہ افعال کا وجود و ظہور مترتب یا متفرع ہو سکتا ہی خالق ہی کا کام ہی - اس لطیف نکتے کے سمجھانے کے لیے اور نیز اس امر کے اظہار کرنے کو کہ قواے طبعی اور کائنات سے کوئی وجود اصل امر خلق مین شریک نہین سب اشیا کی علّۃ العلل مین ہی ہون - باری تعالیٰ سب افعال کو بلکہ اون افعال کو بھی جو ہم معائنے اور مشاہدے کے طور پر انسان اور حیوان سے سرزد ہوتے

---

[1] اور پڑ چکی اونپر بات اسواسطے کہ اونھون نے شرارت کی - سو وے کچھ نہین بولتے ۱۲

[2] پھر جو کوئی چاہے اوسے یاد کرے اور وے یاد جبھی کرین کہ چاہے اللہ ۱۲

[3] جو کوئی چاہے تم مین سے کہ سیدھا چلے اور تم جبھی چاہو کہ چاہے اللہ جہان کا صاحب ۱۲

دیکھتے ہین - اپنی طرف نسبت کرتا ہی - کہین قرآن مین فرماتا ہی - ہوا بادلون کو ہانک لاتی ہی - کہین فرماتا ہی ہم بادلون کو ہانکتے ہین - ہم ہی گایون اور بھینسون کے تھنون مین دودھ بناتے ہین - ہم ہی اناج بوتے ہین - ہم ہی کھیت اوگاتے ہین - اور تامل کے بعد یہ سب نسبتین جو ظاہر امتضاد الطرفین ہین بالکل صحیح اور حقیقۃً بالکل صداقت ہین

پانچوین آیت

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ [1] - سیپارہ ۲۴ - سورۂ فصلت - رکوع ۳ -

اس آیت کے اشکال کو خود قرآن نے حل کردیا ہی - اور ہمنشینون کے باعث تعین اور وجہ تقرر کو تبلادیا ہے -

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ [2] - سیپارہ ۲۵ - سورۂ زخرف - رکوع ۴ -

اب ظاہر ہی کہ ذکر الٰہی کے چھوڑ دینے کے سبب سے شیطان نے اوسپر تسلط پایا ہے

چھٹی آیت

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا [3] - سیپارہ ۷ - سورۂ انعام - رکوع ۱۳ -

وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ [4] - سیپارہ ۸ - سورۂ انعام - رکوع ۱۴ -

---

[1] اور لگادی ہمنے ونپر تعیناتی پھر اونھون نے بھلا دکھایا اونکو جو اونکے آگے اور اونکے پیچھے اور ٹھیک پڑی اونپر بات ملکر سب فرقون مین جو ہوچکے ہین اونسے آگے جنون کے اور آدمیون کے وے تھے ٹوٹے مین آئے ۱۲

[2] اور جو کوئی آنکھین چرادے رحمٰن کی یاد سے ہم اوسپر تعین کرین ایک شیطان پھر وہ ہے اوسکا ساتھی ۱۲

[3] اور اگر اللہ چاہتا تو شرک نہ کرتے ۱۲ -

[4] اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے ۱۲ -

یہ جملہ شرطیہ جملہ ہی - اور اسکا مطلب صاف ہی - کہ اگر ہم چاہتے تو ایسا کرسکتے لیکن باری تعالے نے علی العموم لوگون کو ہدایت محض اور ضلالت محض پر مجبول نہین کیا اور نہ حکمت ایزدی اس امر کی متقاضی ہوسکتی تھی - یہی معنی اس آیت کے ہین - کہ اگر ہم چاہتے تو وہ شرک نہ کرتے - یعنی اونکو ہدایت محض پر مجبول و مخلوق کردیتے - رہا یہ امر کہ کیون ایسا نہ کیا یہ جدا حکیمانہ بحث ہی - اور خدا کے فضل سے ہم خوب فیصلہ کرسکتے ہین - مگر یہ امر ہماری اصل بحث سے خارج ہی - کیونکہ یہ سب باتین مخاطبین کے مسلمات سے ہین - ہان آریہ کے جواب مین اس وجہ کو ہمنے مفصل لکھا ہی - اور کچھ اشارۃً آگے آتا ہے -

ساتوین آیت

تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ[1] - سیپارہ ۱۲ سوارۂ ھود - رکوع ۱۰ -

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنكَ وَمِمَّن تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ[2] - سیپارہ ۲۳ سورۂ ص - رکوع ۶

تیسری اوپر کی آیت کی تفسیر نہایت صاف ہی - اور النّاس اور الجنہ پر الف لام عہد ذہنی ہی - جسکی تشریح اس اگلی آیت نے شیطان اور اوسکے تابعین سے کردی کہ وہ سب کون لوگ ہین -

آٹھوین آیت

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ[3] - سیپارہ ۱ سورۂ بقر - رکوع ۳ -

---

[1] پورا ہوا کلمہ تیرے رب کا کہ البتہ بھرونگا دوزخ جنون سے اور آدمیون سے اکٹھے ۱۲

[2] مجکو بھرنا دوزخ تجھسے اور جو اونمین تیری راہ چلے اونسے سارے ۱۲

[3] گمراہ کرتا ہی اوس سے بہتیرے اور راہ پر لاتا ہی اوس سے بہتیرے اور گمراہ کرتا ہی اونمین کو جو بے حکم ہین ۱۲

کیسا صاف مطلب ہو کہ فاسق ہی اس کتاب کریم کو پڑھکر گمراہ ہوتے ہین - ورنہ مومنون کے لیے شفا اور راحت اور نور ہے -

نوین آیت

اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ؕ
سیپارہ - ۵ - سورۂ نساء - رکوع - ١٢ -

یہ آیت اپنے ماقبل و ابعد کے ساتھ ملانے سے صاف ظاہر کرتی ہے کہ منافقون کے حق مین ہے - اور صریح اہل نفاق کے حق مین وارد ہی - منافق اپنے کیے پر گمراہ ہوئے -

وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا - سیپارہ ۵ - سورۂ نسا - رکوع ١٢ -

مُذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِیْلًا ؕ - سیپارہ - ۵ - سورۂ نسا - رکوع ٢١ -

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ؕ - سیپارہ - ۵ - سورۂ نسا - رکوع ٢٠ -

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَلَا لِیَهْدِیَهُمْ طَرِیْقًا اِلَّا طَرِیْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ سیپارہ - ٦ - سورۂ نسا - رکوع ٢٣

ف ١ کیا تم چاہو کہ راہ پر لاؤ جسکو گمراہ کیا اللہ نے اور جسکو اللہ راہ نہ دے پھر تو نہ پاوے اوسکے واسطے کوئی راہ ١٢

ف ٢ اور اللہ نے اونکو اولٹ دیا اونکے کاموں پر ١٢

ف ٣ لٹکتے دونوں کے بیچ ادھر مین نہ اونکی طرف اور نہ انکی طرف اور جسکو بھٹکا دے اللہ پھر تو نہ پاوے اوسکے واسطے کہین راہ ١٢

ف ٤ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر منکر ہوئے پھر مسلمان ہوئے پھر منکر ہوئے پھر بڑھتے گئے انکار مین اللہ اونکو بخشنے والا نہین اور نہ اونکو دیوے راہ ١٢

ف ٥ جو لوگ منکر ہوئے اور حق دبا رکھا ہرگز اللہ بخشنے والا نہین اونکو اور نہ اونکو ملاوے راہ مگر راہ دوزخ کی پڑے رہین اوس مین ہمیشہ ١٢

دسوین آیت

وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ[1] الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ - سیپارہ ۶ - سورۂ مائدہ ۵ - رکوع ۹ -

تشریح و توضیح

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ[2] فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ سیپارہ ۶ - سورۂ مائدہ ۵ رکوع ۳

یعنی القاے عداوت اورازدیاد طغیان اور کفر کی علت بھول جانا اوس نصیحت کا اور توڑنا اوس عہد کا ہی جو چند دن سے باندھا -

کیسا صاف علت و معلول اور سبب و مسبب کا سلسلہ ہی اور غور کرنے پر کچھ بھی اشکال نہین رہتا -

گیارھوین آیت

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ[3] سیپارہ ۹ - سورۂ اعراف - رکوع ۲۳ -

بارھوین آیت

فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ[4] - سیپارہ ۲۲ سورۂ فاطر - رکوع ۲ -

تشریح و توضیح

قرآن نے ان دو گروہون کی تفصیل فرمادی -

---

[1] اور اس حکم سے جو تجکو اوترا تیرے رب کی طرف سے ونکو بڑھیگی اور شرارت اور انکار ہمنے ڈال رکھی ہی اونمین دشمنی اور بیر قیامت کے دن تک ۱۲

[2] اور وے جو کہتے ہین اپنے تئین نصاری اونسے بھی لیا تھا ہمنے عہد اونکا پھر بھول گئے ایک فائدہ لینا اوس نصیحت سے جو اونکو کی تھی پھر ہمنے لگادی اونکے آپس مین دشمنی اور کینہ قیامت کے دن تک ۱۲

[3] جسکو اللہ بہکاوے اوسے کوئی نہین راہ دینے والا ۱۲

[4] کیونکہ بھٹکاتا ہی اللہ جسکو چاہے اور سمجھاتا ہی جسکو چاہے ۱۲

اول گروہ جنکو خدائے تعالےٰ نے گمراہ کیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَظَلَمُوْا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ لِیَغْفِرَ لَھُمْ وَلَا لِیَھْدِیَھُمْ طَرِیْقًا۔ سیپارہ ۶ سورۂ نسا۔ رکوع۔ ۲۳۔

کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰھُمْ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ وَعِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ۔ سیپارہ ۲۴۔ سورۂ مومن۔ رکوع ۴۔

جَعَلْنَا بَیْنَکَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۔ سیپارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل۔ رکوع ۵۔

یعنی کفر ظلم اسراف ارتیاب اللہ کی آیات مین مجادلہ آخرت پر ایمان نہ لانا یہ سب سامان ضلالت کے ہین۔

اور دوسری قسم مہدیین۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَاعْتَصَمُوْا بِہٖ فَسَیُدْخِلُھُمْ فِیْ رَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَفَضْلٍ وَّیَھْدِیْھِمْ اِلَیْہِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا۔ سیپارہ ۶۔ سورۂ نسا۔ رکوع ۲۴۔

قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ یَّھْدِیْ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَیَھْدِیْھِمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ سیپارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۳

ف ۱ ترجمہ اس آیت کا گذر چکا۔ ۱۲

ف ۲ اسیطرح بہکاتا ہے اللہ اوسکو جو ہو زیادتی والا شک کرنیوالا جو جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بغیر سند کے جو پہنچی اونکو بڑی بیزاری ہے اللہ کے یہان اور ایمان والون کے یہان اسیطرح مہر کرتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے ۱۲

ف ۳ کر دیتے ہین ہم بیچ مین تیرے اور اون لوگون کے جو نہین مانتے پچھلا جینا ایک پردہ ڈھانکا ۱۲

ف ۴ سو جو یقین لائے اللہ پر اور اوسکو مضبوط پکڑا تو اونکو داخل کریگا اپنی مہر مین اور فضل مین اور پہنچا دیگا اپنی طرف سیدھی راہ پر ۱۲

ف ۵ تمہارے پاس آئی ہے اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب بیان کرتی جس سے اللہ راہ پر لاتا ہے جو کوئی تابع ہوا اوسکی رضا کا بچاؤ کی راہ پر اور اونکو نکالتا ہے اندھیرون سے روشنی مین اپنے حکم سے اور اونکو چلاتا ہے سیدھی راہ ۱۲

وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ط سیپارہ ۵ سورۂ نسا۔ رکوع ۱۰۔

يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ - سیپارہ ۱۱ سورۂ یونس۔ رکوع ۱۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط سیپارہ ۲۱ سورۂ عنکبوت۔ رکوع ۷۔

فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ وَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى - سیپارہ ۱۶ سورۂ طٰہٰ۔ رکوع ۷۔

تیرھوین آیت

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ط قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ط سیپارہ ۸ سورۂ اعراف۔ رکوع ۳۔

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ط مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ق اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ

سیپارہ ۲۵۔ سورۂ زخرف۔ رکوع ۲۔

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ط كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ط قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا ط اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَخْرُصُوْنَ ۝ قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ سیپارہ ۸۔ سورۂ انعام۔ رکوع ۱۸۔

اور اگر یہ کرین جو اونکو نصیحت ہوتی ہے تو اونکے حق مین بہتر ہو اور زیادہ ثابت ہون دین مین اور ایسے مین ہم دین اونکو اپنے پاس سے بڑا ثواب اور چلاوین اونکو سیدھی راہ ۱۲

راہ دیگا اونکو رب اونکا اونکے ایمان سے ۱۲

اور جنھون نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سجھائینگے اونکو اپنی راہین ۱۲

پھر جو چلا میری بتائی راہ پر نہ بہکیگا وہ اور نہ تکلیف مین پڑیگا ۱۲

اور جب کرین کچھ عیب کا کام کہین ہمنے پایا اسپر اپنے باپ دادون کو اور اللہ نے ہمکو یہ حکم کیا۔ تو کہ اللہ حکم نہین کرتا عیب کے کام ۱۲

اور کہتے ہین اگر چاہتا رحمٰن ہم نہ پوجتے اونکو۔ کچھ خبر نہین اونکو اوسکی یہ سب اٹکلین دوڑاتے ہین ۱۲

اب کہینگے مشرک اگر اللہ چاہتا تو شریک نہ ٹھہراتے ہم نہ ہمارے باپ اور نہ حرام کر لیتے کوئی چیز۔ اسیطرح جھٹلاتے گئے اونسے اگلے جب تک چکھا ہمارا عذاب۔ تو کہہ کچھ علم بھی ہے تمہارے پاس کہ ہمارے آگے نکالو۔ نری اٹکل پر چلتے ہو اور تجویزین کرتے ہو۔ تو کہہ پس اللہ کا الزام پورا ہے سو اگر وہ چاہتا تو راہ دیتا تم سبکو ۱۲۔

اپنے آپ کو مجبور کہنے والون کو کیسے کیسے سخت جواب دیے ہین۔ بلکہ یہ بھی کہدیا کہ مجبور سمجھنے والے جھوٹ بولتے ہین۔ میرے ایک دوست فرماتے ہین لھدکٰم اجمعین ماقبل کے خلاف معلوم ہوتا ہی۔ افسوس اونھون نے نہایت لطیف بات نہ سمجھی۔ باری تعالیٰ تو فرماتا ہی کہ اگر ہم مجبول کرنے کو ہوتے اور خواہ مخواہ کسی کو ایکطرف لگانا چاہتے تو ہماری ذات بابرکات کسی کو گمراہ نہ بناتی۔ جیسا جاہل اور جھوٹے شخص کا خیال ہی۔ ہم مجبول کرتے تو سبکو خواہ مخواہ ہدایت پر چلنے کے لیے پیدا کردیتے۔ اور جیسے تندرست آنکھ کو دیکھنے کے لیے پیدا کیا ہی اسلیے وہ دیکھتی ہی سن نہین سکتی۔ اور کانون کو سننے کے لیے بنایا ہی اور وہ دیکھہ نہین سکتے۔ ایسے ہی اگر تمام لوگ ہدایت کے لیے بنائے جاتے تو سب نیک ہی ہوتے اور اگر تمام کفر کے لیے بنائے جاتے تو سارے کافر ہوجاتے۔ الّا جس حالت مین ہماری ذات بابرکات نے سبکو خواہ مخواہ ہدایت یاب ہونے پر مجبول نہین کیا تو کیا یہ بات صحیح ہوسکتی ہی کہ ہندے اور مشرکو تم کو مشرک بننے مین مجبول کیا ہی۔ نہین یہ بات غلط ہی۔ غرض نہ اللہ تعالیٰ نے علی العموم لوگون کو ہدایت پر مجبول کیا ہی اور نہ شرک پر۔ اوسے جبر کرنے کی کیا حاجت۔ وہ برائی کرنا چاہے اور پھر جبر کرادے۔ دیکھو ہمکو کوئی زور سے برے کام پر لیجاتا ہی۔ نہین ہرگز نہین۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے ہمکو وسعت اور قدرت دی ہی۔ اور تکلیفات شرعیہ پر ہمین کہا ہی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا۔ اور فرمایا ہے۔

فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر[سلہ]۔ سیپارہ ۱۵۔ سورۂ کہف۔ رکوع ۴۔

واما ثمود فھدینٰھم فاستحبوا العمی علی الھدیٰ[سلہ]۔ سیپارہ ۲۴ سورہ حٰمٓ سجدہ رکوع ۲

سلہ پھر جو کوئی چاہے مانے اور جو کوئی چاہے نہ مانے ۱۲

سلہ اور جو ثمود تھے سو ہمنے اونکو راہ بتائی پھر اونکو خوش لگا اندھے رہنا سوجھنے سے ۱۲

بلکہ شرعی طاقت اور استطاعت عقلی طاقت اور استطاعت سے بھی وسیع ہے دیکھو
لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا [۱] سیپارہ ۳ - سورۂ بقر - رکوع ۴۰-
وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا [۲] سیپارہ ۴ سورۂ عمران - رکوع ۱۰-
فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی [۳] - سیپارہ ۳۰ - سورۂ لیل - رکوع ۱-

حج

کل دنیا کی ترقی کا مدار قومی اجتماع پر ہے - تمام مہذب بلاد مین جب تہذیب شروع ہوئی اوسوقت ہی سے کلب انجمنین بنین - حضور علیہ السلام کے دین مین اللہ تعالی نے قومی اجتماع کے عجیب غریب سامان تجویز فرمائے - اور ایسے روحانی محرک اوسمین رکھے جسکے باعث ان انجمنون کے برہم ہونے کا خطرہ نہ رہا -

اہل محلہ کے روزانہ اجتماع کے لیے پانچ وقت کی جماعت کو واجب کیا - رات کو سب لوگ اپنے گھرون مین سوتے ہین - شبینہ واقعات مین اگر ہمدردی کی ضرورت ہو تو علی الصباح نماز فجر کی جماعت مین یہ امر حاصل ہے - اب بازار کی آمد و رفت شروع ہوئی مختلف معاملات خارجیہ پیش آئے - تو دوپہر کے بعد جماعت کا وقت آگیا - عصر روزانہ اوقات کا اختتام ہے اور ابھی اہل تجارت و حرفہ غالب عمرانات مین گھر نہین پونہچے عین وسوقت کے معاملات پر اگر ہمدردی کی ضرورت ہو تو عصر کی جماعت کا عمدہ موقع ہے - شام کو گھر پونہچے وہان کے نئے معاملات جو غیبوبت مین ہوئے اگر باعث اجتماع ہین تو جماعت نماز شام اسکے لیے موزون ہے - ۹ و ۱۰ بجے رات کو الگ الگ ہونے کا وقت آگیا -

---

[۱] اللہ تکلیف نہین دیتا کسی شخص کو مگر جو اوسکی گنجایش ہے ۱۲
[۲] اور اللہ کا حق ہے لوگون پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ ۱۲
[۳] تو سہج سہج پونہچادینگے ہم اوسکو آسانی مین ۱۲

مناسب ہی سب آپس مین الوداعی رخصت کرلین - اور یہی عشا کا وقت ہی - اس روزانہ پانچ وقت کے اجتماع مین اگر تمام اہل بلاد کو تکلیف دیجاوے تو ایک قسم کی تکلیف مالا یطاق ہی - اسلیے تمام شہر کے اہل اسلام کیواسطے ہفتے مین ایک دن جمعے کا اس اجتماع کے لیے تجویز ہوا - لاکن اس اجتماع کے لیے حفظ صحت کے سامان کے واسطے نہانا - کپڑے بدلنا صفائی ایک ضروری امر تھا بنابران اسکا وقت قریب نصف النہار تجویز کیا گیا - اور اسمین ہونیوالی تشدید کہ سبت مین کام کرنے والے کو جلا دیا جائے - عالمگیر مذہب مین جسکا نام اسلام ہی مناسب نہ سمجھی - زیادہ دیر تک اجتماع کو مخل صحت خیال کرکے اصل نماز سے اس نماز کو نصف کر دیا گیا - اور ایک خطیب (اسپیکر) کو حکم دیا گیا کہ ضروریات پر کھڑے ہوکر لکچر دوے - اور بعد ختم نماز جمعہ کے حکم ہی چلے جاؤ - اور منتشر ہوجاؤ - قصبات اور دیہات کے اجتماع کے لیے عید کی نماز تجویز ہوئی - چونکہ یہ جلسہ بھاری اور سال مین کل دو دفعہ ہوتا تھا - اور اسمین لوگون کی کثرت تھی - اسلیے تبدیل لباس اور عطر و خوشبو لگانا جیسے جمعے مین حکم تھا اسمین بھی رہا - اور زیادہ تر اجتماع کے لحاظ سے حکم ہوا عید کا جلسہ شہر سے باہر میدان مین ہو - تاکہ فرش ایر (تازہ ہوا) کی رُوک نہ رہے - چونکہ میدان محل انجمن ٹھہرا اور غالب عمرانات مین دھوپ کا خوف ہوا - اسلیے ابتدا سے روز عید کا وقت ٹھہرایا گیا -

عید مین روحانی محرک دو رکعت کی نماز ہی - اور بعد نماز کے ضروری باتون پر لکچر ہی - (جسے خطبہ کہتے ہین) -

تمام قومون مین میلون کا رواج ہی - اور میلون کا ہونا عمدہ مصالح دنیوی پر مبنی ہی کل مذاہب اور تمام اقوام کے میلے خالص توحید سے بالکل بے بہرہ ہین - کہین غیر اللہ

کی پرستش ہی۔ کہین صرف دنیوی خیال ہی جو فانی اور غیر باقی ہی۔ اونکو عظمت الٰہی سے کچھہ سروکار نہین۔

اسلامی میلہ عید کا تمام دنیا کے میلون سے روحانیت مین بڑھا ہوا ہے۔

آپ تمام اہل اسلام کے اجتماع کے لیے صدر مقام کی ضرورت تھی۔ تاکہ مختلف بلاد کے بھائی اور اسلامی رشتے کے سلسلے مین یکتا باہم ملجاوین۔ مگر ایسے اجتماع کے لیے اول تو کل اہل اسلام کا اکٹھا ہونا اور امیر و فقیر کا جانا محال تھا۔ علاوہ برین فقرا اور محتاجون کے جانے مین کوئی بڑے فائدے مترتب ہونے کی امید بھی نہین ہوسکتی تھی۔ اسلیے حکم ہوا۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا۔ سیپارہ ۴۔ رکوع ۱۔[1]

اور یہ بھی ہی کہ امراکے حق مین عیش اور کبر ہی مہلک امراض اور ترقی کے دشمن ہین۔ دور و دراز کا سفر کرنا۔ احباب اور اقارب کو چھوڑنا۔ سردی اور گرمی کی برداشت کرنا۔ مختلف بلاد کے علوم اور فنون اور اقسام مذاہب اور عادات پر واقف ہونا۔ سستی اور نفس پروری کا خوب استیصال کرتا ہی۔

حج کے اعمال کبر و بڑائی کے سخت دشمن ہین۔ زیب و زینت کو ترک کرنا۔ غربا کے ساتھ ننگے سر کوسون چلنا۔ دنیادار دن مستون عیاشون کو کیسی کیسی ہمت بڑھانے کا موجب ہی۔

غرض حج کیا ہی اسلامیون کو تجربہ کار اور ہوشیار بنانا ہی۔

بے ریب ایک ملک کے فوائد کو دوسرے ملک تک پونہچانے مین جیسی طاقت دولتمند رکھہ سکتے ہین ویسی علی العموم غریب لوگ نہین رکھہ سکتے۔ ایسے صدر مقام کے لیے کونسا مکان تجویز ہوتا۔ پس مکہ معظمہ سے کوئی مکان بہتر نہ تھا۔ کیونکہ اول تو وہ مقام

[1] اور واسطے اللہ کے لوگون پر ہی حج کرنا اوس گھر کا جو پا سکے طرف اوسکے راہ ۱۲

مبدا اسلام تھا۔ دوم اوسمین ایسے لوگون کی یادگار تھی جنکی سعی اور کوشش سے سخت سے سخت بُت پرستی کا دنیا سے استیصال ہوا۔ اور خالص الٰہی توحید قائم ہوئی۔

تمام مساعی جمیلہ اشاعت اسلام کے جن لوگون سے سرزد ہوئے اونکا اصل مولد وہی شہر تھا۔ اگر کوئی چیز یادگار جوش دِلانے والی دنیا مین ہوسکتی ہی تو تکے سے بہتر کوئی بھی نہین۔ اِلّا امرا کے ساتھہ جنپر حج فرض ہی ممکن بلکہ ضرور تھا کہ اونکے نوکر چاکر بھی حج کرنے کو ساتھہ جاوین۔ اور کچھہ لوگ غربا مین سے عشق کے مجبور کیے ہوئے بھی وہان پونہچین۔ اسلیے اسلام نے بغرض کمالِ اتحادِ اہل سلام تجویز فرمایا کہ سب لوگ سادہ دو چادرون پر اکتفا کرکے امیر و غریب یکسان سر سے ننگے کرتے سے الگ سادہ وضع پر ظاہر ہون۔ تاکہ اونکی یکتائی اور اتحاد کامل درجے پر پونہچے۔

۱۔ اس حالت کا نام احرام ہی۔ کچھہ عقلی حسن اسکا سُن چکے ہو کچھہ اور سُن لو۔ زیب و زینت کی پہلی سیڑھی حجامت بنوانا بال کٹوانا ہی۔ اور اسکی ان ایام مین ممانعت ہی۔ جو وضع کے پابندون کو محال نظر آتی ہی۔ اور کتب مقدسہ مین اس طرز کی نظیر موجود ہے "نذیر کے سر پر اُسترا نہ پھیرا جائے جب تک وے دن جنمین اونے اپنے آپ کو خداوند کے لیے نذر کیا ہی گذر نہ جاوین۔ سر کے بال بڑھنے دے"۔ گنتی ۶ باب ۵۔

۲۔ پھر اس مسجد مین جسکے وجود اور جسکی عظمت کا عنقریب ہم ثبوت دینگے ابراہیمی عبادت کی طرح ایک عبادت ہی جسے طواف کہتے ہین۔ پروانہ وار چند بار الٰہی مسجد کے گرد گھومنا اس طواف کا ثبوت اگر دیکھنا ہو زبور ۲۶ کو دیکھو۔

۳۔ پھر صفا اور مروہ کے درمیان بیادگار اُمِّ اسمٰعیل ہاجرہ علیہا السلام چلنا۔ ہاجرہ کو جب ابراہیمؑ نے بیابان چھوڑا تو اونھون نے ابراہیمؑ سے پوچھا تو ہمین کس کے سپرد کرتا ہی

تو ابراہیم نے فرمایا خدا کے سپرد اور اوسی کے حکم سے۔ تب ہاجرہ نے کہا جاؤ وہ اللہ تعالیٰ ہمکو ضایع نہ کریگا۔ آخر پیاس کی شدت مین پانی کی جستجو مین جب یہان دوڑین تو خدا نے زمزم سے اونکی امداد کی۔ اس قسم کی یادگارین اولاد ابراہیم مین مروج تھین دیکھو پیدایش ۳۵ باب ۱۵۔ بلکہ یشوع نے بارہ پتھر جسکا ذکر یشوع ۴ باب مین ہی دریا سے صرف یادگار کے لیے اوٹھائے اور دریا کے باہر لاکر رکھے۔ پولا ہلانے کی رسم جسکا ذکر احبار ۲۳ باب مین عیسائی مانتے مین مسیح کے جی اوٹھنے کی یادگار ہی۔

۴- پھر عرفات کے میدان مین جانا ایک ضروری فعل حج کا ہی جہان نہ کوئی پتھر نہ کوئی درخت صرف الٰہی یاد ہی اور اوسی سے دعا۔ دیکھو موسیٰؑ بھی فرعون کو کہتے ہین۔ خداوند اسرائیل کا خدایون فرماتا ہی کہ میرے لوگون کو جانے دے تاکہ وے بیابان مین میرے لیے عید کرین۔

۵- پھر حلق ہی جسکی وجہ یہ ہی۔ بہت دنون سر کھلا رہا۔ گرد و غبار پڑا۔ عام لوگون کو سامان سر دھونے کا اس سے بہتر کیا ہی کہ سر منڈا دین یا بالون کو کٹوائین۔ حلق کا رواج اور اسکا ثبوت مقدسہ کتب مین موجود ہی۔ دیکھو ایوب ۱ باب ۲۰۔ نذیر جماعت کے خیمے کے دروازے پر سر کی منت منڈاوے۔ گنتی ۶ باب ۱۸۔ بلکہ احبار ۱۴ باب ۹ مین تو چار ابرو کا صفایا مندرج ہی۔ متی ۸ باب ۴ مین اسکا جواز اور ان رسوم کا اتباع دکھلو۔

قربانی- نذیر کے پاس اگر کوئی ناگہان مرجاوے تو ایسی قربان یا کبوتر ایک خطا کی قربانی اور ایک سوختنی قربانی گذرانے۔ اور نذیر قربانی بے عیب یکسالہ برہ ایک خطا کی قربانی دوسرا سوختنی قربانی کے لیے۔ اور فطیری روٹی چپڑی ہوئی اور میدے کے کلچے تیل سے چپڑے ہوئے کاہن کو دے۔ گنتی ۶ باب ۱۰۔ اور دیکھو

پیدائش ۸ باب ۲۰ و ۱۲ باب ۸-

کثرت قربانی - ۲ تاریخ ۷ باب ۵ - ۱ - سلاطین ۸ باب ۵ - مین دیکھنے کے قابل ہے ہان اتنی بات رہگئی - مقدسہ کتب مین اجتماع کے لیے ترئی اور ناقوس کی ابدی رسم ہے اسلام نے اسکے بدلے کیسے اذان کے لطیف کلمات - اور حج مین -

لَبَّيْكَ[1] لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ -

توجہ الی القبلۃ (قبلے کی طرف منہ پھیرنا ۱۲) - سچ ہے شک نہین - سجدہ پرلے درجے کا عجز اور نیاز ہے - یہ عمدہ فعل ضرور ہے کسی طرف واقع ہو - اور کوئی طرف ہوا مین مخلوق کا ہونا ضروری ہے - اسلیے شارع نے خود ایک جہت مقرر کر دی جسمین کئی فائدے ہین -

اول یہ اشارہ کہ سبکو چاہیے ایک دل ہو کر معبود حقیقی کی عبادت کرین -

دوم اہل اسلام اور منافقین مین مابہ الامتیاز ہو - اسیواسطے مکّے مین آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے - اور مدینے مین جب تشریف لائے تو بعد چند مدت کے کعبے کی طرف توجہ فرمائی - قرآن خود اس سر اور بھید سے آگاہ کرتا ہے جہان فرماتا ہے -

وَمَا جَعَلْنَا[2] الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ - سورۂ بقر - سیپارہ ۲ -

سوم جماعت کے انتظام مین خلل نہو اور تمام دنیا کے اہل اسلام یک جہت رہین -

چہارم قبلے کی طرف منہ کرنا ملت ابراہیمی کا نشان اور اوسکی اولاد کا معمول ہے دیکھو یشوع اور سارے اسرائیلی بزرگون نے اپنے کپڑے پھاڑے اور خداوند کے عہد کے

---

[1] حاضر ہون اے میرے خدا حاضر ہون تیرا کوئی شریک نہین ہے حاضر ہون بیشک حمد اور نعمت اور ملک تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہین ۱۲

[2] اور نہین کیا تھا ہمنے وہ قبلہ جسپر تو تھا مگر اسلیے کہ ظاہر ہو جاوے کہ کون رسول کے تابع رہیگا اور کون ہے جو پھر جاتا ہے اپنی ایڑی پر ۱۲

صندوق کے آگے شام تک اوندھے پڑے رہے - یشوع ۷ باب ۶-۱-سلاطین ۸ باب ۳۰-۴۸ - ترکیب آنے کی مقدس مین احبار ۲۶ اباب - سلاکی ۳ باب ۱۴-۱ اور تیرے آگے سجدہ کرین گے - وے تیرے آگے منت کرینگے - اور کہین گے یقیناً خدا تجھمین ہے - یسعیاہ ۴۵ باب ۱۴ -

دعا بیت اللہ مین مقبول ہی - ۲ تاریخ ۷ باب ۱۵ -

دانیال اپنی کوٹھری کا دریچہ جو یروشلم کی طرف تھا کھولکر دن مین تین دفعہ گھٹنے ٹیک کر اور یدا اور بیت ایل کیطرف خدا کے حضور دعا اور شکر گذاری کرتے رہے - دانیال ۶ باب ۱۰ - زبور ۹۹-۹-اور زبور ۱۳۸-۲ -

حجر اسود کیا ہی - ایک بن گھڑا پتھر ہی - چونکہ گھڑے ہوئے پتھرون کی عبادت ہوتی تھی اسواسطے ابراہیم اور اونکی اولاد نے یادگار یا نشان کے لیے بن گھڑے پتھر رکھے تھے - پیدایش ۲۸ باب ۱۸ - یعقوب نے پتھر کھڑا کیا اور اوسپر تیل ڈالا - اور پیدایش ۳۵ باب ۱۵ - اور یشوع ۴ باب ۵-۶ - ہر ایک تم مین سے بنی اسرائیل کے فرقون کے مطابق ایک ایک پتھر اپنے کاندھے پر رکھے تو کہ تمھارے درمیان نشان ہو - پادری ان باتون سے انکار نہین کر سکتے -

پُرانے زمانے مین کیا اس زمانے مین بھی تصویری زبان کا رواج ہی - اکثر آریہ ورت کے قصص تصویری زبان ہی مین ہین - اور کئی اخبارون مین تصویری زبان معمول ہی - سکندر اور دارا کے قصے مین تصویری زبان کی گفتگو مشہور ہی - عیسائی بھی تسلیم کرتے ہین یشوع کے بارہ پتھر بارہ حواریون کا اشارہ جانتے ہین - یہودی قربانیان مسیح ہی کی پھانسی بتاتے ہین - بلکہ ختنہ بھی عیسے بن مریم کے قتل کا نشان کہتے ہین - پولا ہلانا

جسکی نسبت احبار ۲۳ باب ۱۰ مین حکم ہے مسیح کا جی اوٹھنا بیان کرتے ہین۔
مین کہتا ہون متی ۲۱ باب ۳۳-۴۲ مین لکھا ہی۔ بنی اسرائیل کو اللہ تعالے نے آباد کیا ایک باغ کا تخم بنایا (ایک شرع کا) مگر اونھون نے نافرمانی کی یہانتک کہ اپنے آخری صلح کار (اکلوتے بیٹے) کو مار ڈالا۔ اسلیے خدا اونکو سزا دیگا کونے کے پتھر سے جسے معمارون نے ناپسند کیا یہی مضمون یسعیاہ ۸ باب ۱۶ مین ہی۔ اور دانیال ۲ باب ۳۴ مین ہی۔ یہود غیر قومون کو بھی پتھر کہتے تھے۔ اور ہمیشہ بنی اسمٰعیل کو یہ معمار قوم حقیر جانتے تھے۔ الا عرب مین قدیم اسلیے کہ وہ انپڑھ قوم تھی تصویری زبان مین بطور پیشین گوئی اور بشارات کے یسعیاہ ۲۸ باب ۱۶۔ اور متی ۲۱ باب ۴۲۔ اور دانیال ۲ باب ۳۴ والہ کلام کیے مین اسطرح سے تحریر یہ ہوا کہ بیت اللہ کے کونے پر ایک بن گھڑا پتھر نصب کیا گیا۔ جس کے ساتھ یہ بات کی جاتی تھی کہ اوسے صرف ہاتھ لگاتے جو بیعت اور اقرار کا نشان ہی۔ مطلب یہ کہ اس پاک شہر مین وہ کونے کا پتھر ہوگا جسکے ہاتھ پر بیعت کرنا ضرور ہی۔ جو کوئی اوسپر گریگا چور ہوگا۔ جسپر یہ گرا اوسے پیس ڈالیگا حسب بیان دانیال ۲ باب بابل کا حال دیکھ لو۔

نادان کہتے ہین مسلمان پتھر کی پرستش کرتے ہین۔ آریہ اور عیسائی بتائین عبادت کسکے کہتے ہین۔ عبادت مین استتی۔ حمد اور تعریف۔ پرارتھنا۔ یعنے دعا۔ اور اوپاسنا یعنے دھیان۔ ضرور ہی۔ بتائین مسلمان کب اوس پتھر کی تعریف اور اوس سے دعا اور اوسکا دھیان کرتے ہین۔ اسلامی کسی عبادت مین اس پتھر کا ذکر بھی نہین۔ بلکہ عبادات اسلامیہ مین تو کعبے کا ذکر بھی نہین۔ اسکی عبادت کیا ہوگی۔ اگر اسکو ہاتھ لگانا یا چومنا عبادت ہی تو سب لوگ بیاہی ہوئی عورتون کے عابد اور خدا کو سجدہ کرنے والے زمین کے پوجاری ہونگے بات یہ ہی کہ مقدس مقام مین تصویری زبان کے اندر یہ گفتگو ہی

کہ نبوت کی پاک محلسرا مین کونے کا پتھر بیان کئے سے نکلیگا۔ بلکہ مسیح نے متی ۲۱ باب ۴۲ مین خود کہا ہو کہ یہ تمثیل ہے انتہیٰ۔

نفس وجود کعبہ و بیت اللہ کا ثبوت

پیدایش ۱۲ باب ۶-۹ - ابراہیم نے خداوند کے لیے کنعان مین ایک قربانگاہ بنائی۔ اور وہان سے روانہ ہوکے اوسنے بیت ایل کے پورب ایک پہاڑ کے پاس اپنا ڈیرا کھڑا کیا۔ بیت ایل اسکے پچھم اور عی اسکے پورب تھا۔ اور وہان اوس نے خدا کے لیے ایک قربانگاہ بنائی اور خداوند کا نام لیا۔ اور ابرام رفتہ رفتہ دکھن کیطرف گیا۔ یہان جس بیت ایل کا تذکرہ ہو وہ ضرور مکہ ہی ہو۔ کیونکہ کنعان عرب کے حدود مین ہی۔ اور لکھا ہو قربانگاہ بنا کے جب روانہ ہوا پھر ایک جگہ ڈیرا لگایا۔ اور وہان دوسرا قربانگاہ بنایا۔ اور اسکے پچھم ایک بیت ایل کا بیان کیا جو بیت ایل سمندری ہو یعنی سمندر کو کہتے ہین۔ اور وہان لفظ بیت ایل یم ہو۔ اور نیز آخر مین کہا ہو ابرام رفتہ رفتہ دکھن پہنچا اور مسیح فرماتے ہین کہ دکھن کی ملکہ شہر سبائی شاہزادی تھی جو سلیمان کے پاس آئی۔ اور صاف ظاہر ہو کہ بیت اللہ جسے مکہ کہتے ہین کنعان سے دکھن کیطرف واقع ہو۔ علاوہ برین پیدایش ۱۳ باب ۳ مین ابرام کی نسبت لکھا ہو کہ وہ دکھن کیطرف چلا اور سفر کرتا دکھن سے بیت ایل مین پہونچا۔ اور تراجم موجودہ مین جو فقرہ اسکے بعد لکھا ہو وہ توریت کا فقرہ نہین اور قومی روایات۔ ملکی تواتر۔ رسومات کا توافق۔ ابراہیمی عبادات سے ختنے کی رسم قربانی وغیرہ مناسک مین اتحاد۔ تمام اقوام عرب کا اس بات پر نسلاً بعد نسلٍ اتفاق۔ صاف گواہی دیتا ہو کہ ابراہیم کو اس مسجد سے تعلق ہو جسے بیت اللہ کہتے ہین۔

پھر کوئی امر قانون قدرت مین اور کوئی ضروری اور بدیہی علم ہمین اس اعتقاد سے

پھرنے پر مجبور نہین کرتا-

یسعیا-۶۰باب ۶-اونٹنیان کثرت سے تجھے آکے چھپالینگی-مدیان اورعیفہ کی جوان اونٹنیان وے سب جو سبا کے ہین آوینگے-۷-قیدار (پسر اسمٰعیل) کی ساری بھیڑین تیرے پاس جمع ہونگی-نبیط (پسر اسمٰعیل) کے مینڈھے تیری خدمت مین حاضر ہونگے-وہ میری منظوری کے واسطے میرے مذبح پر چڑھائے جاوینگے-اور مین اپنی شوکت کے گھر کو بزرگی دونگا-یہ کون ہین جو بدلی کیطرح اڑتے آتے ہین-اور کبوتر کے مانند اپنی کابک کیطرف-یقیناً بحری ممالک تیری راہ تکین گے-اور ترسیس کے جہاز پہلے آوینگے-۱۰-اجنبیون کے بیٹے بھی تیری دیوار اوٹھائین گے اور انکے بادشاہ تیری خدمتگذاری کرینگے-اگرچہ مین نے اپنے قہر سے تجھے مارا پر اپنی مہربانیون سے تجھپر رحم کرونگا-اور تیری پھاٹکین نت کھلی رہینگی-وے دن رات کبھی بند نہ ہونگی-

۱۴-ہان وہ سب جنہون نے تیری تحقیر کی تیرے پانون پڑینگے اور وہ خدا کا شہر اسرائیل کے قدوس کا صیہون (سنگلاخ زمین) تیرا نام رکھین گے-اوسکے بدلے کہ تو ترک کی گئی اور تجھسے نفرت ہوئی-الی آخرہ-

یسعیاہ ۵۴ باب ۱-اری بانجھ تو جو نہین جنتی تھی (مکے اور قوم قریش مین کوئی نبی اور رسول نہوا اسلیے اوسے بانجھ کہا) خوشی سے للکار تو جو حاملہ نہوتی تھی وجد کرے گا-اور خوشی سے چلا-کیونکہ خداوند فرماتا ہے-بیکس چھوڑی ہوئی کی اولاد خصم والی کی اولاد سے زیادہ ہین-(اہل اسلام یہود سے زیادہ ہین-اور عیسائی مجوس اور موجود یروشلم سے الگ ہو بیٹھے ہین-وہ ظاہری یروشلم کی اولاد بھی نہین)

اپنے خیمے کو بڑھا دے - ہان مسکنون کے پردے پھیلا - دریغ مت کر - اپنی ڈوریان لمبی اور اپنی میخین مضبوط کر - اسلیے کہ تو داہنی اور بائین طرف بڑھیگی - اور تیری نسل قومون کی وارث ہوگی - اور اوجاڑ شہرون کو بساویگی - مت ڈر کہ تو پھر پشیمان نہوگی - تو مت گھبرا کہ تو پھر رسوا نہوگی - تو اپنی جوانی کے ننگ بھول جائیگی - اور اپنی بیوگی کی عار پھر نیاد کریگی - کیونکہ تیرا خالق تیرا شوہر ہی - اوسکا نام رب الافواج ہی - اور تیرا نجات دینے والا اسرائیل کا قدوس ہی - وہ ساری زمین کا خدا کہلائیگا - کیونکہ تیرا خدا کہتا ہی خداوند نے تجھے جو طلاق کی ہوئی اور دل آزردہ عورت سے ہی - اور جوانی مین کی ایک جورو کے مانند جو رد کی گئی ہو پھر بلایا ہی - لاکن اب مین بہت سی مہربانیون کے ساتھ تجھے سمیٹ لونگا - شدت قہر کے حال مین مین نے اپنا منہ تجھسے ایک لحظہ چھپایا پر اب مین ابدی عنایت سے تجھپر رحم کرونگا - خداوند تیرا بچانے والا یون فرمایا ہی - کیونکہ میرے آگے یہ نوح کے پانی کا سا معاملہ ہی جسطرح مین نے قسم کھائی تھی کہ پھر زمین پر نوح کا طوفان کبھی نہ آویگا - اسیطرح اب مین نے قسم کھائی کہ مین تجھسے پھر کبھی آزردہ نہ ہونگا - غرض یسعیاہ ۵۴ باب مین دور تک یہ مضمون ہی - یسعیاہ ۶۰ - اوٹھ روشن ہو تیری روشنی آئی اور خداوند کے جلال نے تجھپر طلوع کیا - دیکھ تاریکی زمین پر چھا گئی اور تیری قومون پر بھی تاریکی نے اثر کیا - لاکن خداوند تجھپر طالع ہوگا - اور اوسکا جلال تجھپر نمود ہوگا - اور قومین اور بڑے بادشاہ تیری روشنی اور تیرے طلوع کی تجلی مین چلینگے انتہی مختصراً -

ہم یقینی طور پر کہتے ہین یہ سب مکّہ کی تعریف ہی - اگر نہین تو بتاؤ مدیان اور عیفہ اور سبا کی اونٹنیان کہان جمع ہوتی ہین - قیدار کی بھیڑین اور نبیط کے جھنڈے کس نے ذبح

چڑھائے جاتے ہین۔ عبری مین جس چیز کی زیادہ تعریف کرنا مطلوب ہوتا ہی اوسے ملکہ اور عورت کرکے تعبیر کرتے ہین۔ اگر انکار ہی تو دیکھو حزقیل ۱۶ باب الی آخرہ۔

نسخ احکام یا تکمیل اور احکام کا پورا ہونا ❊

امر اول۔ عیسائیون اور مسلمانون مین اس جھگڑے کو سنکر بڑا تعجب آتا ہی۔ اگر ان مباحث مین تھوڑا انصاف بھی مد نظر ہوتا تو یہ قضیہ جلد طی ہو جاتا۔ کیونکہ پادری صاحبان اور اونسے سنکر یہودی آرین یہ کہتے ہین۔ کہ نسخ کے ظاہری معنی یہ ہین۔ کہ کوئی حکم کسی وقت دیا گیا یا کوئی کام کیا گیا۔ پھر اوسمین دوسرے وقت نقص معلوم ہوا۔ یا پہلے حکم یا کام سے دوسرا اور عمدہ حکم یا کام سمجھہ مین آیا۔ تو پہلے حکم کو اوٹھا کر دوسرا حکم جاری کر دیا۔ یا پہلے کام کو ترک کرکے دوسرا کام شروع کر دیا۔

نسخ کے ان معنی سے خداوند تعالے کے کمال علمی اور تقدس کو نقص ثابت ہوتا ہی۔ اور ایسا اعتقاد کفر ہی۔ اے برادران اسلام ان معترض صاحبون کی خدمت مین عرض کر دو۔ کہ اسلامی شریعت مین ہم ایسے نسخ کے قائل نہین۔ اور جن اعتقادات سے ذات پاک مین نقص لازم آوے اونکو ہم لوگ کفر یقین کرتے ہین۔ ہم نہین کہتے کہ موسے کے زمانے مین خدا کو علم یا تجربہ کم تھا۔ پھر داود کے وقت زیادہ ہوا۔ مسیح کے زمانے مین اور زیادہ۔ اور نبی عربی کے دور دورے مین اور بھی زیادہ ہوگیا۔ توبہ توبہ توبہ۔ پس جھگڑا طی ہوا۔

امر دوم۔ بعضے متعصبان مدعی علم کہتے ہین۔ قرآن مین لکھا ہی کہ زبور کے آنے سے توریت اور انجیل سے زبور اور قرآن سے انجیل منسوخ ہوگئی۔ اونکی خدمت مین گذارش ہی کہ قرآن مین یہ بات نہین لکھی۔ زبور تو مناجات کی کتاب ہی۔ اوسکو نسخ سے کیا تعلق

معلوم نہین ہو سکتا یہ دھوکا معترض کو کہان سے ہوا کیونکہ قرآن مین یہ باتین ہرگز ہرگز
نہین - نسخ کے معنی عربی لغت مین بدلے اور باطل کرنے کے ہین - قرآن مین لکھا ہے
[1] فَيَنسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ - سیپارہ ۱۷ - سورۂ حج - رکوع ۷ -

اور قرآن توریت اور انجیل کی نسبت فرماتا ہے -

[2] اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۔ سیپارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۷ -

یہ تو توریت کی نسبت ارشاد ہوا -

[3] وَقَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ - سیپارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۷ -

یہ فرمان انجیل کی نسبت ہے - یہان (آثار) اور (مصدق) کا لفظ قابل غور ہے -

---

[1] پھر موقوف کر دیتا ہے اللہ جو ڈالتا ہے شیطان ۱۲ -

[2] ضرور ہمنے ہی بھیجی توریت اوسمین ہدایت اور نور ہے - اسپر حکم دیتے تھے پیغمبر جو حکمبردار تھے یہود کو اور درویش اور عالم - اس لیے کہ خدا کی کتاب کے محافظ بنائے گئے - اور اسکی خبرداری پر تھے - مجھی سے ڈرو نہ لوگون سے اور آیات کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ - جو لوگ خدا کے اوتارے حکمون پر حکم نہین کرتے وہی کافر ہین ۱۲ -

[3] اور پیچھا ہی بھیجا ہمنے اونھین کے قدمون پر عیسے مریم کا بیٹا - سچ بتاتا توریت کو جو آگے سے تھی اور اوسکو دی ہمنے انجیل جسمین ہدایت اور روشنی اور سچا کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت ڈر والون کو اور چاہیے کہ حکم کرین انجیل والے اوسپر جو اللہ نے اوتارا اوسمین اور جو کوئی حکم نکرے اللہ کے اوتارے پر سو وہی لوگ ہین بے حکم ۱۲ -

اب ایک اور آیت سُنا کر آپ سے داد چاہتا ہون اور خدا سے اجر۔

[1]وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ -

سیپارہ ۶ - سورۂ مائدہ - رکوع ۹ -

دیکھو قرآن نے کس قدر توریت و انجیل کی مدحت سرائی کی ہے - اور غور کرو غور - غور اور سنو ہان سنو پھر سنو - کسقدر یہودی اور عیسائی مذہب والون کو آزادی دی ہے کیسے [2]لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا اظہار کیا ہے - سوچو یہ سورت مدنی ہے - مکی نہین - اور ان آیات کو منسوخ نہین کہا

ہمنے ان آیات کو لکھکر ثابت کر دیا ہے کہ قرآن نے توریت اور انجیل کو منسوخ نہین کیا بلکہ ہدایت اور نور کہکر یہود اور نصارٰی کو اوسپر عمل کی تاکید کی ہے -

بھلا کوئی کہ سکتا ہے کہ یہ آیات منسوخ کرنے کو آئی ہین -

امر سوم - کچھ شک نہین کہ حسب اختلاف اوقات اور باختلاف بلاد اور باختلاف اقوام مشترک قانون مین خصوصیات کا لگانا ضروری ہوتا ہے -

مثلاً کپڑا پہننا تمام بلاد مہذبہ کا ایک ضروری قانون ہے - الّا موسم گرما اور بلاد گرم کے لیے کسی طرح کا - اور موسم سرما اور بلاد سرد کے لیے کسی دوسری طرح کا ضروری ہے - کیچڑ مین کام کرنے والے مزدور کے لیے ایک قسم کا - اور بادشاہون کے لیے جشن جلوس کے دن اسکے واسطے اور قسم کا -

---

[1] اور اگر وہ قائم رکھین توریت اور انجیل کو اور جو اوترا اونکو اونکے رب کی طرف سے تو کھادین اپنے اوپر سے اور پانون کے نیچے سے کچھ لوگ اونمین ہین سیدھے اور بہت اونکے برے کام کر رہے ہین ۱۲

[2] یہ آیت سیپارہ ۳ - سورۂ بقر - رکوع ۴ مین ہے - ترجمہ - زور نہین دین کی بات مین ۱۲

مصلحان قوم یامقننان [illegible] جب دنیا مین آدمی تھوڑے ۔ جب انکی بلاد
دور دست مین آمدورفت کم ہوگی ۔ جب لوگون کی تہذیب ابتداے سن طفولیت مین تھی ۔
اوسوقت کے قوانین اور جب کثرت ہوگئی ۔ باہمی تعلقات بڑہ گئے تہذیب کو نشو و نما ہونے لگا
تو اوسوقت کے قوانین ۔ مصلحان قوم یامقننان دین برابر بیان کرسکتے اور انسے فائدہ
پونچا سکتے تھے ۔ بلکہ غریب و مسکین بے دست و پا مقنن و مصلح اور قوی و زور آور رعب داب والے
مصلح و مقنن کے قوانین برابر نہین ہوسکتے پس یہی وجہ ہو کہ یہ شرائع انبیا مین اور مصلحان حکما مین
کچھ باہم تغیر موجود ہو ۔ اور اصول سب کے ایک ہین خصوصیات عارضہ مین اختلاف ہو ۔
ایک ہی قوم مین مختلف اوقات پر مختلف احکام شرعیہ ہوتے رہے ۔ ہم ذیل مین نظائر بیان
کرینگے ۔ الا عیسائی [illegible] نسخ نہین کہتے ۔ مین مسلمانونکی خدمت مین عرض کرتا ہون
حقیقت مین یہ اختلاف تکمیل ہو ۔ قرآن بھی آخر مین فرماتا ہو ۔
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ۔ سیپارہ ۶ سورۂ مائدہ رکوع ۱
پس تمکو کیا ضرور ہو کہ تغییر اور تبدیل اور نسخ کہو بلکہ تم بھی تکمیل کہا کرو ۔ عیسائیونکی خدمت مین بھی
عرض ہو کہ حسب لغت عرب یا اصطلاح اگر مسلمان ان تغیرات کو نسخ کہین تو بمعنی تکمیل ہو تم کیون ڈالاتے ہو
امر چہارم ۔ تعجب ہو جب کتب مقدسہ شرعیہ خدا کے افعال احکام مین ہر تغیر و تبدیل ہوتا رہا ہو
اور عیسائی مقدسون نے اس تغیر کو ایسے الفاظ سے بیان کیا ہو جنسے معلوم ہوتا ہو کہ خدا نے نادانی سے
پہلا حکم یا کام کیا ۔ الا وہان تاویلین کرنے کو شروع ہوجاتے ہین ۔ اور قرآن مین ایسا ایک لفظ
بھی نہین اور وہان اعتراض ۔ ہاے تعصب تیرا ستیاناس ہو ۔ سنو خدا نے انسان کو بنایا اور
بڑھایا ۔ پیدایش ۲ باب الا ۱ باب پیدایش مین لکھا ہو ۔ آیت ۶ ۔

۱ ۔ تب خدا وند زمین پر انسان کے پیدا کرنے سے پچھتایا اور نہایت دلگیر ہوا ۔ پیدایش ۶ باب ۶ ۔

[illegible] سے چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا مین نے تم پر احسان اپنا ۱۲

۲- تب خداوند نے اس بدی سے جو چاہا تھا کہ اپنے لوگوں سے کرے پچھتایا۔ خروج ۳۲ باب- ۱۴-
۳- تو بھی سموئیل ساول کی بابت غم کھاتا رہا- اور خداوند بھی پچھتایا کہ اسلیے ساول کو بنی اسرائیل کا
بادشاہ کیا- اسموئیل ۱۵ باب ۳۵- (خدا نے ساول کو مسیح کیا پھر وہ مرتد ہوا اسلیے پچھتایا)-
بنی اسرائیل پر عذاب نازل ہونے کو تھا کہ اونھوں نے عاجزی کی- اسپر کتب مقدسہ مین لکھا ہے-
تب خدا کا جی سرائیل کی پریشانی سے غمگین ہوا- قاضی ۱۰ باب ۱۶-
اسیطرح جیسی ختنہ ابراہیم کی اولاد مین ابدی رسم تھی- پیدایش ۷ ا باب ۱۴- اور حضرت مسیح
نے بھی ختنہ کرایا- ۲ باب ۲۱ لوقا- مگر ۱۵ باب اعمال مین منسوخ کیا گیا- بلکہ پولس نامہ گلتیان کے
۵ باب اور ۶ مین کیسا تشدد کرتا ہے اور کس زور سے ختنے کی ممانعت کرتا ہے- اور اعمال سے معلوم
ہوتا ہے اسکے ابطال پر پہلے کمیٹی ہوئی اور پولس فرماتے ہین اگر تم ... تو مسیح سے
کچھہ فائدہ نہین- جسنے ختنہ کرایا اوسے شریعت پر عمل واجب ہے- اور جسنے شریعت سے
راستبازی چاہی اوسے مسیح سے جدائی ہوئی- نامہ گلتی- ۵ باب-
قربانیان توریت کے لحاظ سے ابدی رسومات تھین شریعت عیسوی نے بالکل اوٹھا دین اور کہدیا وہ
مسیح کے نمونے تھے- کل احکام توریت کی نسبت خط نسخ کھینچ گیا- حالانکہ متی ۲۳ باب مین
احکام فقہای یہود کی تعمیل کی تاکید تھی- دیکھو ۱۵ باب ۲۴- اعمال مین لکھا ہے کہ ہمنے سُنا ہے کہ لوگ
تمھین کہتے ہین کہ ختنہ کراؤ- شریعت پر چلو- اسلیے روح القدس اور ہمنے بہتر جانا- ان ضروری
باتون کے سوا تمپر اور بوجھہ نہ ڈالین- تم بتون کے چڑہاوے اور لہو اور گلا گھونٹے جانور
سے پرہیز کرو- (بس حرامکاری کے بدلے اصل لفظ سور ہے) اور وہ سیاق کے مناسب
پھر پولس نے اسپر حاشیہ چڑہایا اور حواریون نے جسقدر رعایت مذہبی تھی ... آزادی
۱۴ باب ۱۴- رومیان- مجھے یسوع سے معلوم ہوا- اور مین نے یقین

ناپاک نہین۔ لیکن جو اوسے ناپاک جانتا ہے اوسکے لیے ناپاک ہے۔ پھر تعجب آتا ہے جو امکار نہی
نہین اسی مین آگئی۔ شاید اسیواسطے شریعت عیسوی مین حد نہین۔ نامہ عبرانیان ۷ باب ۱۸
آیت مین لکھا ہے۔ پس اگلا قانون اسلیے کہ کمزور اور بے فائدہ تھا اوٹھ گیا کیونکہ شریعت نے کچھ کامل نہ کیا۔
(صاف منسخ کا اقراری) نامہ گلتیان ۳ باب ۱۱ مین ہے کہ کوئی خدا کے نزدیک شریعت سے راستباز
نہین ٹھہرتا۔ کیونکہ زندگی ایمان سے ہے پر شریعت کو ایمان سے کچھ نسبت نہین۔ بلکہ جسنے اسپر عمل کیا
سو اسی ہی سے جئیگا۔ مسیح نے ہمین مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھوڑایا (ایمان کے
معنی بھی آگے سمجھلو) ۳ باب ۲۳۔ نامہ گلتیان۔ لیکن ایمان کے آنے سے پیشتر ہم شریعت
کے بند مین تھے۔ اور اس ایمان تک جو ظاہر ہونے والا تھا گھیرے مین رہے۔ پس شریعت مسیح تک پہنچانے
کو ہماری اُستاد ٹھہری تا کہ ہم ایمان سے راستباز گنے جاوین۔ پر جب ایمان آچکا تو ہم پھر اُستاد کے
تحت مین نہین رہتے۔ ۲ باب ۲۱ گلتی۔ راستبازی اگر شریعت سے ملتی تو مسیح عبث موا۔ ۲ باب
۱۵۔ نامہ افسیان۔ مسیح نے اپنا جسم دے کے دشمنی یعنے شریعت کے حکمون اور رسمون کو کھودیا۔
۷ باب ۱۲ و ۱۸ نامہ عبرانیان۔ جب کہانت بدلی تو شریعت بھی ضرور بدل گئی۔ اور آیت ۱۸ مین
شریعت بے فائدہ ہم باب ۱۳ حزقیل مین ہے کہ تو کھانا گوہ سے پکا کر کھائیگا پھر جب آہ و زاری کی تو
فرمایا اچھا گوبر سے پکا کر کھا لیو۔ ۱۰ باب ۵ متی ان بارھونکو یسوع نے بھیجا اور انھین حکم دیکے کہا
کہ غیر قومون کی طرف مت جاؤ اور سامریون کے کسی شہر مین داخل مت ہو۔ بلکہ خصوصاً اسرائیل کے
گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے پاس جاؤ۔ آیت ۱۰ مین راستے کے لیے نہ جھولے نہ دو کرتے نہ جوتیان
نہ لاٹھی لو کیونکہ مزدور اپنی خوراک کے لائق ہے۔ متی ۱۵ باب ۲۴۔ اسنے جواب دے کے کہا کہ
مین اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑون کے سوا کسی کے پاس نہین بھیجا گیا۔ لیکن ۱۶ باب ۱۵ مرقس
مین ہے کہ تمام جہان مین جاؤ اور تمام مخلوق کو انجیل سناؤ۔ اور لوقا ۲۲ باب ۳۶ مین اسنے انکو

اجازت دیدی - متی ۲۳ باب ۲ مین ہی - جو کچھ فریسی اور فقیہی جو موسی کی گدی پر بیٹھے ہین تمکو کہینے اور حکم کرین وہ یاد کرو - اور وہی کام کرو - اور بالکل ظاہر ہی کہ وہ توریت پر عمل کرنا بتلاتے - مگر اس کو حواریون اور پولوس نے منسوخ کردیا - بلکہ شریعت پر چلنے والا اجنبی ہوا - گلتی ۵ باب ۴ - نہایت عجیب بات یاد رکھنے کے قابل ہی - یوحنا ۱۶ باب ۲۵ یہ باتین مین نے تمثیلون مین کہی ہین پر وہ وقت آتا ہی مین تمہین تمثیلون مین پھر نہ کہونگا - بلکہ باپ کی صاف خبر تمہین دونگا - یوحنا ۱۶ باب ۱۲ - میری اور بہت سی باتین ہین کہ مین تمہین کہون پر اب تم برداشت نہین کرسکتے - دیکھو تبدل وقت سے تبدل احکام کیسے ثابت ہوتا ہی - مسیح کہتے ہین اب تو تمثیل مین بات کرتا ہون مگر اور وقت پر صاف کہونگا اور فرماتے ہین کئی ایک باتین تمسے کہنا چاہتا ہون مگر ابھی تمکو برداشت نہین معلوم ہوا مدت کے بعد جب لوگ قابل برداشت ہوجائینگے مسیح اور قسم کی باتین لوگونسے کہین گے - ابراہیم نے اپنی سوتیلی بہن سے نکاح کیا جسکی اولاد سے تمام انبیای بنی اسرائیل پیدا ہوئے - پیدائش ۲۰ باب ۱۲ - موسیٰ نے ایسے نکاح کو بالکل حرام کیا دیکھو ۱۸ باب ۹ و ۲۰ - باب ۱۷ - احبار - و استثنا ۲۷ باب ۲۲ - آدم کے وقت حلال چرند پرند کا خون اور چربی حلال تھی - پیدائش ۱ باب ۳۰ و ۹ باب ۳ - نوح کے وقت خون حرام ہوا - استثنا ۱۴ باب ۹ - و اشعیا ۱۱ باب ۴ و ۸ - طلاق دینا اور طلاقنامہ لکھدینا موسیٰ کے وقت جائز تھا - استثنا ۲۴ باب ۱ - مسیح نے یا تو مطلق طلاق کو منع کیا - مرقس باب ۱۱ - یا بجز الزام زنا منع فرمایا - ۵ باب ۳۱ متی اور وہ یہ بتائی کہ تمہاری سخت مزاجی سے طلاق جائز ہوا تھا یعقوب نے حقیقی دو بہنون سے ایک کے جیتے نکاح کیا - ۲۹ باب ۲۸ پیدائش موسیٰ نے اس جمع کو حرام فرمایا - بنی اسرائیل سے عہد جدید باندھنے کا وعدہ تھا ۳۱ باب ۳۱ یرمیاہ - وہ جدید شریعت بقول پولوس ہی نازل ہوئی جسمین توریت کے کل احکام اوٹھا دیے گئے ۸ باب ۸ عبرانیان - جو سؤر کا گوشت اور مکروہ چیزیں اور چوہا کھاتے ہین وے سب فنا ہوجائینگے خدا فرماتا ہی ۶۶ باب ۱۷ یسعیاہ - اور طیطس باب ۱۵ مین سب کچھ پاک کردیا - تمت

خاتمۃ الطبع

شکر و احسان خداوند وہاب وصلوٰۃ و سلام بر نبی شافع یوم الحساب کہ کتاب مستطاب فصل الخطاب بحسن صحت و اہتمام تام باہ رجب المرجب ۱۳۰۵ھ ہجری نبوی در مطبع مجتبائی واقع دہلی حلیۂ طبع پوشیدہ باعث مسرت شائقین و ناظرین گردید

قطعہ تاریخ طبع از نتائج طبع عالی عالم نامی و فاضل گرامی جناب مولانا مولوی محمد عبد العلی صاحب راسی متخلص بہ آسی دام اللہ بسد ربہ لاثانی

در فیضان حمد وا ہی آئے جسکا جی چاہے
یہ بحر فیض ہی غوطے لگائے جسکا جی چاہے

چلیپا حل ہی تثلیث کی توحید سے کیونکر
احد کی وحدت اس احمد مین پائے جسکا جی چاہے

اسی مین ذات و صفت و حمد و تفضیل اور وحدان
کہان یہ صفت غیبی یہن دکھائے جسکا جی چاہے

بنام ایزدی نامی ہے اس احمد کا محمد بھی
کوئی محمود اور ایسا بتائے جسکا جی چاہے

ہی حامد نام اور بھی ہی حمید اس حمد کل کا
ہوا خدا ایک مشتق اتنے لائے جسکا جی چاہے

کہان آیا جزو سکے مدح مین ممدوح کل عالم
جو آیا ہو تو نام اوسکا بتائے جسکا جی چاہے

اوسیکا فضل کلی ہی ہر اک جزئی مین عالم کے
قضیہ ہی یہ کلیہ سنائے جسکا جی چاہے

دلیل لمی و انی سے اوسکا فضل کل الکل
مدلل ہی رکھا گویا بنائے جسکا جی چاہے

یا ہے جائے جنت مین تو آئے دین احمد مین
نہ آئے آتش دوزخ مین جائے جسکا جی چاہے

۱ یعنی احد مین اگر میم ساقط کرو تو احد ہو جائے اور الف ساقط کرو تو حمد بنجائے اور پہر جو بصنعت مقلوب بعض اسکی ہو جائے اور الف جال مکہ تو دو تیسے ہین صیغہ فعل التفضیل مذکر و صیغہ وحدان حکایت نفس متکلم تا فہم ۱۲ منہ مدہ اثیم محمد عبد الحکیم کاتب کتاب ہذا —
۵ جو قیاس کہ مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو اور حد اوسط اوسکی سبب اور علت حکم کی نفس الامر و ذہن مین واقع ہو جسمین علت سے معلول کی طرف دلیل لاتے ہین وسکو دلیل لمی اور بالعکس اسکے دلیل انی کہتے ہین ۱۲ منہ

اعلان

اس کتاب مستطاب فصل الخطاب
کا حصہ اول جناب مصنف صاحب کی فرمایش سے
مطبع مجتبائی دہلی مین بصرف زر کثیر چھپکر تمام ہوا اور حق تالیف
اسکا مطبع ہذا مین محفوظ ہی پس لازم ہی کہ کوئی صاحب بدون اجازت
جناب مصنف صاحب کے اس کتاب کو نہ چھاپین ورنہ بارتکاب
جرم حق تلفی حفظ کتاب کے ماخوذ ہوکر نقصان اوٹھاینگے
لہذا اطلاعاً یہ اعلان آخر کتاب مین درج کیا گیا

المشتہر
محمد عبد الاحد وکیل مالک مطبع مجتبائی
واقع شہر دہلی